برائٹ آئی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ

ناشران ----- اشرف قریشی

------- یوسف قریشی

تزئین ----- محمد بلال قریشی

طابع ----- پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- -/95 روپے

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "برائٹ آئی" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جرائم کا دائرہ کار موجودہ دور میں بے حد وسیع ہو چکا ہے۔ اب جرائم صرف قتل وغارت، دہشت گردی اور سمگلنگ تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ ایسے ایسے جرائم سامنے آ رہے ہیں کہ جن کے بارے میں سوچ کر ہی انسان لرز جاتا ہے۔ جرائم کی بنیاد دراصل لالچ اور دولت کی ہوس ہوتی ہے اور یہی لالچ اور ہوس انسان کو انسانیت کی سطح سے گرا کر اسفل ترین سطح تک لے جاتے ہیں۔ اس ناول میں بھی ایسے مجرم سامنے آتے ہیں جو بظاہر ایک ایسی تنظیم چلاتے تھے جو نابینا انسانوں کی آنکھوں میں روشنی بھرتی تھی اور بظاہر یہ تنظیم انسانیت کی فلاح کے لئے کام کر رہی تھی لیکن دراصل یہ تنظیم انتہائی خوفناک جرم میں ملوث تھی۔ وہ صحت مند لوگوں کو ہلاک کر کے ان کی آنکھوں کے قرنیے اور دیگر ایسے اعضا۔ جن کی پیوند کاری ہو سکتی تھی یورپ اور ایکریمیا میں سمگل کر دیا کرتی تھی۔ اس طرح یہ تنظیم جیتے جاگتے اور صحت مند بے گناہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے اعضا فروخت کر کے دولت کماتی تھی۔ پھر جب اس تنظیم کا یہ مکروہ جرم عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آیا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت ان کی اس خوفناک درندگی کے خاتمے

کے لئے میدان عمل میں اتر آیا۔ لیکن ایسی تنظیم چلانے والے چونکہ انسانیت کی سطح سے انتہائی نیچے گرے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے مخالفوں کے خاتمے کے وقت معمولی سا سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے اور یہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ برائٹ آئی کے مقابل عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی خوفناک اور خون میں ڈوبی ہوئی جدوجہد کرنا پڑی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی اپنے انتہائی منفرد موضوع اور عمران اور اس کے ساتھیوں خاص طور پر ٹائیگر کی بے مثال جدوجہد کی وجہ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر طرح سے پورا اترے گا لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ دلچسپی کا یہ سلسلہ بھی قائم رہے۔

خانیوال سے فرحان علی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول خاص طور پر اسرائیل کے موضوع پر لکھے گئے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں البتہ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ بحیثیت رائٹر آپ کو اپنا کونسا ناول سب سے زیادہ پسند آیا ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم فرحان علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے۔ تخلیق مصنف کی اولاد کی طرح ہوتی ہے اور اولاد میں سب سے زیادہ پسندیدہ کا چناؤ نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے تو اپنے تمام ہی ناول پسند ہیں البتہ ایسے ناول جو عام موضوعات سے ہٹ کر لکھے گئے ہیں وہ مجھے زیادہ پسند ہیں۔ اب اس کا فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں کیونکہ میری تو ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں ہر ناول عام موضوع سے ہٹ کر لکھوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اوکاڑہ سے محمد رضوان طاہر لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بہت اچھے لگتے ہیں اور آپ عمران کے توسط سے جو اچھی باتیں ہمیں بتاتے رہتے ہیں مثلاً عمران کا لوگوں سے مکمل سلام کرنا، ایسی اچھی اچھی باتیں ہمیں بے حد پسند ہے البتہ ایک شکایت ہے کہ اب عمران کی شرارتیں کم ہو گئی ہیں۔ اب وہ زبانی مذاق ضرور کرتا ہے لیکن جسمانی شرارتیں کرنا اس نے بند کر دی ہیں جبکہ ہمیں اچھلتا، کودتا اور شرارتیں کرتا ہوا عمران بے حد پسند ہے۔ امید ہے آپ عمران کو دوبارہ شرارتیں کرنے کا موقع ضرور دیں گے"۔

محترم محمد رضوان طاہر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو شکایت کی ہے اس کے آخر میں تمام ذمہ داری یہ کہہ کر مجھ پر ڈال دی ہے کہ میں عمران کو شرارتیں کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اس لئے آپ نے فرمائش کی ہے کہ میں عمران کو شرارتیں کرنے کا موقع ضرور دیا کروں تو محترم۔ اصل میں یہ موقع عمران کو مجرموں نے مہیا کرنا ہوتا ہے اگر ایسے مجرم اس سے ٹکراتے ہیں جو بے چارے پسٹل کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں یا عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لیں تو پھر تو ظاہر ہے کہ عمران کے پاس سوائے مذاق کرنے اور شرارتیں کرنے

کے اور کوئی کام رہ نہیں جاتا اور اگر اس سے ایسے مجرم ٹکرائیں گے جن کے مقابل عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہر لمحہ تلوار کی دھار پر چلتے ہوئے گزرتا ہو تو ظاہر ہے عمران کیسے شرارتیں کر سکتا ہے۔ اس لئے اصل بات تو یہ ہے کہ یہ موقع مجرموں نے عمران کو مہیا کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ یہ دعا کریں کہ عمران کے مقابلے پر ایسے مجرم آئیں جو عمران کو شرارتیں کرنے کا موقع فراہم کر دیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آئندہ آپ خط میں یہ نہیں لکھیں گے کہ عمران کے مقابل اب بھی مجرم رہ گئے تھے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی پور سے مسز کلیم لکھتی ہیں۔ "مسلم کرنسی" جیسا شاندار ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول کریں۔ آپ کا آئیڈیا بہت خوبصورت ہے۔ "مسلم کرنسی" جیسے ناول بہت عرصے کے بعد پڑھنے کو ملتے ہیں۔ البتہ آپ سے یہ شکایت ضرور ہے کہ اب آپ واقعی بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں کہ ہر ناول میں بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے ٹیلیفون پر بڑی سے بڑی لیبارٹری تباہ کر دیتے ہیں"۔

محترمہ مسز کلیم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مسلم کرنسی امت اسلامیہ کا ایک خواب ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ضرور شرمندہ تعبیر ہو گا۔ جہاں تک عمران کے فون پر لیبارٹری تباہ کرنے کا تعلق ہے تو اس میں عمران کی سائنسی ڈگریاں، جدید ایجادات کے بارے میں گہرا مطالعہ اور اس کی ذہانت مل کر یہ کرشمہ دکھاتی ہیں۔ لیکن آپ نے اسے میرے بوڑھے ہونے پر بطور دلیل استعمال کیا ہے۔ شاید آپ کا خیال ہے کہ صرف بوڑھا ہونے پر ہی جسمانی حرکت کم ہو جاتی ہے اور ذہنی حرکت بڑھ جاتی ہے حالانکہ آپ اگر غور کریں تو آپ خود اس نتیجے پر پہنچیں گی کہ جہاں ذہن حرکت میں آتا ہے تو جسمانی حرکت کم ہو جاتی ہے اور جتنا ذہن زیادہ حرکت کرتا ہے اتنی ہی جسمانی حرکت کم ہو جاتی ہے اور ذہین صرف بوڑھے ہی نہیں ہوتے نوجوان ماشاء اللہ بوڑھوں سے کہیں زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

چیچہ وطنی سے علی عمران لکھتے ہیں۔ "آپ کے سب ناول بہترین ہوتے ہیں۔ عمران کا کردار مجھے بے حد پسند ہے لیکن آپ کے ناول "کیٹ ریٹ گیم اور سسپنس گیم" میں صالحہ نے عمران کو دو تین بار مات دی ہے۔ اس نے دو جگہ عمران سے پہلے کرسی کے راڈز کھول لئے اور عمران کو منت کرنے پر مجبور کیا۔ میرے لئے یہ لمحے ناقابل برداشت ہیں۔ کیا عمران اب ذہنی طور پر اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ صالحہ بھی اس پر برتری حاصل کر لیتی ہے۔ دیگر یہ کہ آپ کے ناولوں کی لسٹ منگوانا چاہتا ہوں۔ آپ طریقہ بتا دیں"۔

محترم علی عمران صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ شاید ہم نام ہونے کی وجہ سے عمران کو کسی بھی لمحے کسی کے مقابل کمزور نہیں دیکھنا چاہتے لیکن محترم عمران بہرحال انسان

ہے کوئی مافوق الفطرت طاقت نہیں ہے۔ جہاں تک اس کے ساتھیوں کا تعلق ہے تو اس کے سارے ہی ساتھی ذہنی اور جسمانی طور پر کسی طرح بھی اس سے کم نہیں ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کسی کا انتخاب ہی یہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اس انتخاب کے اہل ہے اس لئے ایسی سچوئیشنز کو یہ سوچ کر برداشت کر لیا کریں کہ عمران بہرحال انسان ہے جہاں تک لسٹ منگوانے کا تعلق ہے تو آپ مینجر یوسف برادرز کے نام خط لکھ کر اور اس میں جوابی لفافہ ڈال کر ناول پر لکھے ہوئے پتے پر بھجوا دیں آپ کو لسٹ پہنچ جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم اے

عمران نے کار جیسے ہی گیراج سے باہر نکالی اچانک ایک طرف کھڑا ہوا ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر عمران کو رکنے کا اشارہ کیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ادھیڑ عمر آدمی درمیانے طبقے کا دکھائی دے رہا تھا۔

"پلیز میری ایک بات سن لیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا"۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے ڈرائیونگ سیٹ کے قریب آ کر بڑے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"آئیے۔ میرے ساتھ بیٹھ جائیے۔ میں لنچ کرنے جا رہا ہوں اور مجھے بے حد بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ بھی میرے ساتھ لنچ کر لیں۔ پھر بات بھی ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ میں تو ایک سائل ہوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر اس طرح ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے عمران نے

کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"سائل اچھا تخلص ہے۔ آئیے تشریف رکھیں۔ مجھے واقعی بے حد بھوک لگ رہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا کر لنچ کر آئیں میں آپ کا انتظار کروں گا"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر نیچے اتر آیا۔

"آئیے میرے ساتھ۔ پلیز۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ آئیں"۔ عمران نے ادھیڑ عمر آدمی کا بازو پکڑا اور پھر سائیڈ سیٹ کی طرف لے جا کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس ادھیڑ عمر آدمی کو اندر بٹھا کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ وہ آدمی اس طرح بیٹھ گیا جیسے مجبوراً بیٹھا ہو۔ عمران گھوم کر دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"میرا نام بہار حسین ہے جناب"...... اس آدمی نے رک رک کر کہا۔

"باتیں بعد میں جناب۔ پہلے کھانا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ اول طعام بعد کلام"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ ادھیڑ عمر آدمی اس طرح ہونٹ بھینچ کر بیٹھ گیا جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ اب وہ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالے گا۔ البتہ اس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران خاموش بیٹھا کار چلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار شیرٹن ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی

اور اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اتر آیا۔

"آئیے جناب بہار حسین صاحب"...... عمران نے کہا تو بہار حسین دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عمران نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور پھر مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ اسے احساس ہوا تھا کہ بہار حسین اس کے ساتھ نہیں ہے۔

"اوہ۔ آپ رک کیوں گئے۔ آئیے۔ میں نے کہا ہے کہ مجھے واقعی بے حد بھوک لگی ہوئی ہے"...... عمران نے واپس آتے ہوئے کہا کیونکہ وہ ادھیڑ عمر آدمی وہیں کھڑا تھا۔

"میں یہاں رک جاتا ہوں۔ آپ کھانا کھا لیں"...... بہار حسین نے رکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ تو لکھنو کے لوگوں کی طرح تکلف کر رہے ہیں۔ آئیے میرے ساتھ"...... عمران نے واپس مڑ کر بہار حسین کو ایک بار پھر بازو سے پکڑ لیا اور پھر بہار حسین اس طرح چلنے لگا جیسے کسی بچے کو زبردستی سکول لے جایا جا رہا ہو۔ پھر وہ مین گیٹ کراس کے عالیشان اور وسیع ہال میں پہنچے تو بہار حسین کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"آپ کیا کھانا پسند کریں گے"...... عمران نے ویٹر سے مینو لے کر بہار حسین سے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے بھوک نہیں ہے"...... بہار حسین نے انتہائی

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔ اس نے خود ہی ویٹر کو کھانے کا آرڈر دے دیا اور تھوڑی دیر بعد جب میز کھانے کی پلیٹوں سے بھر گئی تو بہار حسین کی پہلے سے پھیلی ہوئی آنکھیں مزید پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔ پھر عمران کے اصرار پر اس نے کھانا شروع کر دیا اور عمران نے دیکھا کہ وہ واقعی بھوکا تھا اس لئے شروع میں تو جھجکتا رہا لیکن پھر شاید بھوک اور کھانوں کی خوشبوؤں نے اس کی ساری جھجک دور کر دی تھی۔ عمران نے لنچ کے بعد کافی منگوا لی۔

"ہاں۔ اب بتائیں بہار حسین صاحب۔ کیا مسئلہ ہے"۔ عمران نے ہاتھ دھو کر واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام بہار حسین ہے جناب"...... بہار حسین نے کہا۔

"وہ تو آپ پہلے بھی بتا چکے ہیں جناب۔ ویسے میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنا نام بے حد پسند ہے اس لئے آپ بار بار دوہرا کر لطف لیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہار حسین بے اختیار جھینپ گیا۔

"میں کھجور محلے میں رہتا ہوں جناب۔ میرا ایک ہمسایہ ہے ارشد حسین۔ اس کی مارکیٹ میں کریانے کی دکان ہے اور آپ کا باورچی سلیمان اس سے سودا سلف لیتا ہے۔ ارشد حسین نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا لیکن جب آپ نے کار نکالی تو میں سمجھ گیا کہ آپ ہی اس قدر قیمتی کار کے مالک ہو سکتے ہیں"...... بہار حسین نے رک رک کر کہنا شروع کیا لیکن پھر اس

کے لہجے میں روانی آ گئی۔ اس دوران ویٹر نے کافی کے برتن لگا دیئے تو عمران نے کافی تیار کر کے ایک پیالی بہار حسین کے سامنے رکھ دی۔

"اس نے آپ کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔ کیا کوئی بات ہوئی ہے"...... عمران نے نرم لہجے میں کہا کیونکہ وہ بہار حسین کی پوزیشن کو سمجھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی لہجے کو سخت کیا تو بہار حسین کی ساری امیدیں ٹوٹ جائیں گی۔

"جناب۔ میرے ساتھ انتہائی ظلم ہوا ہے۔ میرے اکلوتے بیٹے کو سی آئی ڈی والے پکڑ کر لے گئے ہیں۔ مجھے ارشد حسین نے بتایا ہے کہ آپ کے والد سی آئی ڈی کے سب سے بڑے افسر ہیں جناب۔ آپ میری مدد کریں۔ میرا بیٹا بے گناہ ہے"...... بہار حسین نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسا مت کریں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ میرے والد کی جگہ ہیں۔ وہ لوگ آپ کے بیٹے کو کیوں پکڑ کر لے گئے ہیں۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں"...... عمران نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ سی آئی ڈی سے وہ سمجھ گیا تھا کہ بہار حسین کا مطلب انٹیلی جنس سے ہے۔

"جناب۔ میرا بیٹا الیکٹریشن کا کام کرتا ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ کھجور محلے میں اس کی دکان ہے۔ بس دال روٹی چل رہی تھی کہ ایک روز سی آئی ڈی کا ایک آدمی دکان پر آیا اور اس نے میرے بیٹے اعظم حسین کو ایک آلہ دے کر کہا کہ کیا وہ اسے ٹھیک

کر سکتا ہے۔ میرے بیٹے نے اسے ٹھیک کر دیا تو وہ واپس چلا گیا۔
کل وہ آدمی پھر آیا تو اس کے ساتھ کئی دوسرے وردی والے بھی تھے۔
وہ میرے بیٹے کو گھر سے پکڑ کر لے گئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ میرا بیٹا
جاسوس ہے اور وہ ایسے آلات بناتا ہے جس سے جاسوسی ہوتی ہے اور
میرا بیٹا کافرستان کا جاسوس ہے"۔۔۔۔۔۔ بہار حسین نے گلوگیر لہجے میں
کہا تو عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کے بیٹے نے کہاں تک تعلیم حاصل کی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔

"جی وہ میٹرک پاس ہے"۔۔۔۔۔۔ بہار حسین نے جواب دیا۔

"جاسوسی آلات تو عام الیکٹریشن ٹھیک ہی نہیں کر سکتا بلکہ
ٹھیک کرنا تو ایک طرف اسے اس کی سمجھ ہی نہیں آسکتی۔ پھر تمہارا
بیٹا کیسے انہیں ٹھیک کر لیتا ہے۔ کیا تمہارا بیٹا بیرون ملک میں بھی
کام کرتا رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ جس استاد کے پاس کام سیکھتا تھا وہ استاد ایسے
آلات بناتا تھا اور اس نے یہ فن میرے بیٹے کو بھی سکھا دیا۔ وہ استاد
فوت ہو گیا تو اعظم نے علیحدہ اپنی دکان بنا لی"۔۔۔۔۔۔ بہار حسین نے
جواب دیا تو عمران نے ویٹر کو بلایا اور اسے بل لانے کا کہہ دیا۔ ویٹر
کے بل لانے پر اس نے بل ادا کیا اور پھر بہار حسین کو ساتھ لے کر
وہ ہوٹل سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے
سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہاں جا کر

اسے معلوم ہوا کہ سر عبدالرحمن تو کسی سرکاری دورے پر گئے
ہوئے ہیں البتہ سوپر فیاض اپنے دفتر میں موجود ہے تو عمران بہار
حسین کو ساتھ لئے سیدھا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔
باہر موجود چپڑاسی نے اٹھ کر اسے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا
تو عمران نے سر ہلا کر اسے سلام کا جواب دیا اور پھر پردہ ہٹا کر وہ آفس
میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے بہار حسین بھی اندر داخل ہو گیا۔
سوپر فیاض کرسی پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا اور سامنے فائل موجود تھی۔ اس
نے آہٹ سن کر سر اٹھایا تو عمران اور اس کے پیچھے بہار حسین کو
دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
ابھر آئے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ جناب سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی
جنس بیورو عرف سی آئی ڈی صاحب"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ماتھے پر ہاتھ
رکھ کر باقاعدہ زور شور سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ بیٹھو۔ یہ کون ہے"۔۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اسی
طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید بہار حسین کی وجہ سے وہ کوئی
بے تکلفی ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔

"فریادی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ایک کرسی سنبھال لی جبکہ اس کے اشارے پر بہار حسین
خاموشی سے دوسری کرسی پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ بہرحال
اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ وہ سی آئی ڈی کے کسی بڑے افسر کے

دفتر میں موجود ہے۔

" فریادی۔ کیا مطلب۔ کیا بکواس ہے۔ کیا تمہیں آفس کے پروٹوکول کا بھی خیال نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" پہلے زمانے میں فریادیوں کے لئے زنجیر عدل لٹکائی جاتی تھی۔ اب سوپر ٹائپ کے افسروں کو کرسیوں پر بیٹھا دیا جاتا ہے اس لئے مجبوری ہے۔ اب فریادی نے تو بہرحال فریاد کرنی ہی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیسے آنا ہوا"...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ وہ عمران کے موڈ کو بہت اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران آہستہ آہستہ پٹڑی سے اترتا چلا جائے گا اس لئے شاید اس نے موضوع بدلنے کی کوشش کی تھی۔

" فریادی لے کر آیا ہوں۔ اس کی فریاد سن لیں اور مجھے میرا کمیشن دے دیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" فریادی اور کمیشن۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"...... سوپر فیاض کو اس بار واقعی عمران پر غصہ آگیا تھا۔

"آج کل کمرشل دور ہے اس لئے فریادی لے کر آنے پر بھی کمیشن ملنا چاہئے۔ فی فریادی دس ہزار روپے۔ پھر دیکھو یہاں باہر فریادیوں کی ایک طویل قطار موجود ہو گی اور اخبارات سوپر فیاض کے احکامات اور عدل پر بڑے بڑے مضامین چھاپ رہے ہوں گے۔ گرڈ

تصویریں چھپ رہی ہوں گی اور پھر ساری دنیا کے انصاف پسندوں کی طرف سے ایوارڈز دیئے جائیں گے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" بکواس کرنے میں تو تمہارا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں انتہائی ضروری کام میں مصروف ہوں اس لئے صاف صاف بات کرو"۔ سوپر فیاض نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تمہارے کسی انسپکٹر نے اس کے بیٹے اعظم حسین کو پکڑا ہے۔ میں اس بارے میں معلومات حاصل کرنے آیا ہوں"...... عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

" اعظم حسین وہی الیکٹریشن۔ اس کی بات کر رہے ہو"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ یہ اس کا باپ ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ تو یہ سفارش کے لئے تمہارے پاس پہنچ گیا تھا۔ لیکن عمران اب اس کی رہائی ناممکن ہے۔ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے اور اس سے اب ہم نے پورے نیٹ ورک کا پتہ چلانا ہے"۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

" کوئی ثبوت تو لازماً ہو گا جس کی بنا پر تم نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ہے ثبوت۔ یہ لوگ شاید کھجور محلے میں رہتے ہیں۔ اس کے لڑکے اعظم کی الیکٹریشن کی دکان ہے۔ انٹیلی جنس کو ایک خفیہ

اطلاع ملی کہ اعظم حسین کی دکان پر مشکوک لوگوں کی آمد و رفت ہے اور اعظم حسین ایسے آلات تیار کرتا ہے جو خفیہ سرکاری آلات ہوتے ہیں۔ اس اطلاع پر انسپکٹر کرامت کو گاہک بنا کر بھیجا گیا اور ایک خراب شدہ ٹرانسمیٹر بھی اسے دیا گیا۔ اس لڑکے اعظم حسین نے انتہائی حیرت انگیز طور پر ایک گھنٹے میں اس خراب شدہ ٹرانسمیٹر کو درست کر دیا جبکہ یہاں کے ماہرین بھی باوجود کوشش کے اسے ٹھیک نہ کر سکے تھے۔ جس پر ہم کنفرم ہو گئے کہ یہ شخص وہ نہیں ہے جو اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد دکان پر چھاپہ مارا گیا تو وہاں سے دو ایسے ٹرانسمیٹر ملے جو فوج کے استعمال میں رہتے ہیں"...... سوپر فیاض نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اعظم حسین کا کیا بیان ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس نے تو ظاہر ہے انکار ہی کرنا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کا استاد یوسف حسین ٹرانسمیٹروں کا ماہر تھا اور فوج کے ٹرانسمیٹر اس کے پاس مرمت کے لئے آتے رہتے تھے۔ اس نے اسے بھی یہ کام سکھا دیا۔ اب وہ استاد فوت ہو چکا ہے لیکن یہ سب غلط ہے۔ یہ لڑکا کافرستانی جاسوس ہے اور جاسوسی نیٹ ورک کا اہم ترین مہرہ ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"لیکن اس نے کیا جاسوسی کرنی ہے کافرستان کی۔ کیا اب کافرستان والوں کو ان کاموں کے لئے اور ایجنٹ نہیں ملتے جو وہ اس

لڑکے کو جاسوس بنا دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں ان باتوں کا علم نہیں ہے عمران۔ ہمیشہ ایسے لوگوں کو جاسوس بنایا جاتا ہے جن پر کوئی شک نہ کر سکے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"جی یہ سب غلط ہے جناب۔ میرا بیٹا جاسوس نہیں ہے۔ وہ تو بے چارہ بالکل سیدھا سادہ لڑکا ہے۔ دن رات محنت کر کے دال روٹی کماتا ہے"...... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے بہار حسین نے اچانک روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سب ایسے ہی کہتے ہیں"...... سوپر فیاض نے بڑے بے رحمانہ لہجے میں کہا۔

"اعظم حسین کو یہاں بلاؤ"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ"...... سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"میں اس سے خود بات کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ وہ جاسوس ہے اور میں کسی غیر متعلق آدمی کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ اس سے بات کرے"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں چاہتا کہ ڈیڈی کی عدم موجودگی میں تمہیں معطل کر دیا جائے اس لئے جیسے کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو"...... عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے کون معطل کرے گا۔ نانسنس۔ چلو اٹھو

یہاں سے اور باہر جاؤ۔ آئی سے گیٹ آؤٹ۔ اور تم بھی جاؤ بڑے
میاں ورنہ تمہیں بھی اعانت جرم میں گرفتار کر لیا جائے گا"۔ سوپر
فیاض عمران کی بات سن کر غصے سے اکھڑ گیا تھا۔

"جناب۔ جناب۔ میرا بیٹا بے گناہ ہے جناب۔ آپ جیسی صفائی
چاہیں میں دے سکتا ہوں جناب"...... بہار حسین نے اٹھ کر سوپر
فیاض کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی گلوگیر لہجے میں کہا جبکہ
عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر بے گناہ ثابت ہوا تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔
ابھی تفتیش ہو رہی ہے"...... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہار حسین تم آفس سے باہر رکو۔ میں آرہا ہوں"...... عمران
نے بہار حسین سے کہا تو بہار حسین نے بے اختیار ایک طویل
مایوسی بھرا سانس لیا اور پھر مڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس
کے کاندھے لٹکے ہوئے تھے اور وہ انتہائی دل گرفتہ اور مایوس نظر آرہا
تھا۔

"تم کیوں بیٹھے ہو۔ جاؤ"...... سوپر فیاض نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا
سا بیج نکالا اور اسے کھول کر اس نے سوپر فیاض کے سامنے رکھ دیا۔

"اسے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا اسے پہچانتے ہو"...... عمران نے کوڑا
مارنے کے انداز میں کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے
جھپٹ کر وہ بیج اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس

کے ہاتھوں سے اس طرح بیج گر گیا جیسے اس نے بیج کی بجائے ہاتھ میں
کوئی زہریلا بچھو پکڑ لیا ہو۔

"لاسٹ اتھارٹی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ لاسٹ اتھارٹی۔ تم۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے"...... سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔ اس کی
آنکھیں پھیل کر اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔

"تمہیں معلوم ہے کہ لاسٹ اتھارٹی کو دیکھنے کے بعد سیلوٹ
کرنا لازمی ہوتا ہے ورنہ گولی ماردی جاتی ہے"...... عمران کا لہجہ بے
حد کرخت ہو گیا تو سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے
باقاعدہ عمران کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھ جاؤ اور میرا حکم سنو۔ اعظم حسین کو یہاں بلاؤ اور ساتھ ہی
اس کے والد بہار حسین کو بھی"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیج اٹھا کر واپس کوٹ کی اندرونی جیب
میں ڈال لیا۔ سوپر فیاض کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اس نے
تیزی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اعظم حسین کو آفس میں لے آنے
کے احکامات دے کر اس نے رسیور رکھا اور پھر گھنٹی بجا دی۔
دوسرے لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"باہر جو آدمی موجود ہے اسے اندر بلاؤ"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"یس سر"...... چپڑاسی نے کہا اور باہر چلا گیا۔

"تم۔ تم۔ لاسٹ اتھارٹی۔ تم"...... سوپر فیاض نے رک رک
کر کہنا شروع کیا۔

"شٹ اپ۔ خاموش بیٹھے رہو ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے کہ ہونٹوں کا رنگ ہلکا نیلا پڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور بہار حسین اندر داخل ہوا۔

"یہاں بیٹھو۔ ابھی تمہارا بیٹا آ رہا ہے۔ اس سے بات کرتے ہیں"...... عمران نے نرم لہجے میں بہار حسین سے کہا تو بہار حسین نے ایک نظر کرسی پر بت کی طرح ساکت بیٹھے ہوئے سوپر فیاض کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر تشدد کے نشانات موجود تھے اور وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے اس کی حالت بے حد خراب ہو۔ اس کے پیچھے ایک باوردی سپاہی تھا۔

"میرا بیٹا۔ میرا بیٹا"...... بہار حسین نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا اور وہ جا کر اعظم حسین سے لپٹ گیا۔ وہ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا تھا۔

"تم جاؤ"...... عمران نے سپاہی سے کہا تو اس نے سوپر فیاض کی طرف دیکھا۔

"جیسے یہ کہہ رہے ہیں ویسے کرو"...... سوپر فیاض نے کہا تو سپاہی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"دونوں بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو بہار حسین اور اعظم حسین دونوں بیٹھ گئے۔

"تم پر تشدد کیا گیا ہے"...... عمران نے اعظم حسین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نن۔ نن۔ نہیں جناب۔ نہیں"...... اعظم حسین نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ اسے دھمکی دی گئی ہو گی کہ اگر اس نے ایسی بات کی تو اس کا حشر عبرتناک کر دیا جائے گا۔

"تم ٹرانسمیٹر مرمت کر لیتے ہو۔ کس سے سیکھا ہے تم نے یہ فن"۔ عمران نے اعظم حسین سے پوچھا۔

"اپنے استاد یوسف سے جناب"...... اعظم حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ جو دو فوجی ٹرانسمیٹر تمہاری دکان سے ملے ہیں وہ کس کے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"فوج کے جناب۔ انہوں نے مجھے مرمت کے لئے دیئے تھے اور میں پہلے بھی ان کے ٹرانسمیٹر مرمت کرتا رہتا ہوں"۔ اعظم حسین نے کہا۔

"کس رجمنٹ کے ہیں اور کس نے دیئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"مجاہد رجمنٹ کے ہیں جناب اور مجھے میجر عزیز صاحب نے بلا کر دیئے تھے کہ ان کی مرمت کر دوں۔ میں نے مرمت کر کے رکھے تھے اور کل میں انہیں لے جاتا کہ مجھے پکڑ لیا گیا اور یہاں لے آیا گیا۔ مجھے

کہا گیا کہ میں جاسوس ہوں۔ جناب میں تو انتہائی غریب آدمی ہوں۔ میں کیسے جاسوس ہو سکتا ہوں "....... اعظم حسین نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" تو تمہارا مطلب ہے کہ صرف امیر آدمی ہی جاسوس ہوتے ہیں "....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جی نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ اگر میں جاسوس ہوتا تو مجھے بھاری رقمیں ملتیں اور میں واقعی غریب نہ ہوتا "....... اعظم حسین نے جواب دیا۔

" کیا تمہیں میجر عزیز کا فون نمبر معلوم ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" جی نہیں۔ میں تو خود جا کر انہیں دیتا ہوں اور وہ مجھے چیک دے دیتے ہیں "....... اعظم حسین نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔ اس نے انکوائری کے نمبر پریس کرنے کے بعد لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" انکوائری پلیز "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ملٹری ایکس چینج کا نمبر دیں "....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کر دیئے۔

" ملٹری ایکس چینج "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

" میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے بول رہا ہوں۔ مجاہد رجمنٹ کے میجر عزیز سے بات کرائیں "....... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ میجر عزیز بول رہا ہوں "....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ آفس سے بول رہا ہوں۔ کیا آپ نے اپنے خراب شدہ ٹرانسمیٹر کسی مکینک کو مرمت کے لئے دیئے ہیں "....... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں۔ اس معاملے میں انٹیلی جنس کا کیا تعلق "۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کس مکینک کو دیئے تھے آپ نے ٹرانسمیٹر۔ تفصیل بتائیں "۔ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

" کھجور محلے میں ایک مکینک ہے اعظم حسین۔ وہ ان ٹرانسمیٹروں کا بہترین کاریگر ہے۔ اس سے پہلے اس کا استاد یوسف تھا۔ وہ بھی اچھا کاریگر تھا لیکن یہ اعظم حسین تو اس سے بھی زیادہ بڑا کاریگر ہے۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں یہ سب کچھ "....... میجر عزیز کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

" یہ بہترین کاریگر اس وقت انٹیلی جنس کی تحویل میں ہے۔ چونکہ

اس کے پاس سے ملٹری کے مخصوص ٹرانسمیٹر برآمد ہوئے ہیں اس لئے اسے غیر ملکی جاسوس سمجھا جا رہا ہے"...... عمران نے سوپر فیاض کی طرف طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ نہیں جناب۔ وہ تو بالکل سیدھا سادہ سا لڑکا ہے اور طویل عرصے سے ہمارا کام کر رہا ہے اور ہمارے پاس باقاعدہ ان ٹرانسمیٹروں کی مرمت کے کاغذات بھی موجود ہیں"۔ میجر عزیز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سے اب اس پر شک دور ہو گیا ہے۔ اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کون سا انسپکٹر اس کیس کی انکوائری کر رہا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں سوپر فیاض سے پوچھا۔

"انسپکٹر راحت"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"بلاؤ اسے یہاں۔ ابھی اور اسی وقت"...... عمران کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا اور سوپر فیاض نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور انسپکٹر راحت کو آفس پہنچنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"تم اس اعظم حسین کے کیس کی انکوائری کر رہے ہو"۔ عمران نے انسپکٹر راحت سے مخاطب ہو کر کہا تو انسپکٹر راحت نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرف دیکھا۔

"جو یہ پوچھ رہے ہیں وہ بتا دو"...... سوپر فیاض نے تیز لہجے میں

کہا۔

"یس سر"...... انسپکٹر راحت نے جواب دیا۔

"کیا انکوائری کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ابھی اس سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے اور یہ جو کچھ بتائے گا اس پر مزید انکوائری ہو گی"...... انسپکٹر راحت نے جواب دیا۔

"اس نے تو بتایا ہے کہ دونوں فوجی ٹرانسمیٹر فوج کے ہیں اور وہاں سے اس کے پاس مرمت کے لئے بھیجے گئے تھے"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"جی ہاں۔ بتایا تو ہے اس نے"...... انسپکٹر راحت نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کسی رجمنٹ اور میجر کا نام بھی بتایا ہے اس نے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجاہد رجمنٹ اور میجر عزیز کا کہہ رہا تھا"...... انسپکٹر راحت نے جواب دیا۔

"پھر تم نے وہاں سے تصدیق کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے جناب۔ فوج والے احمق تو نہیں ہیں کہ اس طرح عام سے محلے میں کام کرنے والے مکینک کو ہائر کریں۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن جلد ہی سچ بھی بتا دے گا"...... انسپکٹر راحت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جبکہ تمہارے سپرنٹنڈنٹ نے تصدیق کر لی ہے اور میجر عزیز

نے حامی بھر لی ہے بلکہ اس کی صفائی بھی دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... انسپکٹر راحت نے کہا۔

"تم نے اس پر تشدد کیا ہے"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

"تشدد۔ نہیں جناب۔ بس عام سی پوچھ گچھ کی ہے"...... انسپکٹر راحت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر راحت سوپر فیاض کو سلام کر کے آفس سے باہر چلا گیا۔

"اب تم اس کی فائل منگواؤ اور اس پر لکھو کہ یہ لڑکا بے گناہ ہے اور اسے ریلیز کرو تاکہ یہ اپنے باپ کے ساتھ جا سکے"...... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اعظم حسین کی فائل پہنچانے کا حکم دیا۔

"وہ دونوں ٹرانسمیٹر بھی منگواؤ"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے دونوں فوجی ٹرانسمیٹر بھی ساتھ لانے کا آرڈر دے دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے احکامات کی تعمیل ہو چکی تھی۔

"اعظم حسین۔ تم اب بے گناہ ثابت ہو چکے ہو۔ تم اپنے باپ کے ساتھ جا سکتے ہو اور دونوں ٹرانسمیٹر بھی ساتھ لے جاؤ۔ ویسے

ذہین آدمی ہو۔ میں تم سے خود آ کر ملوں گا۔ پھر بات چیت ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اعظم حسین سے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب"...... اعظم حسین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں جناب۔ آپ نے ہمیں نئی زندگی بخش دی ہے"...... بہار حسین نے انتہائی ممنونیت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہارا بیٹا بے گناہ تھا اس لئے مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی ہے۔ اگر یہ گناہ گار ثابت ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ میں اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی سزا دے دیتا کیونکہ اولاد کی تربیت میں باپ کا ہاتھ سب سے زیادہ ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بہار حسین اور اعظم حسین دونوں نے ایک بار پھر عمران کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔ جاتے ہوئے وہ ٹرانسمیٹر بھی ساتھ لے گئے تھے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ سوپر فیاض۔ تمہیں کیا سزا دی جائے کہ تمہارے انسپکٹر ایک بے گناہ کو نہ صرف پکڑ کر لے آئے بلکہ انہوں نے انکوائری کرنے کی بجائے اس پر تشدد کیا اور تم چونکہ آفیسر ہو اس لئے سزا تمہیں ہی ملے گی۔ بولو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا لیکن سوپر فیاض نے کوئی جواب نہ دیا اور ویسے ہی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ وہ اب بولنے سے ہی

ذہنی طور پر معذور ہو چکا ہے۔

"کیا تم نے لاسٹ اتھارٹی نہیں دیکھی۔ لاسٹ اتھارٹی کے سوال کا جواب نہ دینا بھی سنگین جرم ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بار پھر وہی بیج نکالا اور اسے کھول کر پڑھنے کے لئے سوپر فیاض کے سامنے کر دیا۔

"اب۔ تم۔ تم۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم اگر لاسٹ اتھارٹی ہو تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... سوپر فیاض نے رک رک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے الفاظ انتہائی بے چارگی کے عالم میں اس کے منہ سے نکل رہے ہوں۔

"کیا تم انگریزی میں فیل ہوتے رہے ہو کہ تمہیں اتھارٹی اور اسورٹی میں فرق ہی نہیں معلوم ہو سکا۔ یہ لفظ اسورٹی ہے۔ اتھارٹی نہیں اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو میں بتا دوں کہ اسورٹی عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے خدمت خلق اور لاسٹ اسورٹی خدمت خلق کا ایک بین الاقوامی ادارہ ہے اور میں اس کا ممبر ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے یکلخت سامنے پڑے ہوئے بیج کو جھپٹا اور اسے غور سے دیکھنے لگا اور دوسرے لمحے اس کا چہرہ یکلخت بدلنے لگ گیا۔

"تم۔ تم۔ فراڈیئے۔ تم لاسٹ اتھارٹی نہیں ہو۔ پھر بھی مجھ پر رعب ڈال رہے تھے۔ بولو۔ میں تمہیں اس فراڈ کے الزام میں سزا دوں گا"...... سوپر فیاض نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"کس فراڈ کے الزام میں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ لاسٹ اتھارٹی والے فراڈ میں"...... سوپر فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سے واضح حروف نہیں پڑھے جا سکتے تو اس میں میرا کیا فراڈ ہے۔ واضح طور پر اسورٹی لکھا ہوا ہے۔ اب تم نے اسے اتھارٹی پڑھا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ اس وقت تو مجھے اتھارٹی ہی نظر آ رہی تھی۔ یہ آخر چکر کیا ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ ملک کا سب سے بڑے اختیارات کا عہدہ تم جیسے نکمے اور احمق کو کیسے مل سکتا ہے۔ میرا تو ذہن ہی ماؤف ہو گیا تھا"۔ سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ابھی تم بچ گئے ہو ورنہ لاسٹ اتھارٹی تمہیں ایک لمحے میں نوکری سے برخواست کر سکتی ہے لیکن سنو۔ انسپکٹر راحت کے خلاف محکمانہ کارروائی کرو۔ یہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ انسپکٹری میں رہ سکے"...... عمران نے بولتے بولتے ایک بار پھر لہجہ بدل کر کہا۔

"ہاں۔ اس نے واقعی کوتاہی کی ہے۔ جو کچھ تم نے یہاں فون پر کیا ہے وہ وہاں جا کر بھی کر سکتا تھا۔ میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوپر فیاض نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس"۔

فیاض نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ریٹا بول رہی ہوں ڈیئر"...... دوسری طرف سے ایک لاڈ بھری آواز نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا اور چونکہ پہلے فون کرتے ہوئے عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا جو ابھی تک پریسڈ تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"اوہ تم۔ کیوں فون کیا ہے یہاں آفس میں"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"آج رات شیرٹن میں آنے کی دعوت دینے کے لئے۔ ضرور آنا۔ میں انتظار کروں گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سوپر فیاض نے رسیور رکھ دیا۔

"نجانے کون ہے نانسنس۔ یہ نہیں سوچتے کہ غلط نمبر مل جائے تو سوری کر دیں"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم ہی کہہ دیتے۔ رانگ نمبر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میں کہنے ہی والا تھا کہ اس نے فون بند کر دیا"...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ رات کو پہنچ جاؤں گا ڈنر کرنے شیرٹن۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ دیکھنے

والا ہو گیا لیکن کچھ بولا نہیں اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر نکلا اور سیدھا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ ریٹا کی آواز اور لہجہ اس کے ذہن میں مسلسل کھٹک رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ آواز اور لہجہ جانا پہچانا ہو لیکن کوئی واضح بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال اس نے یہ سوچ کر کاندھے جھٹک دیئے کہ اسے خواہ مخواہ وہم ہونے لگ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ان دنوں کوئی کیس بھی نہ تھا اور سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران کو کھانا کھانے باہر جانا پڑتا تھا ورنہ ان دنوں اس پر مطالعے کا جنون سوار تھا اور اب وہ فلیٹ پر اس لئے جا رہا تھا کہ اب وہ رات تک اطمینان سے مطالعہ میں مصروف رہے گا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرسی پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر غیر ملکی چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن دوسرے لمحے جب اس کی نظریں دروازے سے اندر داخل ہونے والی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی پر پڑیں تو اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"ریٹا تم۔ لیکن یہ کیا طریقہ ہے آنے کا"...... ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑی خوشخبری لے کر آئی ہوں تمہارے لئے۔ سنو گے تو اچھل پڑو گے"...... آنے والی لڑکی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اچھا۔ کیا خوشخبری ہے"...... ادھیڑ عمر نے چونک کر کہا۔

"انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو میں نے شیشے میں اتار لیا

ہے۔ وہ آج رات میرے ساتھ ہوٹل شیرٹن میں ڈنر کرے گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے وہ میرے ساتھ کمرے میں جائے گا اور میں اسے شراب پلا کر اس کی تصویریں بناؤں گی۔ اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے میرے ہاتھ کے نیچے رہے گا"...... ریٹا نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ لیکن کیا وہ ہمارے خلاف فائل بند کرنے اور کارروائی ختم کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہمارا دھندہ بند پڑا ہوا ہے جبکہ پارٹیاں مسلسل شور مچا رہی ہیں"۔ ادھیڑ عمر نے کہا۔

"وہ کیا اس کا باپ بھی کرے گا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میں کس قسم کی تصویریں تیار کرتی ہوں۔ جب یہ تصویریں اس کے سامنے پہنچیں گی تو تم دیکھنا کہ وہ کتے کی طرح میرے پیچھے دم ہلانے پر مجبور ہو جائے گا اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس کا باس ڈائریکٹر جنرل انتہائی سخت اور بااصول آدمی ہے۔ جب اسے دھمکی ملے گی کہ یہ تصویریں اس کے باس تک پہنچا دی جائیں گی تو پھر تم خود سوچو کہ وہ کیا کرے گا اور کیا نہیں"...... ریٹا نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو واقعی کام ہو جائے گا لیکن اس سے دوستی کیسے ہوئی تمہاری۔ کہیں اسے تم پر شک نہ پڑ گیا ہو کیونکہ یہ انٹیلی جنس کے لوگ حد درجہ شکی اور وہمی ہوتے ہیں"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر میں سپر کلب میں اس سے خصوصی طور پر جا کر ملی۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو گیا لیکن میں نے محتاط رویہ اختیار کیا۔ پھر مختلف کلبوں میں ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں سیاح ہوں اور اس جیسا مرد میرا آئیڈیل ہے تو وہ بے حد خوش ہوا۔ پھر ایک بار میں اس کے آفس بھی گئی تاکہ کنفرم ہو سکے کہ وہ واقعی سپرنٹنڈنٹ ہے۔ تین چار ملاقاتوں کے بعد میں اس کی فطرت سمجھ گئی۔ چنانچہ آج میں نے خصوصی انتظامات کئے اور پھر اسے فون کر کے ڈنر کی دعوت دی اور مجھے یقین ہے کہ آج رات جب وہ کمرے سے باہر جائے گا تو پھر ہمیشہ کے لئے میرا غلام بن جائے گا"...... ریٹا نے کہا۔

"تم ہو ہی ایسی کہ جو تم سے ایک بار مل لیتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے تمہارا غلام بن جاتا ہے۔ جیسے میں"...... ادھیڑ عمر نے کہا تو ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم کہاں میرے غلام ہو جیمسن۔ کبھی کبھار تو تم واقعی باس بن جاتے ہو"...... ریٹا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے۔ مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال آئندہ ایسا بھی نہ ہو گا۔ اب تو خوش ہو"...... جیمسن نے کہا تو ریٹا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"اب یہ بتاؤ جیمسن کہ اس سپرنٹنڈنٹ سے ہم نے صرف اتنا کام ہی لینا ہے کہ وہ وائٹ روز کے خلاف فائل بند کر دے یا مزید بھی

کوئی کام لینا ہے"...... ریٹا نے کہا تو جیمسن بے اختیار چونک پڑا۔

"مزید کیا۔ میں سمجھا نہیں"...... جیمسن نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس قابو میں آ جائے تو ہم اس دھندے کو انتہائی وسیع پیمانے پر پھیلا سکتے ہیں"...... ریٹا نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ایسے صحت مند افراد کم ملتے ہیں جن کے تمام اعضاء تندرست ہوں حالانکہ ان کی مانگ بے حد زیادہ ہے"...... جیمسن نے کہا۔

"تم تمام اعضاء کے چکر میں مت پڑو۔ جو عضو سب سے زیادہ بکتا ہے بس اس کی طرف توجہ دو"...... ریٹا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... جیمسن نے کہا۔

"مثلاً آنکھوں کا قرنیہ ہے۔ اس کی مانگ پورے یورپ اور ایکریمیا میں بے حد ہے۔ ہم صرف اس طرف توجہ دیں اور انہیں سپلائی کریں باقی جسم کو چھوڑ دیں یا گردے ہیں ان کی بھی وہاں بے حد مانگ ہے لیکن ان میں مسئلہ ان کی مخصوص چیکنگ اور پھر بلڈ وغیرہ کا ہوتا ہے اور اس کے لئے عرصہ بھی بے حد کم ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اعضاء ہیں"...... ریٹا نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں بھی کافی دنوں سے یہ بات سوچ رہا تھا کہ بجائے اس کے ہم مختلف اعضاء مختلف پارٹیوں کو سپلائی کریں کیوں نہ ایک ہی عضو پر پورا زور دیں۔ میرا خیال ہے کہ سب

سے زیادہ محفوظ بزنس آنکھوں کے قرنیوں کا ہے اور یہاں ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے جن کے قرنیے درست حالت میں ہوتے ہیں"...... جیمسن نے کہا۔

"پھر ایسا ہے کہ تم چیف سے بات کر لو۔ اگر اسے بھی یہ آئیڈیا پسند آجائے تو پھر یہاں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر قائم کیا جائے جہاں لوگوں کو بے ہوش کر کے پہنچایا جائے اور پھر ان کی آنکھوں کے قرنیے نکال کر انہیں جدید اور محفوظ انداز میں پیک کر کے بیرون ملک بھجوایا جا سکے۔ اس طرح ہم بے حد کامیاب رہیں گے"...... ریٹا نے کہا۔

"اور اس بزنس کے لئے شکار بھی ہر ٹائپ کا مل سکتا ہے۔ نوجوان سے نوجوان، عورتیں اور بچے وغیرہ"...... جیمسن نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جیمسن اٹھا اور اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا جدید ساخت کا فون اٹھا کر اس نے اسے میز پر رکھا اور اس کا پلگ اس نے ساکٹ میں لگایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ٹون سنی اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جیمسن بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے"...... جیمسن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے کام کے بارے میں"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا تو جیمسن نے ریٹا کی کاروباری باتیں

دوہرا دیں۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ ریٹا واقعی بے حد صلاحیتوں کی مالک ہے۔ ویری گڈ۔ جلد از جلد اس کام کو مکمل ہونا چاہئے"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ ریٹا نے ایک تجویز دی ہے۔ اگر آپ اس سے متفق ہوں تو آئندہ اس تجویز پر کام کیا جائے"...... جیمسن نے کہا۔

"کیسی تجویز"...... چیف نے چونک کر پوچھا تو جیمسن نے ریٹا کی بات دوہرا دی۔

"لیکن اس کے لئے تو بہت سے لوگوں کو گھیر کر لے جانا پڑے گا اور ہلاک کرنا پڑے گا۔ کیا تم لوگ اس کا بندوبست کر سکو گے"۔ چیف نے کہا۔

"میرا خیال ہے چیف کہ ریٹا کو اس کا انچارج بنا دیا جائے تو ریٹا یہ کام آسانی سے کر سکتی ہے"...... جیمسن نے ریٹا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ریٹا موجود ہے تمہارے پاس"...... چیف نے پوچھا۔

"یس چیف"...... جیمسن نے کہا۔

"اسے رسیور دو"...... چیف نے کہا تو جیمسن نے رسیور ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

"یس چیف"...... ریٹا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ریٹا۔ تمہاری تجویز تو شاندار ہے لیکن تمہیں اندازہ ہے کہ اس

تجویز پر عمل درآمد کے لئے کس قدر وسیع پیمانے پر انتظامات کرنے ہوں گے۔ پولیس اور انٹیلی جنس اتنی بڑی تعداد میں افراد کے غائب ہو جانے پر چونک پڑے گی۔ انہیں کیسے سنبھالا جائے گا"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ اگر مکمل نیٹ ورک قائم کر لیا جائے تو یہ مشکل نہیں ہے۔ اب ہم ہفتے میں دو تین آدمی منتخب کر کے انہیں ہلاک کر کے ان کے اعضاء علیحدہ علیحدہ پیک کر کے بھجواتے ہیں جبکہ پھر صرف ایک عضو پر کام ہو گا۔ اس کا تمام انتظام پہلے سے ہو گا اس لئے یہ آسانی سے ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ چیف کہ یہاں میں نے گھوم پھر کر دیکھا ہے۔ شہروں کی نسبت دیہاتوں میں ایسے افراد آسانی سے ہاتھ آ سکتے ہیں جو صحت مند بھی ہوتے ہیں اور اس قدر اہم بھی نہیں ہوتے کہ ان کے پیچھے پولیس اور انٹیلی جنس کام کر سکے۔ اب اگر ہفتے میں پچاس ساٹھ افراد کو اڑا لیا جائے جن میں عورتیں بھی ہوں اور بچے بھی تو ہم اب سے دس گنا زیادہ آمدنی حاصل کر سکتے ہیں"۔ ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اس سارے سیٹ اپ کو سنبھال لو گی"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ بہت آسانی سے"...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ پھر ایسا ہے کہ جیمسن تم سے علیحدہ رہ کر وہی کام

کرے گا جو وہ اب تک کرتا چلا آ رہا ہے جبکہ تم مکمل نیٹ ورک قائم کر کے انسانی آنکھوں کے قرنیوں کی سپلائی کا کام کرو۔ تمہارا سیکشن بالکل علیحدہ ہو گا اور تم خود اس کی انچارج ہو گی۔ البتہ پولیس اور انٹیلی جنس کو سنبھالنا بھی تمہارا کام ہے"...... چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ یہ سب اس قدر رازداری اور منظم انداز میں ہو گا کہ اول تو کسی کو اس کا علم تک نہ ہو گا اور اگر ہو گا تو چونکہ سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس میرا غلام ہو گا اس لئے میں اس کے ذریعے سب اوکے کروا لیا کروں گی"...... ریٹا نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں تمہارے سیکشن کے آرڈر بھجوا رہا ہوں۔ اس کو آئی سیکشن کہا جائے گا"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریٹا نے رسیور رکھ دیا۔

"مبارک ہو ریٹا۔ اب تو تم علیحدہ سیکشن کی انچارج بن گئی ہو"...... جیمسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم نے چیف کو یہ تجویز دی ہے"...... ریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کم از کم ایک ڈنر میرے ساتھ بھی ریزرو کروا لو"۔ جیمسن نے کہا تو ریٹا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس سپرنٹنڈنٹ کو کور کر لوں پھر تمہارے لئے روزانہ ڈنر ہو گا"...... ریٹا نے ہنستے ہوئے کہا تو جیمسن بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان۔ سلیمان"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"جی صاحب"...... دوسرے لمحے سلیمان نے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"اس فون کو اٹھا کر لے جاؤ اور جو بھی ہو اس سے کہہ دینا کہ ایک ماہ بعد رابطہ کرے"...... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"اچھا صاحب"...... سلیمان نے بڑے تابعدارانہ لہجے میں کہا اور فون اٹھا کر واپس چلا گیا۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ تیزی سے واپس آگیا۔

"بڑی بیگم صاحبہ کا فون ہے"...... سلیمان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ادھر دو"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سلیمان کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اماں بی۔ کیسی ہیں آپ"۔ عمران نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ یہ تم کیا بہرے ہو گئے ہو کہ فون کی گھنٹی بجتی رہتی ہے اور تم بات ہی نہیں کرتے"...... دوسری طرف سے اماں بی کی جلال سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"اماں بی۔ لوگ خواہ مخواہ کالیں کر کے تنگ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے سلیمان سے کہا تھا کہ وہ فون اٹھا کر لے جائے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ کا فون ہے ورنہ تو میں گھنٹی بجنے سے پہلے ہی رسیور اٹھا لیتا"...... عمران نے کہا۔

"اچھا سنو۔ ابھی کوٹھی پر آجاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ اعظم گڑھ جانا ہے"...... دوسری طرف سے اماں بی نے کہا۔

"اعظم گڑھ۔ وہاں کیا ہے اماں بی"...... عمران نے حیران ہو کر کہا کیونکہ آج سے پہلے تو کبھی وہ نہ اعظم گڑھ گیا تھا اور نہ ہی اس بارے میں اماں بی نے کبھی کچھ بتایا تھا۔

"اعظم گڑھ میں ثریا کے سسرالی رشتہ دار رہتے ہیں احمد علی خان صاحب۔ بڑے زمیندار ہیں اور ثریا نے بتایا ہے کہ وہ انتہائی شریف اور وضع دار گھرانہ ہے۔ ان کی ایک بیٹی ہے جو ثریا کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی رہی ہے۔ ثریا نے اسے تمہارے لئے پسند کیا

ہے اور اس نے میری منت کی ہے کہ میں ان لوگوں سے ملوں۔
احمد علی خان صاحب بھی تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں
باقاعدہ دعوت دی ہے"...... اماں بی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"لیکن اماں بی۔ اس کام کے لئے تو آپ ڈیڈی کو ساتھ لے جائیں
کیونکہ وہ وضع دار لوگ ہیں اس لئے ناراض ہو جائیں گے"۔ عمران
نے جان چھڑانے کے انداز میں کہا۔
"تمہارے ڈیڈی سرکاری دوسرے پر گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جان
تو یہ سرکار ہی نہیں چھوڑتی"...... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں
کہا۔
"کب جانا ہے اماں بی"...... عمران نے بڑے بے بس سے لہجے
میں کہا۔
"کب جانا ہے کا کیا مطلب۔ ابھی جانا ہے۔ گاڑی تیار ہے۔
ڈرائیور اسے صاف کر چکا ہے۔ تم تیار رہنا میں آرہی ہوں"۔ اماں
بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔
"اماں بی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ احمد علی خان صاحب کو
یہاں دعوت دے دیں"...... عمران نے آخری کوشش کرتے ہوئے
کہا۔
"تمہارا مطلب ہے کہ میں اسے تمہارے اس گندے ڈربے میں
لے آؤں۔ تمہاری تو ناک ہی نہیں لیکن تمہارے باپ کی ناک بھی
ساتھ ہی کٹوا دوں۔ جلدی تیار ہو جاؤ۔ فوراً اور ہاں سنو۔ وہ وضع دار

لوگ ہیں اس لئے اپنے باپ کی طرح انگریزوں والا سوٹ نہ چڑھا
لینا۔ سمجھے۔ جلدی تیار ہو جاؤ۔ میں آرہی ہوں"...... دوسری طرف
سے بڑے جلالی لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
"لو کر لو مطالعہ۔ نجانے ثریا کو بیٹھے بٹھائے کیا جنون چڑھا
ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"صاحب۔ ایک درخواست ہے"...... سلیمان نے اندر داخل ہو
کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہ درخواست بعد کرتے رہنا۔ اماں بی آرہی ہیں اور میں نے
تیار بھی ہونا ہے۔ تم دودھ کا بندوبست کرو"...... عمران نے اٹھتے
ہوئے کہا۔
"اسی لئے تو درخواست کر رہا ہوں کہ اگر آپ کو وہ محترمہ پسند نہ
بھی آئیں تب بھی آپ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے وہ جواب
دے دیں۔ بڑی بیگم صاحبہ اب بہت بوڑھی ہو چکی ہیں اس لئے اب
یہ مسئلہ حل ہو جانا چاہئے۔ ضروری نہیں ہوتا کہ آئیڈیل کے ساتھ
ہی شادی ہو"...... سلیمان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران
کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
"بے چارا اپنے سکوپ کے لئے درخواستیں کرتا پھر رہا ہے۔
ٹھیک ہے۔ احمد علی خان کی کسی نوکرانی کے لئے اماں بی سے کہہ
دوں گا"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے شلوار قمیض اور اس کے اوپر جیکٹ پہن رکھی تھی۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ لکھنوی لباس پہن لے لیکن پھر اس نے ارادہ اس لئے بدل دیا کہ کہیں ان وضع دار لوگوں کو لباس ہی پسند نہ آجائے اور وہ پکڑا جائے۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"طاہر میرے حق میں دعا کرنا میں ناکام لوٹوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے اماں بی کا فون آنے سے لے کر اعظم گڑھ جانے کی ساری بات بتا دی۔

"اس بار لگتا ہے عمران صاحب کہ آپ پکڑے جائیں گے۔ ثریا نے بہت سوچ سمجھ کر اماں بی سے بات کی ہو گی۔ اماں بی کی پسند ناپسند کا اس سے زیادہ اور کسے علم ہو گا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ باقی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اماں بی آگئیں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بچہ ڈر کر کہتا ہے جب زبردستی سکول لے جانے والے آگئے ہوں۔

"کون ہے"...... سلیمان نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں کہا۔

"ڈرائیور محمد اسلم۔ باہر سے ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"کیسے ہو سلیمان۔ اب تو تم کوٹھی کا چکر ہی نہیں لگاتے"۔ ڈرائیور محمد اسلم کی آواز سنائی دی۔

"آؤں گا۔ میں گاؤں گیا ہوا تھا۔ کل ہی آیا ہوں۔ بڑی بیگم صاحبہ کہاں ہیں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ باہر کار میں موجود ہیں اور چھوٹے صاحب کو بلا رہی ہیں"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تم چلو اسلم۔ میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سلام چھوٹے صاحب۔ جلدی آئیں ورنہ بڑی بیگم صاحبہ کو سیڑھیاں چڑھنا پڑ جائیں گی"...... اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس چلا گیا۔

"میرے حق میں بددعا کرنا سلیمان۔ سنا ہے تمہاری زبان کالی ہے اس لئے تمہاری بددعا بہت لگتی ہے"...... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کا پروگرام مثبت ہے۔ آپ احمد علی

خان کو سسر بنانے پر رضامند ہو گئے ہیں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا مطلب۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بددعا کرو اور تم کہہ رہے ہو کہ میرا پروگرام مثبت ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بددعا ہی کروں گا کہ آپ کی شادی نہ ہو اور بددعا کا نتیجہ ہمیشہ الٹ ہوتا ہے اس لئے شادی ہو جائے گی"...... سلیمان نے کہا۔

"ارے۔ تم یہ بددعا کرنا کہ ہو۔ پھر تو ٹھیک ہے"۔ عمران نے فوراً ہی اپنی بات میں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"مثبت تو دعا ہوتی ہے۔ بددعا تو منفی ہوتی ہے"...... سلیمان بھلا کہاں آسانی سے قابو میں آنے والوں میں سے تھا۔

"تم سے بات کرنے کے لئے تو مجھے دس سال تک حریرہ مقوی دماغ کھانا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اماں بی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور سلام کر کے وہ ان کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اماں بی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دینا شروع کر دیں جبکہ ڈرائیور اسلم نے کار آگے بڑھا دی۔

"یہ اعظم گڑھ کہاں ہے اور کتنے فاصلے پر ہے"...... عمران نے اسلم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جرنیلی سڑک پر ہے چھوٹے صاحب۔ نیلم پور کے قریب ایک قصبہ ہے۔ یہاں سے تقریباً اڑھائی سو کلو میٹر دور ہے"...... اسلم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ ثریا نے آپ سے کیا کہا ہے ان احمد علی خان کے بارے میں"...... عمران نے کہا۔

"اس نے کیا کہنا ہے۔ یہی کہ اچھے اور وضع دار لوگ ہیں اور کیا کہنا ہے اور تم خاموش بیٹھو۔ میں تسبیح کر رہی ہوں"...... اماں بی نے کہا تو عمران اسلم ڈرائیور کی طرف مڑ گیا۔

"تمہارے پاس تسبیح ہے اسلم"...... عمران نے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں چھوٹے صاحب"...... اسلم نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تم بھی تسبیح کیا کرو اور جب فارغ ہوا کرو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ سمجھے۔ فضول باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ تسبیح پڑھا کرو"۔ اماں بی نے کہا۔

"اسلم کار روکو"...... عمران نے کہا تو اسلم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف کر کے کار روک دی۔

"تم تسبیح لے کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ جاؤ اور میری طرف سے تسبیح پڑھنا شروع کر دو جبکہ میں تمہاری طرف سے کار چلاتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم تسبیح کیوں نہیں پڑھو گے"...... اماں بی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔وہ۔اماں بی۔ تسبیح پڑھتے ہوئے مجھے نیند آجاتی ہے اور اگر میں وہاں جا کر جاگا تو احمد علی خان سمجھیں گے کہ میں شراب پیتا ہوں۔ اب انہیں کیا معلوم کہ میری آنکھیں نیند سے بھاری ہیں"...... عمران نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔اس کا مطلب ہے کہ تم پر شیطان کا غلبہ ہو چکا ہے جو تمہیں فوراً سلا دیتا ہے کہ تم نیکی نہ کر سکو۔ ٹھیک ہے۔ واپسی پر تم میرے ساتھ کوٹھی میں رکو گے۔ پھر میں دیکھوں گی کہ شیطان کیسے تمہیں سلاتا ہے"...... اماں بی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کا رنگ فق ہو گیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ خود ہی اپنی بات کے پھندے میں پھنس گیا ہے۔اب اماں بی نے شیطان بھگانے کے لئے اس سے ایک ہزار نفلیں پڑھوانی ہیں۔ یہ ان کی خاص عادت تھی کہ جب بھی انہیں احساس ہوتا کہ شیطان کا غلبہ ہونے والا ہے تو وہ نفلیں پڑھنا شروع کر دیتیں اور یہی عمل وہ دوسروں پر آزماتی تھیں اس لئے عمران سہم کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ڈرائیور اسلم بار بار اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔وہ چونکہ کوٹھی کا پرانا ملازم تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ کا شیطان کے غلبے سے نجات کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ایک بار اس کے ساتھ بھی ایسا ہو چکا تھا۔کافی عرصہ پہلے اس کی طبیعت میں

کسلمندی تھی۔چنانچہ وہ اپنے کوارٹر میں پڑا سویا رہا اور عصر کی نماز پڑھنے کے لئے قریبی مسجد نہ گیا تھا تو ایک ملازم نے بڑی بیگم صاحبہ کو شکایت کر دی جس پر بڑی بیگم صاحبہ خود کوارٹر میں پہنچ گئیں اور پھر انہوں نے فیصلہ سنایا کہ اس پر شیطان کا غلبہ ہو گیا ہے اس لئے اس نے نماز نہیں پڑھی۔ طبیعت کی کسلمندی بڑی بیگم صاحبہ کے نزدیک کوئی بہانہ نہ تھا۔وہ تو مرض الموت میں بھی نماز کی ادائیگی کی قائل تھیں اس لئے وہ کب کسلمندی کے بہانے سے ٹلنے والی تھیں اور اس کے نتیجے میں اسے کوٹھی میں ہی نماز عشاء کے بعد ایک ہزار نفلیں پڑھنا پڑی تھیں جس کے نتیجے میں وہ کئی روز تک مالش کراتا رہا اس لئے وہ سمجھتا تھا کہ عمران کے ساتھ کیا ہو گا۔

"اسلم۔وہ تسبیح مجھے دو۔اب شیطان بھاگ گیا ہے اس لئے میں تسبیح کروں گا"...... اچانک عمران نے کہا تو اسلم نے مسکراتے ہوئے جیب سے تسبیح نکالی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے کیوں یہ الفاظ کہے ہیں۔اماں بی نے کوئی تبصرہ نہ کیا تھا اس لئے عمران واقعی تسبیح پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً چار گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد کار اعظم گڑھ نامی قصبے میں داخل ہو گئی۔

"سنو عمران۔ثریا بتا رہی تھی کہ احمد علی خان صاحب بے حد وضع دار بزرگ ہیں۔ نہ فضول باتیں کرتے ہیں اور نہ ہی فضول باتیں سننا پسند کرتے ہیں اس لئے اگر تم نے وہاں کوئی فضول بات

کی تو ثریا کی بدنامی ہو گی کہ اس کا بھائی فضول باتیں کرتا ہے۔
چنانچہ پوری طرح محتاط رہنا ورنہ وہاں سے جوتیاں مارتی ہوئی تمہیں
واپس لے جاؤں گی۔ سمجھے "...... اماں بی نے کہا۔

"جی سمجھ گیا۔ لیکن اماں بی۔ اس کا فیصلہ کیسے ہو گا کہ میں نے جو
بات کی ہے وہ فضول ہے یا نہیں"...... عمران نے بڑے معصوم
سے لہجے میں کہا۔

"تم اب بچے نہیں ہو۔ سب کچھ سمجھتے ہو"...... اماں بی نے
ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا اور پھر ڈرائیور نے کار ایک بہت بڑی حویلی
کے جہازی سائز پھاٹک کے سامنے روک دی۔ اسی لمحے پھاٹک کے
سامنے کھڑا ہوا آدمی تیزی سے کار کی طرف مڑ گیا۔

"سر عبدالرحمن صاحب کی فیملی"...... ڈرائیور نے دربان سے
کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... دربان نے کہا اور تیزی
سے مڑ کر وہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ چند
لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔

"زنان خانہ اس طرف ہے"...... پھاٹک کھولنے والے نے کار
کے قریب سے گزرتے ہوئے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا تو اسلم نے کار اس طرف موڑ دی۔ یہاں واقعی ایک بڑا
دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس میں ایک نوکرانی ٹائپ بوڑھی
عورت کھڑی تھی۔ کار روک کر اسلم نیچے اترا اور اس نے عقبی

دروازہ کھولا تو عمران کی اماں بی نیچے اتریں۔ اس عورت نے آگے
بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور پھر وہ اماں بی سمیت راہداری میں
غائب ہو گئی۔

"اب مردان خانہ تلاش کرنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے اسلم سے کہا تو اسلم نے کار بیک کی اور اسے پورچ کی طرف
لے گیا۔ پورچ کافی وسیع تھا۔ اس میں ایک قدیم دور کی کار موجود
تھی جبکہ ایک جدید ماڈل کی کار بھی تھی۔ اسلم نے کار جیسے ہی روکی
عمران نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ تسبیح ابھی تک اس کے ہاتھ میں
تھی۔ اسی لمحے برآمدے میں سے ایک بھاری بھر کم آدمی نمودار ہوا اور
دوسرے لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر پورچ کی طرف بڑھا۔

"میرا نام اللہ بخش ہے جناب۔ میں خان صاحب کا کاردار ہوں۔
آئیے تشریف لائیے"...... اس آدمی نے قریب آ کر سینے پر ہاتھ رکھ کر
سر جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کاردار۔ کیا مطلب۔ کیا تم خان صاحب کی کاریں بھی جیبوں
میں رکھے پھر رہے ہو یا سر پر اٹھائے رکھتے ہو"...... عمران نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میرا مطلب ہے کہ میں ان کا مینجر ہوں۔ یہاں مینجر کو
کاردار کہا جاتا ہے"...... اللہ بخش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے یہ بات سن کر

انتہائی اطمینان ہوا ہو۔ پھر وہ اس کاردار کی رہنمائی میں ایک وسیع و عریض ڈرائینگ روم میں پہنچ گیا جس میں قدیم دور کا فرنیچر تھا۔ دیواروں پر قدیم دور کی تصاویر آویزاں تھیں۔ اسے یہ سب دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دواڑھائی سو سال پہلے کے دور میں پہنچ گیا ہو۔

"آپ تشریف رکھیں میں خان صاحب کو اطلاع دیتا ہوں"۔ کاردار نے کہا تو عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور کاردار باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں مشروب کا ایک بڑا گلاس رکھا ہوا تھا اور گلاس پر موتی پروئے ہوئے جھالر نما رومال تھا۔ کاردار نے گلاس اٹھا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"یہ لگتے تو سچے موتی ہیں۔ کیا واقعی"...... عمران نے رومال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ سچے موتی ہیں جناب"...... کاردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ پھر تو خان صاحب کو بوریاں بھر کر موتی منگوانے پڑتے ہوں گے۔ ہر گلاس کے ساتھ موتیوں سے بھرا ہوا ایک رومال دینا پڑتا ہو گا"...... عمران نے کہا تو کاردار بے اختیار ہنس پڑا لیکن اس نے کوئی بات نہ کی تو عمران نے رومال اٹھا کر ایک طرف رکھا اور گلاس اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لیا۔ مشروب واقعی بے حد خوشبودار

اور لذیذ تھا۔ عمران پورا گلاس پی گیا اور اس نے جیسے ہی گلاس رکھا کاردار نے ہاتھ بڑھا کر گلاس اٹھا کر ٹرے میں رکھا اور پھر رومال اٹھا کر اس نے گلاس پر رکھا اور ٹرے اٹھائے واپس مڑ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر اب اکتاہٹ اور بیزاری کے تاثرات تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں جو سلاخوں کی طرح سیدھی کھڑی تھیں۔ مونچھوں اور سر کے بالوں میں باقاعدہ تیز کالے رنگ کا خضاب لگایا گیا تھا۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ باوجود زیادہ عمر کا ہونے کے خاصا صحت مند آدمی ہے۔ اس کے پیچھے وہ کاردار تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ احمد علی خان ہے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تسبیح ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

"ہمارا نام احمد علی خان ہے"...... اس آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کیا نام کے ساتھ ڈگریاں گنوانا ضروری ہوتی ہیں"...... احمد علی خان نے قدرے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ کاردار ایک طرف سر جھکائے خاموش کھڑا ہوا

تھا۔

"چلیں۔ آپ بتائیں کتنی ڈگریاں ہیں"...... عمران نے کہا تو احمد علی خان بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں بتاؤں کہ کتنی ڈگریاں ہیں۔ کیا مطلب"...... احمد علی خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی گنوانے کی بات کی ہے حالانکہ ڈگریاں گنوائی نہیں جاتی بتائی جاتی ہیں اس لئے پوچھا تھا کہ اگر آپ کو گنتی آتی ہے تو گن کر بتلائیں کہ کتنی ڈگریاں ہیں"...... عمران آہستہ آہستہ پٹڑی سے اترتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تو تمہیں بزرگوں کے ساتھ بات کرنے کی تمیز بھی نہیں سکھائی گئی"...... احمد علی خان نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بزرگوں۔ کہاں ہیں بزرگ"...... عمران نے چونک کر اس طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے حیرت ہو کہ اگر بزرگ یہاں موجود ہیں تو اسے نظر کیوں نہیں آ رہے۔

"کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کیا ہم بچے ہیں"۔ احمد علی خان کا دماغ گرم ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ بزرگ ہیں۔ حیرت ہے۔ سیاہ مونچھیں، سیاہ بال، صحت مند چہرہ۔ کیا ایسے ہوتے ہیں بزرگ۔ میرا تو خیال تھا کہ بزرگ اسے

کہتے ہیں جن کی پلکوں کے بال بھی سفید ہو گئے ہوں، کمر جھک چکی ہو اور چہرے پر جھریاں ہوں۔ لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بزرگ ہیں۔ حیرت ہے۔ آپ تو ابھی جوان بلکہ نوجوان ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم باقاعدہ تسبیح پڑھتے ہو۔ کیا پڑھ رہے ہو"...... احمد علی خان نے شاید جان بوجھ کر موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"قادر تو، کمال تو، آئی بلا کو ٹال تو"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو احمد علی خان یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے انتہائی سرخ ہو رہا تھا۔

"میری طبیعت خراب ہو رہی ہے اس لئے میں جا رہا ہوں۔ آئی ایم سوری"...... احمد علی خان نے رک رک کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بہت خوب۔ واقعی وضع دار اسے کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ احمد علی خان نے باوجود شدید ترین غصے کے انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید گالیوں سے کم بات ہی نہ کرتا۔ کاردار بھی احمد علی خان کے پیچھے چلا گیا۔ اب عمران اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کاردار واپس آ گیا۔

"آپ نے خان صاحب کو ناراض کر دیا ہے"...... کاردار نے قدرے برہم سے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تسبیح کیا پڑھ رہا ہوں اور میں نے بتا دیا۔ اس میں ناراضگی والی کون سی بات ہے۔ ویسے تم نے دیکھا کہ کس قدر پر تاثیر وظیفہ ہے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو کاردار بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں بیٹھ جاؤں کیونکہ اب کھانے تک میں آپ کے ساتھ رہوں گا تاکہ آپ اکیلے بور نہ ہوں"...... کاردار نے کہا۔

"ہاں بیٹھو۔ خان صاحب نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا تم اپنے طور پر یہاں آئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ خان صاحب نے حکم دیا ہے"...... کاردار نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ واقعی وضع داری ابھی تک موجود ہے۔ تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"جی گزشتہ چالیس سالوں سے"...... کاردار نے جواب دیا۔

"اوہ۔ خاصا طویل عرصہ ہے"...... عمران نے کہا تو کاردار نے اس بار صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا کھانے میں خان صاحب بھی شریک ہوں گے یا صرف تمہیں اور مجھے ہی کھانا ختم کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو کاردار بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی خان صاحب بھی ضرور شریک ہوں گے کیونکہ انہوں نے

خصوصی طور پر مس ریٹا کو بھی کھانے پر بلایا ہے"...... کاردار نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"مس ریٹا۔ وہ کون ہے۔ نام تو غیر ملکی لگتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ غیر ملکی ہیں۔ گزشتہ دو ماہ سے یہاں رہ رہی ہیں۔ شہر میں آنکھوں کے علاج کا کوئی بڑا ہسپتال ہے اس کی نمائندہ ہیں۔ یہاں جو بھی آنکھوں کے کسی مرض میں مبتلا ہے اسے وہ کارڈ جاری کر کے شہر بھجوا دیتی ہیں جہاں اس کا مفت علاج ہوتا ہے۔ بے شمار لوگ وہاں گئے ہیں"...... کاردار نے کہا۔

"اچھا۔ یہ تو واقعی بے حد نیکی کا کام ہے۔ لیکن خان صاحب نے اسے کیوں بلایا ہے کھانے پر"...... عمران نے کہا۔

"خان صاحب چاہتے ہیں کہ اس کے ادارے کے بارے میں تفصیل معلوم کر کے اس کی مالی امداد کریں کیونکہ خان صاحب ایسے کام یہاں کرتے رہتے ہیں۔ اعظم گڑھ کے لوگ ان کی بے پناہ سخاوت کے گن گاتے ہیں"...... کاردار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کھانا لگائے جانے کی اطلاع آ گئی تو عمران کاردار کی رہنمائی میں ایک بڑے کمرے میں آ گیا جہاں کھانے کی طویل و عریض میز موجود تھی۔ وہاں خان صاحب کے ساتھ ایک نوجوان اور خوبصورت غیر ملکی لڑکی بھی موجود تھی۔

"یہ ہمارے مہمان ہیں۔ علی عمران اور علی عمران۔ یہ ہماری

سماجی ورکر ہیں مس ریٹا"...... احمد علی خان نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی"...... اس لڑکی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی وہ لمحہ آگیا جب وہ سوپر فیاض کے آفس میں موجود تھا اور مس ریٹا نے فون کر کے سوپر فیاض کو رات کو شیرٹن ہوٹل میں کھانے پر بلایا تھا۔ اس وقت بھی عمران کو یہی محسوس ہوا تھا کہ یہ آواز اس کے ذہن میں موجود ہے لیکن اسے یاد نہ آرہا تھا لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ خود ڈنر کرنے شیرٹن جائے گا لیکن پھر فلیٹ پر پہنچ کر وہ مطالعہ میں مصروف ہو گیا اس لئے ریٹا اس کے ذہن سے نکل گئی۔ اب اتنے دنوں بعد اچانک وہی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"آپ سے مل کر تو مجھے دوہری خوشی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وہ کیسے"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو آپ خوبصورت ہیں اور دوسرا نیکی کے کاموں میں شامل ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ریٹا واقعی نیکی کے ایک بڑے کام میں براہ راست شامل ہے"...... احمد علی خان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے وہی تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے کاردار نے بتائی تھی لیکن چونکہ کھانا پہلے ہی لگا ہوا تھا اس لئے وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی کھاتے

جا رہے تھے۔

"مس ریٹا۔ کس ہسپتال سے آپ کا تعلق ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا کسی ہسپتال سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ ہماری بین الاقوامی این جی او برائٹ آئی ہے جو آنکھوں کے امراض اور مسائل کو ڈیل کرتی ہے اور اندھے پن کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے۔ اس کی ایک شاخ حال ہی میں دارالحکومت میں کھولی گئی ہے۔ میں اس کی نمائندہ ہوں۔ میں نے سروے کیا تو مجھے احساس ہوا کہ شہروں کی نسبت دیہاتوں میں آنکھوں کے امراض زیادہ ہیں۔ چنانچہ میں گزشتہ دو ماہ سے یہاں ہوں۔ یہاں میں ایسے لوگوں کو جو فری علاج کے مستحق ہوتے ہیں کارڈ جاری کرتی ہوں جس پر ہماری این جی او ان کا اپنی طرف سے بڑے ہسپتال میں علاج کراتی ہے اور سارا علاج مفت ہوتا ہے"...... ریٹا نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ واقعی آپ انتہائی نیک کام کر رہی ہیں۔ آپ کا آفس کہاں ہے"...... عمران نے کہا تو ریٹا نے ایک ایڈریس بتا دیا۔

"کیا کسی این جی او کو انٹیلی جنس سے کوئی حکومتی سرٹیفکیٹ بھی لینا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی کوئی این جی او غیر قانونی کام تو کر ہی نہیں سکتی کیونکہ اس کا تو بنیادی مقصد ہی نیکی کرنا ہوتا ہے"...... ریٹا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ایک بار آپ کی این جی او کا ذکر کیا تھا اس لئے پوچھ رہا تھا"...... عمران نے کہا تو ریٹا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکی سی الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کا ان سے کیا تعلق ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے اکلوتے صاحبزادے ہیں"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی احمد علی خان نے خود ہی بات کر دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا"...... ریٹا نے کہا۔

"آپ کیسے فیاض صاحب کو جانتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ میرے دوستوں میں سے ہیں۔ انتہائی اچھے انسان ہیں"۔ ریٹا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کھانے کے بعد اماں بی کا واپسی کا پیغام ملا تو عمران احمد علی خان اور ریٹا سے مل کر کار کی طرف بڑھ گیا۔

"احمد علی خان نے تمہاری تعریف کی ہے"...... اماں بی نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران جو اب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی ڈھیٹ آدمی ہیں"...... عمران نے بے ساختہ کہا تو اماں بی بے اختیار اچھل پڑیں۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا بات کی ہے"...... اماں بی نے

قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"احمد علی خان کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ایک غیر ملکی لڑکی جس نے مکمل تو کیا ادھورا لباس بھی نہ پہنا ہوا تھا، سے بڑے بے تکلف ہو کر باتیں کر رہے تھے جس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ بزرگ ہیں انہیں اپنی بزرگی کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ غیر ملکی لڑکی تو ان کی بیٹی کے برابر ہے جس پر انہوں نے مجھے انتہائی غصے سے ڈانٹ دیا اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ اس کے باوجود بھی اگر انہوں نے میری تعریف کی ہے تو بڑے ڈھیٹ ہیں"...... عمران نے جان بوجھ کر اس انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کون تھی وہ نامراد لڑکی"...... اماں بی نے عمران کی توقع کے عین مطابق غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کوئی غیر ملکی لڑکی تھی۔ ریٹا تھا اس کا نام۔ بڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی خان صاحب سے"...... عمران نے آگ کو مزید بھڑکاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ بات ہے۔ اسی لئے اس کی بیٹی کہہ رہی تھی کہ ان کے والد غیر ملکی اداروں کو رقمیں دیتے ہیں۔ ان اداروں کو جو نیکی کا کام کرتے ہیں۔ تو یہ تھا نیکی کا کام"...... اماں بی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اب اگر ثریا نے بھی کوئی بات کی تو اماں بی اسے بھی وہ سنائیں گی کہ اسے بھی خاموش ۔ ۔ ۔

چوہان نے جیسے ہی کار اپنے فلیٹ کے سامنے روکی ایک آدمی جو فلیٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا تھا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ متوسط طبقے کا آدمی تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ چوہان نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا چوہان کے قریب آ گیا۔

"السلام علیکم جناب۔ کیا آپ کا نام چوہان ہے"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو چوہان بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ آپ کون ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں سے قریب ہی ایک دوسری بلڈنگ میں رہتا ہوں۔ میرے ساتھ ایک بہت خوفناک ٹریجڈی ہوئی ہے۔ آپ میری بات سن لیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ میری مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ اس

آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے میرے ساتھ۔ فلیٹ میں چل کر بیٹھتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا لیکن وہ بے حد چوکنا ہو گیا تھا کیونکہ یہ اس کے خلاف کوئی ٹریپ بھی ہو سکتا تھا لیکن اس آدمی کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ مطمئن تھا۔ اس کے باوجود اپنی مخصوص تربیت کی وجہ سے بہرحال وہ چوکنا ضرور ہو گیا تھا۔

"تشریف رکھیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے فلیٹ میں داخل ہو کر اسے سٹنگ روم میں لے جا کر کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ چوہان نے ریفریجریٹر کھول کر اس میں سے جوس کے دو ڈبے نکالے اور ایک ڈبہ اس نے اس آدمی کے سامنے رکھ دیا۔

"آپ نے تکلف کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ لیجئے اور مجھے کھل کر بتائیے کہ آپ کو کتنی مالی امداد کی ضرورت ہے"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ آپ میرا مطلب غلط سمجھے ہیں جناب۔ مجھے مالی امداد کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا تو چوہان کے چہرے پر یکلخت گہری شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"آئی ایم سوری"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے

کہا۔

"میرا نام سکندر خان ہے جناب اور محکمہ بہبود آبادی سے ایک سال پہلے ریٹائر ہوا ہوں۔ میرا اکلوتا بیٹا ہے شہاب خان۔ وہ بھی محکمہ بحالیات میں ملازم ہے۔ میری بیوی فوت ہو چکی ہے۔ میں اور شہاب دونوں اکیلے رہتے ہیں۔ میرا پروگرام تھا کہ اس سال سردیوں میں شہاب کی شادی کر دوں لیکن"...... سکندر خان بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا تو چوہان بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن کیا"...... چوہان نے کہا تو سکندر خان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"شہاب گزشتہ ایک ہفتے سے غائب ہے اور کسی کو بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں گیا ہے"...... سکندر خان نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"غائب ہے۔ کیا مطلب۔ وہ جوان آدمی ہے۔ خود ہی کہیں چلا گیا ہو گا"...... چوہان نے کہا۔

"جی نہیں۔ اس کی عادت ہے کہ وہ آفس کی کینٹین سے دوپہر کا کھانا کھانے کی بجائے گھر آتا ہے کیونکہ اسے باہر کا کھانا پسند نہیں ہے۔ میں اس کے لئے اور اپنے لئے کھانا تیار رکھتا ہوں تاکہ اسے دیر نہ ہو جائے۔ ایک ہفتے پہلے وہ کھانا کھانے آیا اور کھانا کھا کر واپس آفس چلا گیا لیکن جب آفس بند ہو جانے کے باوجود کافی دیر ہو گئی اور شہاب واپس نہ آیا تو مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ میں نے اس کے آفس سے معلوم کیا تو آفس بند ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے ایک ساتھی

کے گھر فون کیا تو اس نے بتایا کہ شہاب دوپہر کے وقفے کے بعد واپس آفس نہیں پہنچا جس پر مجھے بے حد پریشانی ہوئی۔ پھر میں نے جہاں جہاں وہ جاتا تھا ہر جگہ اسے تلاش کیا لیکن آج تک اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی۔ آفس جا کر میں نے اس کے افسر سے بات کی۔ اس کے ساتھیوں سے بات کی لیکن سب نے یہی کہا کہ وہ جب کھانا کھانے گیا تو ہر لحاظ سے نارمل تھا۔ میں نے پولیس کو اطلاع دی تو انہوں نے بھی صرف بطور اطلاع رپورٹ لکھ لی لیکن انہوں نے مجھے یہی کہا کہ میں اپنے طور پر اسے تلاش کروں لیکن آپ یقین کریں کہ میں نے اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کر لی ہے لیکن آج تک اس کے بارے میں مجھے کوئی بھی خبر نہیں ملی۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے آسمان کھا گیا ہے یا زمین نگل گئی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔ آپ اگر خصوصی طور پر مہربانی فرمائیں تو اس کی تلاش کر سکتے ہیں اس لئے میں حاضر ہوا ہوں۔ میں ایک ایک لمحہ قیامت کا گزار رہا ہوں۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور اکیلا میں ساری رات روتا رہتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور میں کیا کر سکتا ہوں۔ اللہ کے واسطے میری مدد کریں"...... سکندر خان کا لہجہ آخر میں انتہائی گلوگیر ہو گیا اور اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔

"ارے۔ ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ میرے والد کی جگہ ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کے بیٹے کو تلاش کروں گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک پڑھا لکھا نوجوان ملازم آدمی اچانک غائب ہو

جائے اور اس کا پتہ بھی نہ چلے"...... چوہان نے کہا۔

"اس نیکی کی جزا آپ کو اللہ تعالیٰ ہی دے گا جناب۔ لیکن میں بہر حال جب تک زندہ رہوں گا آپ کے حق میں دعائیں کرتا رہوں گا کیونکہ اس وقت میں یہی کر سکتا ہوں"...... سکندر خان نے کہا۔

"میرے لئے یہی بہت ہے۔ آپ کے پاس آپ کے بیٹے کی تصویر تو ہو گی"...... چوہان نے کہا تو سکندر خان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جیب سے اس نے ایک لفافہ نکال کر چوہان کی طرف بڑھا دیا۔ چوہان نے لفافہ کھول کر اس میں سے تصویر نکالی اور اسے غور سے کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ نوجوان کی چوڑی پیشانی اور آنکھوں میں تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ ذہین آدمی ہے۔ اس کے چہرے کے مجموعی تاثرات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ صالح فطرت کا نوجوان ہے۔

"آپ یہ لفافہ میرے پاس رہنے دیں اور یہ بتائیں کہ شہاب کس چیز پر دفتر آتا جاتا تھا"...... چوہان نے کہا۔

"ہماری بلڈنگ کے سامنے سٹی بس سروس کا سٹاپ ہے اور بہبود آبادی کا آفس لنک روڈ پر ہے۔ وہاں بھی سٹاپ ہے اس لئے وہ بس پر آتا جاتا تھا"...... سکندر خان نے جواب دیا۔

"اب آپ سوچ کر وہ تاریخ اور وقت بتائیں جب آپ کا بیٹا کھانا کھا کر واپس آفس گیا تھا۔ درست تاریخ اور صحیح وقت"...... چوہان نے کہا تو سکندر خان نے کچھ دیر سوچ کر اس کی تفصیل بتا دی۔

"اس روز شہاب نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی

تفصیل"...... چوہان نے کہا تو سکندر خان نے اس کی تفصیل بھی بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ گھر جائیں اور مجھے اپنے گھر کا ایڈریس بتا دیں میں آج سے کوشش شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی شہاب کو تلاش کر لوں گا"...... چوہان نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے"...... سکندر خان نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر چوہان نے اسے دروازے تک چھوڑا اور اس کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"خاور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔

"چوہان بول رہا ہوں خاور۔ کیا تم میرے فلیٹ پر آ سکتے ہو"۔ چوہان نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ تم انتہائی سنجیدہ ہو رہے ہو"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہاں۔ ایک مسئلے پر مشورہ کرنا ہے تم سے"...... چوہان نے کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا شادی کا سلسلہ ہے"...... خاور نے کہا تو چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ سلسلہ تو چیف سے شروع ہو کر ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ ویسے

کیسے سلسلہ بن سکتا ہے۔ یہ دوسرا مسئلہ ہے۔ بہرحال تم آجاؤ۔" چوہان نے کہا۔

"اوکے۔ میں آرہا ہوں۔ اگر کہو تو صدیقی اور نعمانی کو بھی ساتھ لیتا آؤں"...... خاور نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کوئی ایسا سیریس مسئلہ بھی نہیں ہے۔ ایک چھوٹا سا کام ہے، ہو جائے گا"...... چوہان نے کہا۔

"اوکے۔ میں آرہا ہوں"...... خاور نے کہا تو چوہان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد خاور پہنچ گیا اور چوہان نے اس کے سامنے بھی جوس کا ڈبہ رکھتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی حیرت کی بات ہے۔ لیکن تمہارے ذہن میں کیا ہے اس کو ٹریس کرنے کے لئے"...... خاور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اس تاریخ کو اس وقت جب شہاب کھانا کھا کر واپس گیا تھا سٹی سروس کی بس کے کنڈیکٹر کو تلاش کریں تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہاب بس پر سوار ہو کر کہاں اترا تھا۔ اس کے بعد ہی کوئی سلسلہ آگے چل سکتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ لائن آف ایکشن ٹھیک رہے گی۔ آؤ پھر چلیں سٹی بس سروس کے کنٹرول آفس"...... خاور نے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا جیمسن بے اختیار چونک پڑا لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ دروازے سے داخل ہونے والی ریٹا تھی۔

"آؤ۔ آؤ۔ آج بڑے دنوں بعد نظر آرہی ہو۔ کیا ہوا۔ کیا بہت مصروفیت ہو گئی ہے"...... جیمسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں گزشتہ دو ماہ سے دارالحکومت سے دور ایک قصبے اعظم گڑھ میں تھی۔ کل ہی واپس آئی ہوں"...... ریٹا نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیوں۔ وہاں کیا تھا"...... جیمسن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"وہی سیکشن کا کام۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ شہر کی نسبت دیہات میں ہمارے مطلب کے لوگ زیادہ ملیں گے"۔ ریٹا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم خود جا کر انہیں لے آتی ہو"۔۔۔۔۔۔ جیمسن نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں تو وہاں ایک این جی او برائٹ آئی کی نمائندہ ہوں۔ میں تو وہاں کے لوگوں کی آنکھوں کے علاج کے لئے انہیں کارڈ جاری کرتی ہوں اور ان کا علاج یہاں ہسپتال میں ہو جاتا ہے"۔ ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"علاج ہو جاتا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم علاج کراتی ہو جبکہ تمہارا سیکشن تو ان صحت مند لوگوں کی آنکھوں کے قرنیے اسمگل کرتا ہے اور پھر ایسے بیمار لوگوں کے قرنیے تو کام نہ دے سکتے ہوں گے"۔ جیمسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں کے دیہاتوں میں عجیب رواج ہے۔ بیمار آدمی اکیلا نہیں جاتا بلکہ اس کے ساتھ کئی لوگ جاتے ہیں۔ مثلاً ان کے بیٹے یا ان کی جوان بیٹیاں یا ان کے عزیز اور یہ سب صحت مند ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس بیمار کا تو علاج ہوتا ہے جبکہ ان کے ساتھ جانے والوں میں سے میرے آدمی اس آدمی کو چھانٹ لیتے ہیں جن کی آنکھوں کے قرنیے کام آتے ہوں۔ انہیں اغوا کر لیا جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو بڑا مسئلہ بن جاتا ہو گا۔ بڑا شور ہوتا ہو گا"۔ جیمسن نے کہا۔

"نہیں۔ یہی سمجھا جاتا ہے کہ دیہاتی آدمی تھا کہیں گم ہو گیا ہو گا۔

پولیس رپٹ درج کر لیتی ہے اور پھر اس کی تلاش کرتی رہتی ہے۔ کسی کو یہ شک ہی نہیں پڑتا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔ ریٹا نے کہا۔

"لیکن جب ہر مریض کے لواحقین جنہیں تم بھیجتی ہو غائب ہونا شروع ہو جائیں تو پھر تم پر براہ راست شک پڑ جاتا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ جیمسن نے کہا۔

"نہیں۔ سب کو غائب نہیں کیا جاتا۔ چند افراد کو غائب کیا جاتا ہے۔ میں نے دو ماہ وہاں گزارے ہیں اور ان دو ماہ میں آٹھ افراد غائب ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

"پھر تو تعداد بے حد کم ہے۔ کیسے چلتا ہو گا تمہارا بزنس۔ چیف تو ناراض ہو گا"۔۔۔۔۔۔ جیمسن نے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ شہر اور دوسرے دیہاتوں میں بھی کام ہوتا رہتا ہے اس لئے خاص مقررہ تعداد بن جاتی ہے۔ بہرحال اب چونکہ میرے آدمی ہر جگہ ایڈجسٹ ہو گئے ہیں اس لئے اب میں صرف ہیڈ کوارٹر میں ہی بیٹھوں گی"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے سیکشن کی مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں"۔۔۔۔۔۔ جیمسن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کام ٹھیک جا رہا ہے۔ تم سناؤ۔ تمہارا سیکشن کیسا جا رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

"بس وہی دھیرے دھیرے کام ہو رہا ہے۔ ویسے آج کل بزنس

خاصا کمزور جا رہا ہے کیونکہ یکلخت اگر اغوا کی وارداتیں بڑھ جائیں تو پھر پولیس حرکت میں آجاتی ہے"...... جیمسن نے کہا۔

"وہ انٹیلی جنس نے تو پھر تنگ نہیں کیا"...... ریٹا نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم نے اس سپرنٹنڈنٹ کو ایسا الو بنایا ہے کہ اس نے فائل ہی کلوز کر دی ہے۔ چیف بے حد مطمئن ہیں"...... جیمسن نے کہا۔

"میں کام ہی ایسا کرتی ہوں اور میں تمہارے پاس ایک کام سے آئی ہوں"...... ریٹا نے کہا تو جیمسن بے اختیار چونک پڑا۔

"کام۔ کیسا کام۔ بتاؤ میں دل و جان سے حاضر ہوں"۔ جیمسن نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ معمولی سا کام ہے۔ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں کلنگ سیکشن میں"...... ریٹا نے کہا۔

"کلنگ سیکشن میں چار آدمی ہیں۔ کیوں"...... جیمسن نے کہا۔

"میرے پاس دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک اچانک بیمار ہو گیا ہے اس لئے اب ایک ہی باقی رہ گیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم ایک آدمی مجھے دے دو تاکہ لاشوں کو جلد از جلد ٹھکانے لگایا جا سکے"...... ریٹا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کہاں بھیجوں اسے"...... جیمسن نے کہا۔

"اسے یہیں بلوا لو۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی تاکہ اسے تفصیل سے سمجھا بھی سکوں اور ورکنگ سیکشن کے دوسرے آدمیوں

سے بھی اسے ملوا سکوں"...... ریٹا نے کہا تو جیمسن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھایا تاکہ کلنگ سیکشن سے آدمی کو بلا سکے۔ ریٹا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران جو ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"کون آگیا"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسالہ رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"چوہان اور خاور"....... باہر سے آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ بہرحال اس نے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔

"زہے نصیب۔ آج تو سٹارز نے فلیٹ کو روشنی بخشی ہے"۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو چوہان اور خاور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ کے فلیٹ پر آنے سے پہلے ہمیں دس بار سوچنا پڑتا ہے"۔ خاور نے سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"صرف دس بار۔ کمال ہے۔ میں تو آج تک سوچتا رہا ہوں کہ کم از کم سو بار سوچا جاتا ہو گا۔ لیکن تم نے تو لٹیا ہی ڈبو دی"۔ عمران نے کہا تو خاور اور چوہان دونوں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آپ نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ کیوں سوچا جاتا ہے"...... خاور نے کہا۔

"یہی سوچا جاتا ہو گا کہ ایک مفلس و قلاش آدمی کے فلیٹ پر جانے کا کیا فائدہ۔ وہاں تو چائے تک نہیں ملے گی"...... عمران نے کہا۔

"آپ جتنے مفلس و قلاش ہیں اس کی تفصیل مس جولیا کو ہی بتایا کریں۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی جیبیں ہر وقت بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے بھری رہتی ہیں اور آپ یہ گڈیاں اس طرح لوگوں کو دے دیتے ہیں جیسے نوٹ نہ ہوں بلکہ ردی کے کاغذ ہوں"۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ وہ تو لوگوں کا مال ہوتا ہے۔ میں تو بس ذرا رعب ڈالنے کے لئے اپنی جیبوں میں رکھ لیتا ہوں اور اگر یہ بات نہیں تو پھر واقعی مجھے پوچھنا پڑے گا کہ کیوں یہاں آنے سے پہلے سوچا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ کیا عمران ہ

کیونکہ آپ تو چیف کو صاف جواب دے دیتے ہیں۔ ہم بے چارے کس قطار میں شمار ہوتے ہیں"...... خاور نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"چیف سے تو چیک لینا ہوتا ہے اس لئے ذرا نخرہ دکھانا پڑتا ہے ورنہ چیف جیسا کنجوس آدمی آسانی سے چیک دینے والا کہاں ہے۔ لیکن یہ بات ماننے اور نہ ماننے والا کیا مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ہیں بین الاقوامی سطح کے سیکرٹ ایجنٹ اور جو بات ہم کہنا چاہتے ہیں وہ انتہائی لوکل سطح کی ہے"...... چوہان نے کہا۔

"لوکل سطح کی۔ تمہارا مطلب ہے کہ تم مچھلی منڈی کے بھاؤ معلوم کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا تو چوہان اور خاور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات نہیں۔ ایک نوجوان اچانک غائب ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں آپ کی مدد چاہئے"...... چوہان نے کہا۔

"نوجوان غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا اسے کہیں سے سلیمانی ٹوپی مل گئی ہے اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ ٹوپی مجھے بھی لا دو تاکہ میں اسے پہن کر سلیمان کی نظروں سے غائب رہ سکوں۔ اس طرح شاید میری جان اس کی تنخواہوں اور بونس کے بلوں سے چھوٹ جائے جو شیطان کی آنتوں کی طرح پھیلتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو چوہان اور خاور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں"...... چوہان نے کہا اور پھر اس نے سکندر خان سے ملنے سے لے کر اس سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"اوہ ویری سرینج۔ پھر تم نے کیا کیا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ یہ خاصا سیریس معاملہ ہے۔ وہ سکندر خان کے احساسات کو بھی اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"عمران صاحب۔ ہم نے سب سے پہلے تو سٹی بس سروس کے اس کنڈیکٹر کو تلاش کیا جس کی بس تقریباً اس وقت اس سٹاپ سے گزری تھی جہاں سے شہاب سوار ہوتا تھا۔ چونکہ شہاب روزانہ اسی وقت بس میں سوار ہوتا تھا اس لئے کنڈیکٹر اس کا حلیہ سنتے ہی اسے پہچان گیا اور اس نے بتایا کہ شہاب بس پر سوار نہیں ہوا بلکہ اس نے اسے سٹاپ کے قریب ایک سرخ رنگ کی کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا۔ کار کوئی نوجوان چلا رہا تھا۔ اس کے بعد ہم نے تمام تھانوں اور ہسپتالوں سے معلومات حاصل کیں لیکن نہ ہی کہیں وہ خود ملا اور نہ کہیں اس کی لاش ملی۔ ہم نے اس سرخ رنگ کی کار کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا نمبر تو معلوم نہ تھا لیکن کنڈیکٹر نے ایک خاص نشانی بتا دی تھی کہ اس کے عقبی بمپر پر

چھلانگ لگاتے ہوئے چیتے کا سٹیکر لگا ہوا تھا جس کے منہ میں کوئی انسان جکڑا ہوا تھا۔ چونکہ یہ بالکل مختلف سٹیکر تھا اس لئے اسے یاد رہ گیا تھا۔ بہرحال ہم نے دارالحکومت کی تقریباً تمام آٹو موبائل ورکشاپوں سے معلومات حاصل کیں کیونکہ ظاہر ہے وہ کار کسی نہ کسی ورکشاپ میں جاتی ہو گی اور آخرکار ایک ورکشاپ سے اس کار کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ وہ لبرٹی کلب کے چیف سپروائزر ٹونی کی کار تھی۔ ہم نے ٹونی کو چیک کیا تو وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ بہرحال اب معلوم ہوا کہ یہ کار زیادہ تر اس کے بیٹے کی تحویل میں رہتی ہے۔ اس کا بیٹا ایک چھوٹے سے کلب کا مینجر ہے۔ پھر ہم نے اسے گھیر لیا۔ اس نے یہ تو تسلیم کیا کہ اس نے اس مخصوص جگہ پر شہاب کو لفٹ دی تھی کیونکہ شہاب نے اس سے لفٹ مانگی تھی لیکن اس نے اسے محکمہ بہبود آبادی کے آفس کے قریب ڈراپ کر دیا تھا اور اس آدمی نے جس انداز میں یہ سب کچھ بتایا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس کے باوجود ہم نے اس کے آفس میں ڈکٹا فون نصب کیا لیکن کوئی بات سامنے نہ آئی۔ پھر ہم نے اس کے بارے میں انکوائری کی تو صرف اتنا معلوم ہوا کہ وہ اچانک صاحب حیثیت ہو گیا ہے اور اس کے تعلقات ایک غیر ملکی عورت ریٹا سے ہیں جو یہاں کسی این جی او کی نمائندہ ہے۔ لیکن اس میں چونکہ کوئی مشکوک بات نہ تھی اس لئے اب تفتیش کی گاڑی رک گئی ہے۔ آخر سوچ سوچ کر ہم نے فیصلہ کیا کہ اس گاڑی کو عمران صاحب کا انجن

لگایا جائے پھر ہی یہ آگے بڑھ سکتی ہے"...... چوہان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"انجن۔ وہ قدیم کوئلے والا جو بڑی سریلی سی سیٹی بجاتا تھا یا جدید دور کا الیکٹرک انجن جو ہارن بجاتا ہے"...... عمران نے کہا تو چوہان اور خاور دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"جو آپ سمجھ لیں۔ بس گاڑی چلنی چاہئے"...... اس بار خاور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ معاملات خاصے پراسرار ہیں۔ یہ ریٹا تیسری بار سامنے آ رہی ہے"...... عمران نے کہا تو چوہان اور خاور بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب"...... چوہان نے پوچھا۔

"پہلی بار میں نے اس کی آواز تب سنی جب اس نے سوپر فیاض کو اس کے آفس فون کیا تھا۔ یہ آج سے دو تین ماہ پہلے کی بات ہے۔ اس کی آواز نے میرے ذہن میں کھٹک سی پیدا کر دی کیونکہ یہ مخصوص آواز میرے لاشعور میں موجود تھی لیکن پھر میں بھول گیا۔ اب دو روز پہلے میں اماں بی کے ساتھ ثریا کے سسرالی رشتہ داروں کے ہاں اعظم گڑھ گیا تو وہاں یہ ریٹا موجود تھی۔ وہ کسی این جی او کی نمائندہ کے طور پر وہاں اعظم گڑھ میں کام کر رہی تھی۔ وہ غریب لوگوں کی آنکھوں کا علاج فری کرواتی تھی۔ اس سے ملاقات ہوئی اور اس کی آواز کی وجہ سے میں اسے پہچان گیا۔ بہرحال کوئی مشکوک

بات سامنے نہ آئی تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ اب تمہاری بات سن کر مس ریٹا تیسری بار سامنے آئی ہے اور اس بار ایک جیتا جاگتا نوجوان غائب ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اس سے ریٹا کا تو کوئی تعلق ثابت نہیں ہو سکتا"...... خاور نے کہا۔

"اس نوجوان کا نام کیا ہے جس نے شہاب کو لفٹ دی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام راجر ہے۔ وہ زیرو کلب کا مینجر ہے۔ ڈرگ روڈ پر چھوٹا سا کلب ہے"...... خاور نے کہا تو عمران نے اٹھ کر عقبی الماری کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"گولڈن کلب میں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈرگ روڈ پر ایک چھوٹا سا کلب ہے زیرو کلب۔ اس کا مینجر راجر ہے جو لبرٹی کلب کے چیف سروائزر ٹونی کا بیٹا ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں تو یہ نام ہی آپ سے پہلی بار سن رہا ہوں۔ لیکن آپ حکم فرمائیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک پرائیویٹ کیس کے سلسلے میں اس راجر سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ کیا تم اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اسے رانا ہاؤس پہنچاؤ اور پھر مجھے فلیٹ پر کال کر دینا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"میں فلیٹ پر موجود ہوں۔ ٹائیگر ایک آدمی کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچائے گا۔ اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ کر مجھے اطلاع دینا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ راجر غلط بیانی کر رہا ہے"...... خاور نے کہا۔

"چونکہ گاڑی اس سٹیشن پر ہی رکی ہے اس لئے اسے آگے چلانے کے لئے وہیں سے کام کرنا ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ شہاب جب بس سے واپس جاتا تھا اور بس وہاں پہنچ بھی چکی تھی تو اس صورت میں شہاب کا کار سے لفٹ مانگنا عجیب سا لگتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ راجر کچھ نہ کچھ چھپا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن فرض کیا کہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے پھر اس نے آخر شہاب کا کیا کیا ہو گا اور کیوں"...... چوہان نے کہا۔

"یہ تو وہ خود بتائے گا۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"نجانے کب یہ کام ہو سکے گا اس لئے ہم واپس چلتے ہیں۔ البتہ اگر آپ ہمیں بھی اطلاع کر دیں تو پھر ہم بھی اس پوچھ گچھ کے دوران وہاں موجود رہیں"...... خاور نے کہا۔

"تم بیٹھو۔ ٹائیگر بے حد تیزی سے کام کرنے کا عادی ہے۔ اگر وہ راجر اسے وہاں مل گیا تو شاید نصف گھنٹے میں ہی کام ہو جائے اور ابھی تو میں نے تمہاری مہمان نوازی بھی کرنی ہے۔ سلیمان آنے ہی والا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ آپ سے باتیں کر کے ہی ہماری توانائی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے"...... خاور نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو مکمل سنار ہو جبکہ میں بے چارہ تو ٹوئینکل سنار ہوں۔ مجھے تو خود تم سے توانائی حاصل کرنے کی

ضرورت رہتی ہے"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آگیا تو عمران نے اسے چائے بنانے کا کہہ دیا اور تھوڑی دیر بعد چائے اور سنیکس پہنچ گئے اور وہ سب چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی وہ چائے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں باس۔ ٹائیگر ایک آدمی کو لے آیا ہے اور اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دیا گیا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"ٹائیگر سے کہو کہ وہ وہیں رکے۔ میں چوہان اور خاور کے ساتھ آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ۔ وہ راجر رانا ہاؤس پہنچ چکا ہے"...... عمران نے کہا تو خاور اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ فلیٹ سے نیچے چوہان کی کار موجود تھی۔ عمران نے گیراج سے اپنی کار نکالی اور پھر دونوں کاریں رانا ہاؤس پہنچ گئیں اور وہ سب کاروں سے باہر آ گئے۔ ٹائیگر وہاں موجود تھا۔

"کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"اوہ نہیں باس۔ میں اس کے آفس پہنچا، اس کے سر پر چوٹ لگا کر اسے بے ہوش کیا اور پھر عقبی گلی سے اسے نکال کر یہاں لے

آیا"....... ٹائیگر نے سادہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ"....... عمران نے کہا اور پھر وہ سب بلیک روم میں پہنچ گئے۔ وہاں جوانا بھی موجود تھا اور ایک نوجوان آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا راڈز میں جکڑا موجود تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"....... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ خاور اور چوہان بھی بیٹھ گئے تھے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر پیچھے ہٹا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کون ہو تم۔ اوہ۔ اوہ۔ تم تو وہی ہو جو مجھ سے ملے تھے اور یہ آدمی۔ یہ تو"....... راجر نے چوہان، خاور اور ٹائیگر کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام راجر ہے اور تم زیرو کلب کے مینجر ہو"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر تم لوگ کون ہو اور میں کہاں ہوں۔ یہ سب کیا ہے"....... راجر نے کہا۔

"ریٹا سے تمہارا کیا تعلق ہے"....... عمران نے کہا تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

"کون ریٹا"....... راجر نے چونک کر کہا۔

"جوانا"....... عمران نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے جواب دیا۔

"اس کی یادداشت واپس لاؤ"....... عمران نے کہا تو جوانا تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ"....... راجر نے جوانا جیسے دیو کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیخ کر کہا۔

"وہیں کھڑے ہو جاؤ۔ اس بار اگر یہ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرے تو اس کی آنکھ نکال دینا"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے کہا اور وہ راجر کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

"ہاں۔ بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"ریٹا ایک این جی او برائٹ آئی کی یہاں نمائندہ ہے۔ انتہائی فلرٹ لڑکی ہے۔ وہ ایک ہوٹل کی تقریب میں مجھ سے ملی اور پھر وہ میرے قریب آ گئی۔ ہماری دوستی کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر وہ شاید این جی او کے سلسلے میں کسی دیہاتی علاقے میں چلی گئی۔ اس کے بعد اس سے ملاقات نہیں ہوئی"....... راجر نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"یہ دونوں آدمی جس نوجوان کے بارے میں تم سے پوچھنے گئے تھے جسے تم نے کار میں لفٹ دی تھی وہ غیر ملکی جاسوس تھا۔ وہ اس روز سے غائب ہے اور حکومت اسے تلاش کر رہی ہے اس لئے اگر تم

"سچ سچ بتا دو کہ تم نے اسے کہاں پہنچایا تھا تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے ورنہ"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ راجر کا جسم بے اختیار کانپنے لگا۔

"مم۔ مم۔ میں نے تو اسے محکمہ بہبود آبادی کے دفتر کے قریب ڈراپ کر دیا تھا۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... راجر نے رک رک کر کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے۔

"جوانا۔ اس کے منہ میں ایک دانت بھی باقی نہیں رہنا چاہئے"۔ عمران نے کہا تو جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ زور دار تھپڑ کی آواز کے ساتھ ہی راجر کے حلق سے نکلنے والی انتہائی بھیانک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے منہ سے دانت اس طرح نکل کر باہر گرے تھے جیسے پھلجڑی چھوٹتی ہے۔ راجر کی حالت ایک ہی تھپڑ سے انتہائی دگرگوں ہو گئی تھی۔

"ابھی میں نے تمہاری آنکھ بچا لی ہے راجر ورنہ جوانا کی انگلی ایک لمحے میں تمہاری آنکھ میں گھس جاتی۔ مصنوعی دانت تو لگ سکتے ہیں لیکن مصنوعی آنکھیں کام نہیں دیا کرتیں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو۔ میں بے گناہ ہوں"...... راجر نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"سچ سچ بتا دو کہ اس نوجوان کا کیا ہوا۔ مجھے پہلے ہی سب کچھ معلوم ہے۔ ہم صرف چند کڑیاں جوڑنا چاہتے ہیں اور تم بہت چھوٹی

مچھلی ہو اس لئے ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش بھی باہر نہیں جا سکتی"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے اسے سٹار ہاؤس پہنچا دیا تھا"...... راجر نے کہا۔

"سٹار ہاؤس۔ وہ کہاں ہے اور تم نے کیوں اسے وہاں پہنچایا تھا۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ریٹا نے مجھے کہا تھا کہ اس کا تعلق جس این جی او سے ہے وہ نابینا افراد کی آنکھوں کا علاج کرتی ہے اور اس سلسلے میں اسے آنکھوں کے قرنیوں کی ضرورت رہتی ہے لیکن ایسی آنکھوں کے قرنیے جن میں تیز چمک ہو۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اگر میں ایسے افراد کو سٹار ہاؤس پہنچا دوں تو انہیں وہاں بے ہوش کر کے ان کی ایک آنکھ کا قرنیہ نکال کر فروخت کر دیا جاتا ہے اور اس آدمی کو بھی بھاری رقم دی جاتی ہے اور اسے لے آنے والے کو بھی۔ چونکہ ایک آنکھ اس کی درست رہتی ہے اس لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر اپنے کلب کے ایک ویٹر کو وہاں پہنچایا۔ اس کی آنکھوں میں قدرتی طور پر تیز چمک تھی اور مجھے اس کے بدلے ایک لاکھ روپے مل گئے لیکن اس ویٹر کو یورپ بھجوا دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے دس بارہ افراد کو وہاں پہنچایا۔ اس نوجوان کو بھی میں نے وہاں پہنچایا تھا"...... راجر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ خاور اور چوہان کی آنکھوں میں بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کس طرح تم نے اسے پک کیا تھا۔ کیا وہ اپنی مرضی سے وہاں گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"وہ بس سٹاپ پر کھڑا تھا کہ میں وہاں سے گزرا تو اس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں وہ مخصوص چمک دیکھ لی۔ چنانچہ میں نے خود اسے لفٹ کی آفر کی۔ پہلے تو وہ نہ مانا لیکن پھر میرے اصرار پر وہ مان گیا۔ پھر میں نے راستے میں اسے اچانک بے ہوش کر دیا اور کار کی عقبی سیٹ کے درمیان ڈال دیا اور کار لے کر میں سٹار ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں اسے وصول کر لیا گیا۔ چند روز بعد مجھے ایک لاکھ روپے مزید مل گئے اور بس"...... راجر نے کہا۔

"کہاں ہے یہ سٹار ہاؤس اور کون وہاں ان آدمیوں کو وصول کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ویگاس روڈ پر سرخ رنگ کی عمارت ہے۔ بہت بڑی عمارت ہے۔ اس کا نام سٹار ہاؤس ہے۔ وہاں گیٹ پر بیل دو تو ایک آدمی باہر آتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ ایک سٹار وصول کر لو تو وہ کار خود اندر لے جاتا ہے اور پھر خالی کار واپس لے آتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ پرسنل کوڈ پوچھتا ہے تو اسے میں بتاتا ہوں کہ میرا پرسنل کوڈ ہائی لائٹ ہے اور وہ مجھے واپس جانے کا کہہ دیتا ہے اور میں واپس آ جاتا ہوں اور بعد میں مجھے رقم مل جاتی ہے"...... راجر نے کہا۔

"اس سٹار ہاؤس کے بارے میں اور پھر کوڈ کے بارے میں تمہیں کس نے بتایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ریٹا کے ساتھ ایک آدمی آیا تھا اس کا نام رابرٹ تھا۔ اس نے مجھے ساری بات تفصیل سے سمجھائی تھی اور کوڈ بھی بتائے تھے لیکن ساتھ ہی اس نے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے کسی کے سامنے یہ راز لیک آؤٹ کیا تو مجھے گولی مار دی جائے گی"...... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا حلیہ ہے اس رابرٹ کا"...... عمران نے پوچھا تو راجر نے حلیہ بتا دیا۔

"جتنے آدمی تم نے وہاں پہنچائے ہیں ان میں سے بعد میں کسی سے ملاقات ہوئی"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں"...... راجر نے جواب دیا۔

"اس نوجوان کی آنکھوں میں کیسی چمک تھی جو تم نے چیک کی"۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ایسی چمک جیسی تمہاری آنکھوں میں ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر میں تمہیں ویسے ملتا تو تم مجھے بھی سٹار ہاؤس پہنچا دیتے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... راجر نے جواب دیا۔

"جوانا اسے آف کر دو"...... عمران نے جوانا سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راجر کچھ سمجھتا جوانا نے سائیڈ جیب سے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے پے در پے دھماکوں کے ساتھ راجر

کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر وہ ختم ہو گیا۔

"اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا چکر ہے عمران صاحب۔ آنکھوں میں چمک اور قرنیے کا۔ یہ سب کیا ہے"...... چوہان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس حد تک میں سمجھا ہوں چمک انتہائی ذہانت کی نشانی ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کے قرنیے انتہائی شفاف اور صحت مند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے قرنیے کسی طرح سے نکال کر انہیں یورپ یا ایکریمیا بھیج کر وہاں سے بھاری دولت کماتے ہیں اور اس میں سے کچھ حصہ ان راجر ٹائپ کے لوگوں کو بھی دے دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور ان لوگوں کا کیا ہوتا ہے جن کے ساتھ یہ سب کیا جاتا ہے"...... خاور نے کہا۔ وہ سب باتیں کرتے ہوئے بلیک روم سے باہر آ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ راجر کو بھی اصل بات کا علم نہیں ہے۔ یہ لوگ ان لوگوں کی آنکھوں کے قرنیے نکال کر انہیں ہلاک کر دیتے ہوں گے ورنہ شہاب ضرور واپس آ جاتا"...... عمران نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی مکروہ جرم ہے۔ کمینگی کی حد تک مکروہ جرم"...... خاور نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور یہ ریٹا یقیناً اس سارے کاروبار کی کوئی بڑی شخصیت ہو

گی"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے اس سٹار ہاؤس پر ریڈ کرنا ہے یا"...... خاور نے کہا۔

"وہاں ریڈ کرنا ضروری ہے۔ وہیں سے آگے کا کلیو ملے گا"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران، ٹائیگر اور جوانا ایک کار میں جبکہ دوسری کار میں چوہان اور خاور سوار سٹار ہاؤس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر انہیں وہ سرخ رنگ کی عمارت نظر آ گئی۔ اس پر واقعی سٹار ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے کار گیٹ سے کافی آگے لے جا کر روکی تو چوہان کی کار بھی اس کے پیچھے رک گئی۔

"ٹائیگر۔ تم یہ بے ہوش کرنے والی گیس کا پسٹل لو اور سائیڈ سے اندر گیس فائر کر دو"...... عمران نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ سائیڈ سیٹ پر موجود تھا۔ عمران نے گیس پسٹل رانا ہاؤس سے روانگی کے وقت ساتھ لے لیا تھا۔ ٹائیگر نے گیس پسٹل پکڑا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس سٹار ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ اس کی سائیڈ گلی میں جا کر غائب ہو گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔

"میں نے چار کیپسول اندر فائر کر دیئے ہیں"...... ٹائیگر نے واپس قریب آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ بیٹھو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر دوبارہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پانچ منٹ بعد عمران نے کار موڑی اور پھر اس نے کار سٹار ہاؤس کے پھاٹک کے قریب لے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی جوانا اور ٹائیگر بھی اور عقبی کار میں سوار چوہان اور خاور بھی نیچے اتر آئے۔

"ٹائیگر۔ عقبی طرف سے جا کر اندر کود و اور پھاٹک کھول دو"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد پھاٹک کھل گیا۔

"کاریں اندر لے آؤ"...... عمران نے خاور اور چوہان سے کہا اور خود وہ عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ خاور اس کے ساتھ تھا جبکہ جوانا اور چوہان کاروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔ لان میں کوئی آدمی نہیں تھا البتہ پورچ میں ایک جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔

"اندر جا کر چیکنگ کرو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

"میں بھی جاؤں عمران صاحب"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں"...... عمران نے کہا تو خاور بھی تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ اس دوران دونوں کاریں اندر آ کر پورچ میں رک گئیں اور پھر جوانا کار سے اترا تو عمران نے اسے جا کر پھاٹک بند کرنے کا کہہ دیا۔

"آپ یہاں کیوں رک گئے ہیں عمران صاحب"...... چوہان نے

قریب آ کر کہا۔

"پہلے اندر کی صورت حال معلوم ہو جائے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر اور خاور باہر آ گئے۔

"عمران صاحب۔ اندر تو ایک کمرے میں صرف دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور باقی پوری عمارت خالی ہے"...... خاور نے کہا۔

"تہہ خانہ تو نہیں ہے یہاں"...... عمران نے کہا۔

"ہم نے خصوصی طور پر چیک کیا ہے۔ یہاں کوئی تہہ خانہ نہیں ہے"...... خاور نے جواب دیا۔

"اوکے۔ چلو اب ان دونوں آدمیوں سے بات کر لیں۔ دیکھیں یہ کیا کہتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اندر ایک کمرے میں پہنچے جو سٹنگ روم کے انداز میں تھا اور وہاں واقعی صوفے کی کرسیوں پر دو مقامی آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"یہاں کوئی رسی تلاش کرو اور انہیں باندھ دو"...... عمران نے کہا تو تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"انہیں پانی پلاؤ ٹائیگر۔ یہ ہوش میں آ جائیں گے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واقعی جیسے ہی ان دونوں کے حلق میں پانی ڈالا گیا تو انہیں ہوش آنا شروع ہو گیا۔ عمران، خاور، چوہان اور ٹائیگر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ جوانا ان کے پیچھے کھڑا تھا۔

"تم لوگ باہر اور عقبی طرف نگرانی کرو۔ صرف ٹائیگر یہاں رہے گا کیونکہ کوئی اچانک بھی آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے علاوہ خاور، چوہان اور جوانا تینوں باہر چلے گئے۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ ہمیں کیوں باندھا گیا ہے"...... ان میں سے ایک شخص نے ہوش میں آتے ہی کہا اور پھر دوسرا بھی چند لمحوں بعد ہوش میں آ گیا اور اس نے بھی ایسے ہی سوالات کئے۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پہلے ہوش میں آنے والے شخص سے پوچھا۔

"میرا نام جیکر ہے۔ تم کون اور تم اندر کیسے آ گئے۔ یہ سب کیا ہے"...... جیکر نے کہا۔

"اور تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام جارج ہے"...... دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"تمہاری اس عمارت میں کیا حیثیت ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اس عمارت کا مینجر ہوں اور یہ چوکیدار ہے"...... جیکر نے کہا۔

"مالک کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مالک پروفیسر رشید صاحب ہیں لیکن وہ بیرون ملک ر

ہیں"...... جیکر نے جواب دیا۔

"پھر تم یہاں کیا مینجری کرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یہ عمارت گودام کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اسے ماسٹر گروپ نے کرائے پر لیا ہوا ہے"...... جیکر نے جواب دیا۔

"ماسٹر گروپ۔ وہ کیا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"موبل آئل کا کام کرنے والا ایک گروپ ہے۔ اس عمارت میں آئل کے ڈرم سٹاک کئے جاتے ہیں اور پھر آگے سپلائی کر دیئے جاتے ہیں"...... جیکر نے کہا۔

"اس ماسٹر گروپ کا کاروباری آفس کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ بغیر اڈے کے کام کرتے ہیں۔ ان کا کوئی آفس نہیں ہے"۔ جیکر نے جواب دیا۔

"ماسٹر گروپ کا کرتا دھرتا کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ماسٹر راشیل"...... جیکر نے جواب دیا۔

"اس کا ایڈریس اور فون نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ خود یہاں آتے ہیں۔ ہم کبھی ان کے کسی اڈے پر نہیں گئے اور نہ ہی ہم نے کبھی انہیں فون کیا ہے"...... جیکر نے کہا۔

"وہ آدمی جو یہاں لائے جاتے ہیں جن کی آنکھوں سے قرنیے نکالے جاتے ہیں انہیں کہاں رکھا جاتا ہے"...... عمران نے اچانک

کہا تو جیکر اور جارج دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سے آدمی۔ کیا مطلب"....... جیکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جنہیں باقاعدہ کوڈ بتا کر یہاں تمہارے حوالے کیا جاتا ہے۔ بے ہوش افراد"....... عمران نے کہا۔

"ایسا تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہاں تو صرف موبل آئل سٹاک ہوتا ہے اور بس"....... جیکر نے جواب دیا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"تم بتاؤ جارج اور سنو۔ تم میں جو جھوٹ بولے گا اسے ہلاک کر دیا جائے گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"وہ۔ وہ۔ انہیں بھی ماسٹر کے آدمی لے جاتے ہیں"....... جارج نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم سچ بول رہے ہو جبکہ جیکر جھوٹ بول رہا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے کٹک کٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی جیکر کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم وہیں صوفے پر ہی تڑپنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ساکت ہو گیا۔ جارج کا چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا اور خوف کی شدت سے آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے اس لئے جو سچ ہے وہ بتا دو۔ اس طرح تم زندہ بچ سکتے ہو۔ بولو"....... عمران نے سرد لہجے میں جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیکر نے جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہے۔ اصل کام یہاں موبل آئل کے ڈرموں کی سٹاکنگ کا ہے۔ یہ جعلی موبل آئل ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار آدمی بھی یہاں لائے جاتے ہیں جو بے ہوش ہوتے ہیں۔ جب ایسا کوئی آدمی لایا جاتا ہے تو جیکر آسٹر کلب کے مینجر ہنری کو فون کر کے اس کی آمد کی اطلاع دیتا ہے اور پھر اس کے آدمی آ کر اس بے ہوش آدمی کو یہاں سے لے جاتے ہیں"....... جارج نے جواب دیا۔

"یہ جعلی موبل آئل کا دھندہ کون کرتا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"یہ بھی ہنری کا ہی دھندہ ہے۔ ہنری ماسٹر کہلاتا ہے"۔ جارج نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"....... عمران نے پوچھا تو جارج نے فون نمبر بتا دیا۔

"ٹائیگر۔ کیا تم جانتے ہو اس ہنری کو"....... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں باس۔ یہ آسٹر کلب ایک غیر اہم سا کلب ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ فون کا رسیور اٹھاؤ اور نمبر پریس کر کے رسیور جارج کے کان سے لگا دو اور جارج تم نے ہنری کو اطلاع دینی ہے کہ ایک آدمی یہاں لایا گیا ہے"....... عمران نے جارج سے کہا۔

"یہ اطلاع جیکر دیتا ہے۔ میں نہیں"....... جارج نے کہا۔

"جوانا کو بلاؤ ٹائیگر۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اور ٹائیگر دونوں اندر داخل ہوئے۔

"جوانا۔ ٹائیگر کے ساتھ جاؤ اور اس راسٹر کلب کے ہنری کو اٹھا کر یہاں لے آؤ"....... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے جواب دیا۔

"چوہان اور خاور کو اندر بھجوا دینا"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر اور جوانا دونوں باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد چوہان اور خاور دونوں اندر آ گئے۔

"کچھ مزید پتہ چلا عمران صاحب"....... چوہان نے کہا تو عمران نے جارج اور جیکر سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبا چکر ہے۔ یہاں سے انہیں کہیں اور لے جایا جاتا ہے"....... چوہان نے کہا۔

"جارج تم ریٹا کو جانتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"میڈم ریٹا۔ ہاں۔ وہ ہنری کے ساتھ ایک دو بار یہاں آئی تھی۔ کافی عرصہ پہلے۔ پھر نہیں آئی"....... جارج نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ان آدمیوں کو کہاں لے جایا جاتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ مجھے نہیں معلوم"....... جارج نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو چوہان اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا ایک آدمی کو کاندھے پر لادے اندر داخل ہوا۔

"اسے کرسی پر ڈال دو"....... عمران نے کہا تو جوانا نے اسے کرسی پر ڈال دیا۔ وہ آدمی بے ہوش تھا۔

"کوئی پرابلم"....... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"نہیں باس۔ ہم نے جا کر اسے کہا کہ جیکر نے ہمیں بھیجا ہے تو یہ فوراً ملنے پر تیار ہو گیا۔ پھر ہم اسے بے ہوش کر کے ایک خفیہ راستے سے نکال کر یہاں لے آئے ہیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا ہر کلب میں خفیہ راستے لازماً ہوتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ ان کی ضرورت ہوتی ہے"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا یہی ہنری ہے"....... عمران نے جارج سے پوچھا۔

"جی ہاں"....... جارج نے جواب دیا۔

"جوانا۔ رسی تلاش کر کے لے آؤ اور اسے بھی باندھ دو"۔ عمران

نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی ہدایت پر عمل درآمد کر دیا گیا اور پھر ٹائیگر نے ہنری کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور چند ہی لمحوں بعد ہنری ہوش میں آ گیا۔

"م۔ م۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ یہ مجھے کیوں باندھا گیا ہے۔ تم لوگ کون ہو"...... ہنری نے ہوش میں آتے ہی کہا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی جارج اور جیکر کی لاش پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف اچھلنے کی کیفیت سے ہی گزر سکا تھا۔

"تم نے جیکر کی لاش دیکھ لی ہے۔ اس نے ہم سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی اور تمہارا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے اس لئے جو پوچھوں اس کا درست جواب دے کر ہی تم اپنی زندگی بچا سکتے ہو"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ مگر تم کون ہو"...... ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمارے بارے میں جتنا کم جانو گے اتنا ہی زندگی بچانے کے چانس تمہارے پاس زیادہ ہوں گے۔ مجھے بتاؤ کہ یہاں سے جن بے ہوش آدمیوں کو تمہارے آدمی لے کر جاتے ہیں انہیں کہاں لے جایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کون آدمی۔ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔ میں تو آسٹر کلب کا مینجر

ہوں"...... ہنری نے کہا۔

"جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"اس ہنری کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور تیزی سے ہنری کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ہنری کچھ بولتا جوانا کی انگلی حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے کمرہ ہنری کے حلق سے نکلنے والی پے در پے چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوانا نے انتہائی بے رحمی سے اپنی اکڑی ہوئی انگلی اس کی ایک آنکھ میں مار دی تھی اور دوسرے لمحے ہنری کی آنکھ سے ڈھیلا باہر آ گرا تھا۔ ہنری مسلسل چیخ رہا تھا۔ اس کی دوسری آنکھ بند ہو گئی تھی اور چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا لیکن جوانا نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں انگلی ہنری کی قمیض سے صاف کی اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی ہنری کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا نے ہنری کے گال پر ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا اور پہلے ہی تھپڑ سے ہنری چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"اب اگر تمہارے منہ سے چیخ نکلی تو دوسری آنکھ بھی نکال دی جائے گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ہنری نے بے اختیار

اس طرح منہ بند کر لیا جیسے اب اس نے باقی ساری زندگی منہ نہ کھولنے کی قسم کھا لی ہو۔ اس کی اکلوتی آنکھ تکلیف کی شدت سے سرخ پڑ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر مسلسل شدید تکلیف کے تاثرات موجود تھے۔

" اب تمہیں یاد آگیا ہے یا دوسری آنکھ کا خاتمہ بھی کر دیا جائے "۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" انہیں۔ انہیں یہاں سے فیملی ہسپتال پہنچایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شیفو کے پاس "....... ہنری نے جواب دیا۔

" وہ کیوں "....... عمران نے کہا۔

" وہ۔ وہ۔ ان کی آنکھوں سے قرنیے نکال کر فروخت کر دیئے جاتے ہیں "....... ہنری نے جواب دیا۔

" کیا یہ کام ڈاکٹر شیفو کرتا ہے "....... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ وہ آئی سپیشلسٹ ہے۔ فیملی ہسپتال کے نیچے تہہ خانوں میں یہ کام ہوتا ہے "....... ہنری نے جواب دیا۔

" پھر ان آدمیوں کا کیا کیا جاتا ہے جن کے قرنیے نکال لئے جاتے ہیں "....... عمران نے پوچھا۔

" انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے اور پھر ان کے باقی اعضاء بھی نکال کر فروخت کر دیئے جاتے ہیں "....... ہنری نے جواب دیا۔

" ریٹا کا اس سارے دھندے سے کیا تعلق ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" مادام ریٹا اس کی انچارج ہے "....... ہنری نے جواب دیا۔

" لیکن ریٹا تو دو ماہ سے اعظم گڑھ میں ہے "....... عمران نے کہا۔

" وہ وہاں سے شکار منتخب کر کے انہیں ہسپتال بھجواتی ہے اور پھر ان کو شکار کر لیا جاتا ہے "....... ہنری نے کہا۔

" اب یہ ریٹا کہاں ہے "....... عمران نے کہا۔

" وہ تو رین بو کالونی میں رہتی ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ اے میں "۔ ہنری نے کہا۔

" کیا اس کے نمبر ٹو تم ہو "....... عمران نے کہا۔

" ہاں "۔ ہنری نے جواب دیا۔

" کب سے یہ کام ہو رہا ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" دو سالوں سے "....... ہنری نے جواب دیا۔ ہنری مسلسل اس طرح عمران کے سوالوں کے جواب دیتا جا رہا تھا جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈر چل رہا ہو۔

" ٹائیگر ان دونوں کا خاتمہ کر دو "....... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دھماکوں کے ساتھ ہی جارج اور ہنری دونوں کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے بڑا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس آدمی نے کہا۔

"پاکیشیا سے جیگر کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر کی۔ کون جیگر"...... باس نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے بتایا ہے کہ وہ جیمسن کا نائب ہے"...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"اوہ۔ پھر اس نے کیوں کال کی ہے۔ جیمسن نے کیوں نہیں کی"...... باس نے کہا۔

"وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... باس نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں جیگر بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ میں جیمسن کا نائب ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا بات ہے۔ جیمسن نے کیوں کال نہیں کی اور تم نے براہ راست کیوں کال کی ہے"...... باس نے کہا۔

"جناب۔ باس جیمسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سارا سیٹ اپ انٹیلی جنس نے ختم کر دیا ہے۔ فیملی ہسپتال کے ڈاکٹر شیفو اور ان کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سب جگہ انٹیلی جنس نے چھاپے مارے ہیں جناب"۔ جیگر نے کہا تو باس کا چہرہ ایسے ہو گیا جیسے وہ پتھر کا بنا ہوا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کب ہوا ہے ایسا اور کیوں"...... باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج صبح سے یہ کام ہو رہا ہے۔ میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا اور اب واپس آیا ہوں تو مجھے یہ ساری اطلاعات ملی ہیں اور میں نے

ساری چیکنگ کر کے ہی آپ کو کال کی ہے"...... جیگر نے کہا۔

"لیکن ریٹا نے تو انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو کور کیا ہوا تھا"...... باس نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب۔ بہرحال یہ سارا کام انٹیلی جنس نے ہی کیا ہے"...... جیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جیمسن کی جگہ سنبھال لو۔ تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچتا رہے گا"...... باس نے کہا۔

"لیکن جناب۔ اب کام کیسے ہو گا۔ سارا سیٹ اپ تو ختم ہو گیا ہے"...... جیگر نے کہا۔

"ابھی کسی کام کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد نیا سیٹ اپ قائم کر لیا جائے گا۔ ابھی تم خاموش رہو اور صرف یہ معلوم کرو کہ انٹیلی جنس نے یہ کارروائی کیوں اور کس کے کہنے پر کی ہے"۔ باس نے کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہوا ہے جناب کہ سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس فیاض کا دوست ایک آدمی علی عمران ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے اور یہ کام اس نے کیا ہے۔ بس اتنا معلوم ہوا ہے"۔ جیگر نے کہا۔

"مزید تفصیلات معلوم کرو"...... باس نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس

کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کلب کے جانسن سے میری بات کراؤ"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب کیسے ہوا۔ سیکرٹ سروس تو ان کاموں میں مداخلت نہیں کیا کرتی۔ آخر یہ سب کیا ہوا ہے"...... باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے رسیور اٹھا لیا۔

"جانسن لائن پر ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جانسن۔ میں جیفرے بول رہا ہوں"...... باس نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ کیا بات ہے جیفرے۔ آج بہت عرصے بعد فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم پاکیشیا میں طویل عرصہ تک کام کرتے رہے ہو جانسن۔ کیا وہاں کے کسی علی عمران نامی آدمی کو جانتے ہو"...... جیفرے نے کہا۔

"اسے کون نہیں جانتا۔ وہ تو پوری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہارا اس سے کیا تعلق"۔ جانسن نے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس نے انٹیلی جنس [illegible]

اپ ختم کر دیا ہے۔ کون ہے وہ"...... جیفرے نے کہا۔

" وہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے جیفرے ۔ اگر وہ تمہارے سیٹ اپ کے خلاف کام کر رہا ہے تو بہتر ہے کہ جو بچ گیا ہے اسے سمیٹ لو اور خود بھی انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ ورنہ وہ تو عفریت ہے عفریت"...... جانسن نے کہا تو جیفرے کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" لیکن جانسن ۔ سیکرٹ سروس تو اس طرح کے عام کاموں میں مداخلت نہیں کرتی۔ پھر"...... جیفرے نے کہا۔

" کیا تمہارے سیٹ اپ کے خلاف سیکرٹ سروس نے کارروائی کی ہے"...... دوسری طرف سے جانسن نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں۔ کارروائی تو انٹیلی جنس کی ہے لیکن یہ علی عمران اس کا مرکزی کردار ہے اور میں نے سنا ہے کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔ اس لئے پوچھ رہا تھا"...... جیفرے نے کہا۔

" وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے بلکہ فری لانسر ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف اس کی خدمات ہائر کرتا ہے اس لئے وہ کسی بھی معاملے میں کود پڑنے سے دریغ نہیں کرتا اور ہاں ۔ انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کا دوست ہے اور انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل اس کا باپ ہے اس لئے اس نے یقیناً تمہارے سیٹ اپ کے خلاف کارروائی خود کی ہو گی اور آخر میں معاملات انٹیلی جنس کو سونپ دیئے ہوں گے"...... جانسن نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ پھر مجھے اب کیا کرنا چاہئے"۔ جیفرے نے کہا۔

" جیسے میں نے پہلے کہا ہے ویسے ہی کرو ورنہ سب مارے جاؤ گے"...... دوسری طرف سے جانسن نے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ"...... جیفرے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ پاکیشیا سیٹ اپ کافی عرصے سے باقی ملکوں کے سیٹ اپ سے زیادہ کامیاب جا رہا تھا۔ خاص طور انسانی آنکھوں کے قرنیے والا سیٹ اپ تو سب سے زیادہ اچھا جا رہا تھا۔ انتہائی صحت مند انسانی آنکھوں کے قرنیے یورپ اور ایکریمیا میں بہت بڑی قیمتوں میں فروخت ہوتے تھے اور نہ صرف ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے تھے بلکہ ان کے اتنے آرڈر ان کے پاس تھے کہ وہ انہیں پوری طرح بھگتا ہی نہ سکتا تھا جبکہ دوسرے انسانی اعضاء کا دھندہ بھی ٹھیک جا رہا تھا۔ لیکن اب سب کچھ ختم ہو چکا ہے اس لئے جیفرے بے حد پریشان تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ریٹا کا خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ انسانی آنکھوں کے قرنیوں کا سیکشن تو ریٹا کے تحت تھا اور جیگر نے ریٹا کے بارے میں کوئی بات نہ کی تھی۔ اس نے تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا لیکن پھر اس نے اسے واپس رکھ دیا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ریٹا بول رہی ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ریٹا کی آواز سنائی دی تو جیفرے کے چہرے پر یکلخت گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ریٹا کے جواب دینے کا مطلب تھا کہ وہ انٹیلی جنس کے ہاتھ نہیں لگی اور زندہ سلامت موجود ہے۔

"تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور"...... جیفرے نے کہا۔

"چیف۔ میں کافرستان میں موجود ہوں۔ میں یہاں کے انچارج لاؤس کی خصوصی دعوت پر آئی تھی کیونکہ لاؤس بھی چاہتا تھا کہ وہ کافرستان سے بھی انسانی آنکھوں کے قرنیے کی سپلائی شروع کر سکے۔ وہ میرے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اوور"...... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا میں تمہارے سیٹ اپ کا کیا ہوا ہے۔ اوور"...... جیفرے نے لہجے کو سرد بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں کیا ہو گیا ہے چیف۔ اوور"...... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیفرے نے جیگر سے ملنے والی رپورٹ دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ چیف۔ کاش میں اس وقت وہاں ہوتی تو میں ایسا نہ ہونے دیتی۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوور"...... ریٹا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اگر تم وہاں ہوتی تو یقیناً تم بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتی اور تمہارے جیسی سیکشن چیف برائٹ آئی کو اور نہ مل سکتی اس لئے

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اب لاؤس کے ساتھ مل کر کافرستان میں کام کرو۔ کچھ عرصے بعد جب وہاں صورت حال معمول پر آ جائے تو پھر تم وہاں شفٹ ہو جانا اور نئے سرے سے سیٹ اپ قائم کر لینا۔ اوور"...... جیفرے نے کہا۔

"لیکن باس اس سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اس عمران سے انتقام لینا بھی تو بے حد ضروری ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی تو میرے پاس ایسی ایسی تصویریں ہیں کہ جب میں انہیں سامنے لاؤں گی تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کے پاس سوائے خودکشی کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہے گا اور اس علی عمران سے بھی میں مل چکی ہوں۔ وہ ایک عام سا آدمی ہے جسے خواہ مخواہ لوگوں نے ہوا بنا رکھا ہے۔ میں اس سے ایسا انتقام لوں گی کہ وہ اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اوور"...... ریٹا نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"تمہارے جذبات اپنی جگہ ریٹا۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی تم نے واپس نہیں جانا۔ چند ماہ بعد جب یہ سارا معاملہ ہر لحاظ سے ٹھنڈا ہو جائے گا تو پھر تم جا کر جو جی چاہے کرتی رہنا۔ یہ میرا حکم ہے۔ اوور"...... جیفرے نے کہا۔

"یس باس۔ ٹھیک ہے۔ پھر آپ لاؤس کو کہہ دیں۔ اوور"۔ ریٹا نے جواب دیا۔

"لاؤس تمہاری ماتحتی میں کام کرے گا۔ میں اسے حکم دے دیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... جیفرے نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف

کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس تمام سیٹ اپ کی اصل کردار ریٹا تھی اور اس کے بچ جانے پر اسے انتہائی اطمینان ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریٹا پاکیشیا کی کمی کافرستان سے پوری کر دے گی اور پھر چند ماہ بعد پاکیشیا میں بھی دوبارہ سیٹ اپ قائم ہو جائے گا۔ اس طرح دونوں ملکوں میں کاروبار عروج پر پہنچ جائے گا اس لئے اب اسے اطمینان ہو گیا تھا۔

عمران دانش منزل میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیرو کچن میں کافی بنانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"پی اے ون سے بات کراؤ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ پی اے ون بھی میں ہوں اور پی اے ٹو بھی"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"پھر تو تم کہا کرو پی اے ون ٹو۔ پھر تم خالی ٹو کیوں کہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"وکٹری سٹینڈ پر ون خاصا اونچا ہوتا ہے عمران صاحب اس لئے ٹو

تک ہی بمشکل پہنچا جا سکتا ہے"...... دوسری طرف سے پی اے نے
جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ سر سلطان نے پی اے کا انتخاب
کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ ذہانت بھی تلاش کی ہے۔ اوکے۔ سر سلطان
سے بات کراؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس تعریف کا شکریہ عمران صاحب۔ میں بات کراتا ہوں"۔
دوسری طرف سے پی اے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس
دوران بلیک زیرو واپس آگیا اور اس نے کافی کی ایک پیالی عمران
کے سامنے رکھی جبکہ دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی مخصوص کرسی کی
طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی
آواز سنائی دی۔
"انٹیلی جنس نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی رپورٹ آپ
تک پہنچی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ پہنچ گئی ہے۔ میں حیران ہوں عمران بیٹے کہ کیا اب
انسانیت بالکل ہی ختم ہو گئی ہے کہ انسانوں کے اعضاء کی تجارت
شروع کر دی گئی ہے۔ حد ہے اس کمینگی کی۔ البتہ اچھا ہوا کہ تم اس
کے خلاف میدان میں اتر آئے ورنہ نجانے اور کتنے لوگ مارے
جاتے"...... سر سلطان نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔
"میرا نہیں جناب۔ یہ سوپر فیاض کا کارنامہ ہے"...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہ تو تمہاری عظمت ہے عمران بیٹے کہ تم بڑے دل کے مالک
ہو۔ بہرحال میں سر عبدالرحمن کو اس کارنامے پر ضرور مبارک باد
دوں گا"...... سر سلطان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
اس کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"آج تک میں سمجھتا رہا تھا کہ بس سنیارٹی کی وجہ سے آپ اس
سیٹ تک پہنچ گئے ہیں لیکن پہلے آپ کے پی اے کا جواب سن کر اور
اب آپ کی بات سن کر کہ آپ نے میرا مافی الضمیر سمجھ لیا اور یہ بات
ثابت ہو گئی ہے کہ وزارت خارجہ میں ذہانت ہی پہلی سیڑھی ہوتی
ہے"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا کیونکہ اس نے واقعی
سر سلطان کو فون اس لئے بھی کیا تھا کہ وہ سر عبدالرحمن کو اس کی
مبارک باد دیں تاکہ سر عبدالرحمن اپنے محکمے کی کارکردگی کے بارے
میں جس طرح شاکی رہتے ہیں ان کا کچھ گلا تو دور ہو جائے گا لیکن اس
کے بات کرنے سے پہلے ہی سر سلطان اس کا مطلب سمجھ گئے تھے۔
"اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ ویسے تم فکر مت کرو۔ میں سر
عبدالرحمن سے سوپر فیاض کی کارکردگی کی بھی خصوصی تعریف کر
دوں گا تاکہ تم اس سے کسی اچھے سے ہوٹل میں دعوت اڑا
سکو"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔
"ارے۔ ارے۔ کہیں آپ نے دانش منزل پر ناجائز قبضہ تو

نہیں کر لیا کہ مسلسل دانش کا ہی مظاہرہ کئے چلے جا رہے ہیں"۔
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے
اور پھر انہوں نے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی
مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اس کیس کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع
ہوئی ہیں انہیں پڑھ کر میں واقعی حیران رہ گیا ہوں۔ انسانی آنکھوں
کے قرنیے اسمگل کر کے فروخت کرنا اور انسانی اعضاء کی تجارت یہ
واقعی حد درجہ مکروہ جرم ہے۔ سر سلطان ٹھیک کہہ رہے تھے کہ اب
واقعی انسانیت ختم ہوتی جا رہی ہے"...... بلیک زیرو نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو یہ لوگ انسانوں کو بھی ختم کرتے جا رہے
ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے سوپر فیاض کے ذریعے پاکیشیا کا سیٹ
اپ ختم کر دیا ہے لیکن ان کا ہیڈ کوارٹر تو یہاں نہیں ہو گا اور یہ
لوگ کچھ عرصے بعد دوبارہ اپنا سیٹ اپ قائم کر لیں گے"۔ بلیک
زیرو نے کہا۔ وہ اور عمران ساتھ ساتھ کافی کی چسکیاں بھی لے رہے
تھے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ
اس برائٹ آئی کا مکمل سیٹ اپ ختم کر دینا چاہئے۔ پھر ہی اس
کینگی کی حد تک مکروہ جرم سے چھٹکارہ مل سکتا ہے لیکن اس سارے

سلسلے کے ایک مرکزی کردار کی تلاش میں ہوں۔ وہ کہیں بھی
دستیاب نہیں ہو رہا۔ وہ مل جائے تو اس کا مزید سیٹ اپ سامنے آ
سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کون ہے وہ"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا نام ریٹا ہے۔ انسانی آنکھوں کے قرنیے کے تمام سیٹ
اپ کی انچارج وہی ہے۔ دوسرا آدمی جیسن تھا جو اچانک فائرنگ کی
زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ وہ انسانی اعضاء کی اسمگلنگ اور فروخت کا
دھندہ کرتا تھا۔ وہ بھی ریٹا کی طرح مین آدمی تھا لیکن وہ ہلاک ہو
گیا۔ باقی جو لوگ تھے وہ مقامی تھے اس لئے انہیں مزید کوئی
معلومات نہیں تھیں"...... عمران نے کہا۔

"اس برائٹ آئی کے بارے میں معلومات فروخت کرنے والی
ایجنسیوں سے بھی تو معلومات مل سکتی ہیں"...... بلیک زیرو نے
کہا۔

"نہیں۔ میں نے سب سے پہلے انہی سے معلوم کیا ہے۔ کسی کو
بھی اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ شاید ان لوگوں نے ابھی حال
ہی میں یہ انسانیت سوز کام شروع کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس کے لئے انہوں نے پاکیشیا کا انتخاب
کیوں کیا ہے۔ یہ کام تو یورپ اور ایکریمیا میں بھی ہو سکتا تھا۔ وہاں
بھی لوگوں کو اس انداز میں ہلاک کر کے ان کے اعضاء فروخت کئے
جا سکتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یورپ اور ایکریمیا میں بھی انسان ہی بستے ہیں۔ ان میں بھی لالچ اور طمع موجود ہے۔ وہاں بھی جرائم ہوتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس بے حد سخت اصولوں پر کام کرتی ہے جبکہ ہمارے ہاں کسی بھی افسر کو کسی نہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے اس لئے یہاں ایسا کام طویل عرصے تک ممکن ہو سکتا ہے۔ یورپ اور ایکریمیا میں ایسا نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ گرم علاقوں کے رہنے والے انسانوں کی آنکھوں کے قرنیے سرد علاقوں کے لوگوں کی آنکھوں کے قرنیے سے زیادہ صحت مند اور شفاف ہوتے ہیں اس لئے وہاں کی نسبت یہاں کے لوگوں کی آنکھوں کے قرنیے زیادہ بہتر سمجھے جاتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ سری لنکا میں لوگ مذہبی طور پر مرنے کے بعد آنکھوں کے قرنیے نابینا افراد کو دیئے جانے کی وصیت کرتے ہیں اس لئے وہاں سے قرنیے پوری دنیا کے ملکوں کو سپلائی کئے جاتے ہیں اور انہیں انتہائی بہترین سمجھا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس ریٹا کو کہاں تلاش کیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فرار ہو گئی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ واقعی غائب ہے۔ بہرحال میں نے ٹائیگر کے ذمہ لگا دیا ہے۔ وہ یا تو اسے تلاش کر لے گا یا اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی کلیو بہرحال حاصل کر لے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی

فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں بلقیس پلازہ کے فلیٹ نمبر گیارہ میں موجود ہوں۔ یہ فلیٹ اس ریٹا کی ملکیت رہا ہے۔ وہ یہاں رہتی تھی۔ میں نے جب اس کا سراغ لگایا اور یہاں پہنچا تو مجھ سے پہلے سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنی فورس کے ساتھ یہاں موجود تھے۔ میں انہیں دیکھ کر سائیڈ پر ہو گیا۔ پھر وہ اس فلیٹ کو سیل کر کے چلے گئے تو میں عقبی کھڑکی کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہاں کی مکمل تلاشی لی گئی ہے۔ ایک سیف بھی کھلا ہوا ملا ہے اور باس اس سیف کے ایک خفیہ خانے میں مجھے ایک ایسی تصویر ملی ہے جس نے میرا دماغ بھک سے اڑا دیا ہے۔ جس وقت آپ کی کال آئی اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ میں اس تصویر کا کیا کروں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیسی تصویر ہے یہ جس نے تمہارا دماغ بھک سے اڑا دیا ہے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تصویر سوپر فیاض . اور ریٹا کی ہے اور انتہائی قابل اعتراض

اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم وہیں رکو میں خود آرہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ ریٹا نے سوپر فیاض کو بلیک میل کرنے کے لئے یہ تصویر تیار کی ہو ورنہ سوپر فیاض کا کردار خراب نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا اپنا بھی یہی خیال تھا لیکن سوپر فیاض کا اس طرح اس فلیٹ تک پہنچ جانا بتاتا ہے کہ ان کے آپس میں تعلقات بہرحال تھے اور اگر یہ تعلقات واقعی ایسے ہی جیسے ٹائیگر بتا رہا ہے تو میں سوپر فیاض کے جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑ کر رکھ دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار بلقیس پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور آنکھوں میں سرخی تیرتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے اسے تصویر کے بارے میں بتا کر انتہائی ذہنی دھچکا پہنچایا تھا کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ سوپر فیاض خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں سے فلرٹ کرتا رہتا ہے لیکن اسے آج تک یہ شکایت نہ ملی تھی کہ سوپر فیاض کے کردار میں کوئی جھول ہو اس

لئے وہ اس کی ان حرکتوں کو نظرانداز کر دیتا تھا لیکن اب ٹائیگر کی بات سن کر اسے یہ خیال آرہا تھا کہ سوپر فیاض کے بارے میں وہ دھوکے میں رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار بلقیس پلازہ کی پارکنگ میں رکی اور عمران دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا پہلی منزل کی طرف بڑھ گیا۔ یہ سب لگژری فلیٹس تھے۔ عمران گیارہ نمبر فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو نہ صرف دروازہ بند تھا بلکہ باہر سے انٹیلی جنس کی طرف سے باقاعدہ سیل کیا گیا تھا لیکن عمران نے چند لمحوں میں سیل توڑ ڈالی اور چونکہ اسے معلوم تھا کہ اندر ٹائیگر موجود ہے اس لئے اس نے دروازے پر دستک دی تو دوسرے لمحے اندر سے دروازہ کھول دیا گیا۔ ٹائیگر وہاں موجود تھا۔

"کہاں ہے وہ تصویر"...... عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کے آنے تک میں نے اس تصویر پر غور کیا ہے۔ یہ تصویر اصل نہیں بلکہ کیمرہ ٹرک ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ سائز کی تصویر نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے تصویر کو دیکھا تو اس کی بھنویں تنتی چلی گئیں۔

"کیسے معلوم ہوا کہ یہ کیمرہ ٹرک ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ چہرے اور گردن تک تو سوپر فیاض ہے لیکن بقیہ عریاں جسم سوپر فیاض کا نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو لازماً وہاں کوئی نہ کوئی لکیر موجود ہوتی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ ان دنوں اس قدر جدید کیمرے آگئے ہیں کہ لکیر پڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ اس کی واضح نشانی موجود ہے۔ اس آدمی کے دائیں پیر کی چھوٹی انگلی ڈبل ہے جبکہ سوپر فیاض کی انگلی ایسی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے غور سے تصویر کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے گہرے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گڈ شو۔ ویری گڈ۔ تم نے آج سوپر فیاض کو بچا لیا ہے ورنہ میں لازماً اسے گولی مار دیتا۔ لیکن تم نے اس قدر غور سے اس تصویر کو کیوں دیکھا ہے"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور فقرے کے آخر میں اس کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"باس۔ میں نے ریٹا کو تو نہیں دیکھا۔ سوپر فیاض کے جسم کو دیکھا ہے"...... ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تصویر کو اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"کہاں سے ملی ہے یہ تصویر"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں دیوار میں ایک سیف موجود تھا اور اس کے تمام خانے کھلے ہوئے تھے۔

"یہ خفیہ خانہ ہے اس کا۔ سائیڈ سے چپکی ہوئی تھی یہ تصویر۔

بس اچانک میری نظر پڑ گئی ورنہ شاید نظر نہ آتی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کمرے میں لائٹ کم ہے اور ٹیوب بھی موجود ہے۔ اسے جلا دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے لائٹ جلا دی اور عمران نے اس سیف کی باقاعدہ خود تلاشی لینا شروع کر دی لیکن وہ یکسر خالی تھا۔ کاغذ کا ایک پرزہ تک موجود نہ تھا۔

"میں نے تفصیلی تلاشی لے لی ہے۔ یہاں اور کچھ نہیں ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ردی کاغذوں کی ٹوکری اٹھا لاؤ۔ اس میں کاغذوں کا انبار پڑا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ٹوکری اٹھائی اور لا کر عمران کے پاس رکھ دی۔ عمران نے اس میں سے ایک مڑا تڑا اخبار نکالا اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا۔ اخبار پانچ روز پہلے کا تھا۔ عمران اسے دیکھتا رہا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا کیونکہ اخبار کے ایک کونے میں ایک چھوٹی سی خبر تھی جس کے گرد سرخ دائرہ لگایا گیا تھا۔ عمران نے خبر پڑھنا شروع کر دی۔ یہ خبر کافرستان کے دارالحکومت سے جاری کی گئی تھی اور اس خبر کے مطابق کافرستان کے دارالحکومت میں اچانک صحت مند نوجوان کافی تعداد میں غائب ہونا شروع ہو گئے ہیں اور پولیس باوجود بے پناہ کوشش کے ان میں سے کسی کو تلاش نہ کر سکی تھی اور نہ ہی ان گمشدہ آدمیوں میں سے کسی کی لاش سامنے آئی تھی جبکہ ایک پولیس آفیسر نے شک کی بنا پر ایک آدمی کو گرفتار کیا تو اس نے خودکشی کر لی تھی۔ خودکشی سے

پہلے اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس کا تعلق کسی لاڈس نامی آدمی
ہے اور اس نے گرانڈ ہوٹل کا نام لیا تھا لیکن پولیس نے گرانڈ ہوٹل
کے بارے میں انکوائری کر لی ہے۔ وہاں لاڈس نام کا کوئی آدمی نہیں
ہے اور نہ کوئی مشکوک بات سامنے آئی ہے۔ اس خبر کے گرد باقاعدہ
سرخ پنسل سے دائرہ لگایا گیا تھا۔ عمران نے اخبار واپس ردی کی
ٹوکری میں ڈالا اور پھر اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا کہ وہ ٹوکری اٹھا کر
واپس اس کی جگہ رکھ دے اور ٹائیگر نے ٹوکری اٹھا کر واپس اس کی
جگہ پر رکھ دی۔

"تم نے ریٹا کی اس رہائش گاہ کا سراغ کیسے لگایا تھا"...... عمران
نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"باس۔ ریٹا کے بارے میں رین بو کلب کا مینجر الفریڈ کافی کچھ
جانتا تھا۔ یہ عورت ریٹا انتہائی گھٹیا کردار کی عورت ہے اور الفریڈ
یہاں اس فلیٹ میں کئی بار آ چکا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تو میں یہاں آ
گیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور اسے مزید تلاش کرو۔ میں سوپر
فیاض سے معلوم کرتا ہوں۔ شاید اسے مزید کچھ معلوم ہوا ہو"۔
عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ اس نے اپنے پیچھے
آتے ہوئے ٹائیگر کے چہرے پر ابھر آنے والی مسکراہٹ کن انکھیوں
سے دیکھ لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سنٹرل انٹیلی
جنس بیورو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے پارکنگ میں کار

روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ سیدھا سوپر فیاض کے آفس کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ آفس کے باہر بیٹھا ہوا چپڑاسی اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا
اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"تمہارا صاحب اندر ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں صاحب"...... چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران
پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا اور سوپر فیاض اسے اندر آتے دیکھ کر بے
اختیار چونک پڑا۔

"تم اور اس طرح اچانک"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی اپنے آفس میں ہیں یا نہیں"...... عمران نے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہیں۔ لیکن تم اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہو اور
تمہارے چہرے پر لاتعلقی کیوں ہے۔ کیا مطلب"...... سوپر فیاض
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہ بتاؤ سوپر فیاض کہ ریٹا سے تمہارے کیسے تعلقات
ہیں"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو سوپر فیاض بے
اختیار اچھل پڑا۔

"ریٹا۔ کیا مطلب۔ کون ریٹا"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو بلقیس پلازہ کے فلیٹ نمبر گیارہ میں رہتی تھی جسے تم ابھی

سیل کر کے آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم وہاں گئے تھے کیا"...... سوپر فیاض نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ سوپر فیاض ورنہ میں اٹھ کر ڈیڈی کے پاس چلا جاؤں گا اور پھر تمہارے پاس قبر میں اترنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہے گا"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم مجھ سے اس انداز میں بات کر رہے ہو جیسے میں مجرم ہوں یا چور ہوں۔ ریٹا کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ انسانی آنکھوں والے کیس میں ملوث ہے تو میں نے سرکاری طور پر اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لی اور پھر اسے سیل کر دیا"...... سوپر فیاض نے یکلخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اپنے آپ کو سنبھال لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"کتنی تصویریں وہاں سے ملی ہیں تمہیں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"تصویریں۔ کیسی تصویریں"...... سوپر فیاض نے گھٹے گھٹے سے لہجے میں کہا۔

"اس سیف کے خفیہ خانے سے جو تم نے کھولا تھا۔ بولو۔ کتنی تصویریں ملی ہیں اور کہاں ہیں وہ تصویریں"...... عمران نے کہا۔

"کیسی تصویریں۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے"...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر اپنے آپ کو

سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں ایک تصویر چھوڑ آئے ہو اور یہ تصویر اس وقت میری جیب میں ہے اور اگر میں نے یہ تصویر ڈیڈی کے سامنے رکھ دی تو تمہیں مرنے کے لئے جگہ بھی نہیں ملے گی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تصویر۔ وہاں۔ تصویر۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں"۔ سوپر فیاض کی حالت یکلخت غیر ہو گئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے سوپر فیاض۔ میں آج تک یہی سمجھتا رہا کہ تم صرف گپ شپ تک محدود رہتے ہو اس لئے میں نے اس طرف توجہ نہیں دی لیکن ریٹا کے ساتھ تمہارے تعلقات کی نوعیت دیکھ کر اب تک نجانے میں نے کیسے برداشت کیا ہے ورنہ میں آفس میں داخل ہوتے ہی تمہارا ایک ایک عضو کاٹ کر رکھ دیتا۔ میں کسی کنوارے کی بھی اس قسم کی بداخلاقی برداشت نہیں کر سکتا اور تم تو شادی شدہ ہو اور تمہارے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی ہیں"۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ درشتگی تھی۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ سب بکواس ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ مجھے بلیک میل کرنے کے لئے یہ سب سازش کی گئی ہے۔ میں حلف دینے کے لئے تیار ہوں کہ میں نے کبھی حد کراس نہیں کی"۔ یکلخت سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اپنے دائیں پیر سے جوتا اور جراب اتارو"...... اچانک عمران

نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری جان بچ جائے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے جھک کر دائیں پیر کے بوٹ کا تسمہ کھولا اور بوٹ اتار کر اس نے جراب بھی اتار دی۔

"پیر آگے کرو تاکہ میں اسے چیک کر سکوں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے پیر آگے کر دیا۔ عمران نے جھک کر اسے چند لمحے غور سے دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیا۔

"بچ گئے ہو سوپر فیاض۔ واقعی تمہارا مقدر اچھا ہے"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جراب اور جوتا پہن لو۔ پھر بات ہو گی"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے جراب پہنی اور پھر بوٹ پہن کر اس نے تسمہ باندھ لیا۔

"تم ایک تصویر وہاں سیف کے اس خفیہ خانے میں چھوڑ آئے تھے"...... عمران نے کہا اور جیب سے تصویر نکال کر اس نے ایک نظر اسے سوپر فیاض کو دکھائی اور پھر واپس جیب میں رکھ لی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں اس ریٹا کو عبرتناک موت ماروں گا۔ اس نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہے غلط تصویریں بنا کر"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کیسے تمہیں معلوم ہوا کہ یہ غلط تصویریں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیونکہ میں اتنا گرا ہوا نہیں ہوں کہ اس قسم کی حرکتیں کروں بلکہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ کسی سے باتیں کرنا اور بات ہے لیکن یہ گری ہوئی کبھی حرکت نہیں کی۔ ایسا تو میرے خمیر میں بھی نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"لیکن تم ڈیڈی پر کیسے ثابت کرو گے کہ تم ایسے نہیں ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تم۔ تم یہ تصویر مجھے دو پلیز۔ میں اسے جلا کر راکھ کر دوں۔ میں نے پہلے بھی ساری تصویریں جلا دی ہیں"...... سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو فیاض۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تصویریں غلط ہوں لیکن یہ بات طے ہے کہ تمہارے اس ریٹا سے بہرحال تعلقات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب بہار حسین اور اس کے بیٹے اعظم حسین کے بارے میں یہاں بات ہوئی تھی تو ریٹا کا فون آیا تھا اور پھر میں نے ریٹا کو اعظم گڑھ میں دیکھا اور اب یہ تصویریں سامنے آنے کا مطلب ہے کہ تمہارا اس سے ملنا جلنا بہرحال تھا ورنہ تصویریں کبھی تیار نہ ہو سکتیں اور

پھر تمہیں ریٹا کے فلیٹ کا بھی علم تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اس
فلیٹ پر بھی جاتے رہتے تھے اس لئے کھل کر بتاؤ ورنہ جب ڈیڈی نے
یہ تصویر دیکھی تو تمہاری کوئی وضاحت تمہارے کام نہ آسکے گی اور
تم زندہ زمین میں دفن کر دیئے جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ریٹا بے حد فلرٹ لڑکی تھی۔ وہ
کسی این جی او کی یہاں نمائندہ تھی۔ انٹیلی جنس نے ایک بار ایک
ایسے کیس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں جن میں انسانی
اعضاء کی اسمگلنگ کی جاتی تھی۔ اس کیس کی فائل کھل گئی اور اس
پر کام شروع ہو گیا۔ پھر یہ ریٹا ایک ہوٹل میں مجھ سے ملی اور اس
نے میرے ساتھ گپ شپ شروع کر دی۔ میں اس کے فلیٹ پر بھی
گیا۔ پھر اچانک ایک روز اس نے مجھے فلیٹ پر بلایا اور اس نے یہ
تصویریں مجھے دکھائیں تو میں حیران رہ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ
تصویریں اس کے ایک ساتھی کے پاس محفوظ ہیں۔ اگر میں نے اسے
کچھ کہا تو یہ تصویریں نہ صرف پریس میں پہنچ جائیں گی بلکہ میرے
باس کو بھی پہنچا دی جائیں گی۔ اس کے عوض اس نے وہ فائل بند
کرنے کے لئے کہا جس پر میں مجبور ہو گیا اور میں نے فائل بند کر
دی۔ لیکن باوجود میری کوشش کے ریٹا نے مجھے تصویریں واپس نہ
کیں۔ پھر تم نے انسانی آنکھوں کے قرنیے اور انسانی اعضاء کی
اسمگلنگ کی بات کی تو میں چونک پڑا لیکن ریڈ کے دوران یہ ریٹا
کسی بھی سطح پر سامنے نہ آئی تو میں نے اس کے فلیٹ پر چھاپہ مارا اور

پھر وہاں کے ایک خفیہ سیف کے خفیہ خانے سے مجھے ساری
تصویریں مل گئیں جو میں نے یہاں لا کر جلا کر راکھ کر دیں۔ نجانے
تصویر کیسے میری نظروں سے رہ گئی"...... سوپر فیاض نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو گئے اور
تم نے سرکاری فائل بند کر دی"...... عمران کا لہجہ ایک بار پھر بدل
گیا۔

"وہ۔ وہ میں مجبور تھا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم نے جب کوئی جرم کیا ہی نہیں تھا تو تم بلیک میل کیوں
ہوئے۔ تم اس ریٹا کو پکڑ کر اس سے سب کچھ اگلوا لیتے"...... عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی لیکن ریٹا کافرستان چلی گئی تھی اور اس
نے وہاں سے مجھے فون کر کے بلیک میل کیا"...... سوپر فیاض نے
جواب دیا۔

"کافرستان۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں کہ وہ کافرستان چلی گئی ہے"۔
عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے خود بتایا تھا اور پھر میں نے ایکس چینج سے اس کے فون
کو کنفرم کرایا تو مجھے بتایا گیا کہ کال کافرستان کے دارالحکومت سے
کی جا رہی تھی"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم نے لازماً وہاں کا نمبر بھی معلوم کیا ہو گا اور یہ بھی معلوم کیا

ہو گا کہ یہ نمبر وہاں کہاں نصب ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہاں کے گرانڈ ہوٹل سے کال کی گئی تھی"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"او کے۔ مجھے تمہاری بات پر یقین آگیا ہے اس لئے تمہاری جان بچ گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تصویر نکال کر سوپر فیاض کی طرف پھینک دی۔ سوپر فیاض نے جلدی سے تصویر جھپٹی اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ تصویر جلانے جا رہا ہے اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ البتہ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ حکم فرمائیں"...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کے دارالحکومت میں ایک ہوٹل ہے جس کا نام گرانڈ ہوٹل ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے۔ بڑا مشہور ہوٹل ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"ایک خبر آج سے پانچ روز پہلے ایک پاکیشیائی اخبار میں چھپی

ہے کہ کافرستان کے دارالحکومت میں اچانک نوجوان تیزی سے غائب ہونے لگ گئے ہیں تو پولیس نے انکوائری کی اور پھر اس سلسلے میں ایک آدمی کو پکڑا گیا جس نے خودکشی کر لی لیکن خودکشی کرنے سے پہلے اس نے گرانڈ ہوٹل اور کسی لاوس نامی آدمی کے بارے میں بتایا۔ یہاں پاکیشیا میں بھی انٹیلی جنس نے ایسے گروپ کو پکڑا ہے جو انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک عورت مرکزی کردار تھی جس کا نام ریتا ہے۔ وہ غائب ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے وہ کافرستان جا چکی ہے اور اس نے گرانڈ ہوٹل سے ہی یہاں پاکیشیا میں کال کی تھی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اب بھی وہ وہیں موجود ہو۔ تم اس بارے میں معلومات حاصل کرو"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس عورت کا حلیہ اور دیگر تفصیل"...... ناٹران نے پوچھا تو عمران نے اسے حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں لیکن اطلاع آپ کو دوں یا چیف کو"...... ناٹران نے پوچھا۔

"چیف کو دے دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ سوپر فیاض واپس آکر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے میرے بعد کیوں فلیٹ چیک کیا تھا"...... سوپر فیاض نے پوچھا۔

"یہ کارنامہ میرے شاگرد ٹائیگر کا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ تصویر کیمرہ ٹرک سے تیار کی گئی ہے۔ سر، چہرہ اور گردن تک تو سوپر فیاض کا ہے لیکن نچلا حصہ سوپر فیاض کا نہیں ہے۔ جب میں نے وجہ پوچھی تو اس نے مجھے دکھایا کہ اس تصویر میں مرد کے دائیں پیر کی چھوٹی انگلی ڈبل ہے اور میں سمجھ گیا کہ یہ واقعی کیمرہ ٹرک ہے۔ اگر ٹائیگر یہ بات نہ کرتا تو میں یقیناً تمہیں کمرے میں داخل ہوتے ہی تمہیں گولی مار دیتا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ٹائیگر کو کیسے معلوم ہوا کہ میرے دائیں پیر کی چھوٹی انگلی ڈبل نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم اکثر رات کو کھلی چپل پہننے کے عادی ہو اور اس حالت میں ہوٹلوں میں آتے جاتے رہتے ہو۔ اس لئے اگر ایسا ہوتا تو کبھی نہ کبھی اسے معلوم ہو جاتا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیا۔

"میں ٹائیگر کا شکریہ ضرور ادا کروں گا۔ وہ اچھا آدمی ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"اور میں۔ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم احسان فراموش آدمی ہو۔ طوطے کی طرح آنکھیں بدل لیتے

ہو"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"فکر مت کرو۔ ایک اور تصویر میرے پاس موجود ہے اور اس تصویر میں ڈبل انگلی والا معاملہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس۔ بس۔ مجھے دھمکی دینے کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی تصویر ہوتی تو تم پہلے ہی بتا دیتے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اچھا۔ اب ذرا اپنا پرس نکالو اور اس میں جو سب سے ضخیم چیک بک ہے اس کے تمام چیکوں پر اپنے دستخط کر کے بلینک چیک بک میرے حوالے کر دو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیوں"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"آج اخبارات دیکھے ہیں۔ تمہارے کارناموں، تعریفوں اور تصویروں سے بھرے پڑے ہیں۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے گا لیکن پھر تم نے نہ میری طرف اور نہ ہی فلیٹ کی طرف رخ کیا"...... عمران نے کہا۔

"سنو عمران۔ میں تمہیں ایک سرکاری افسر کو بلیک میل کرنے کے جرم میں گرفتار بھی کر سکتا ہوں"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ ریٹا ابھی زندہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ تصویروں کا دوسرا سیٹ اس کے پاس موجود ہو اور ان میں سے ایسی تصویریں

چھانٹی جا سکتی ہیں جس میں پاؤں کا فوکس نہ ہو"....... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم واقعی بہت بڑے بلیک میلر ہو۔ ریٹا سے بھی بڑے"۔ سوپر فیاض نے زچ ہوتے ہوئے کہا اور جیب سے پرس نکال کر اس نے چھوٹے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو۔ میرے پاس اس کے علاوہ ایک پیسہ بھی نہیں ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"اوکے۔ پھر تیار رہنا خودکشی کے لئے"....... عمران نے گڈی اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا مطلب"....... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"جو وعدے پورے نہیں کرتے وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتے"....... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔

"یہ لو رکھ لو۔ یہ تمہارے صاحب کا مال ہے اس لئے تم پر حلال ہے"....... عمران نے جیب سے وہی چھوٹے نوٹوں کی گڈی نکال کر چپڑاسی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے میں ایک نوجوان مرد اور ریٹا موجود تھے۔ وہ دونوں شراب پینے میں مصروف تھے۔

"ارے۔ اوہ۔ میں اس سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کروں۔ اس کی کمزوری میرے پاس ہے۔ کم از کم یہ تو پتہ چل جائے گا کہ انہیں اس سارے سیٹ اپ کا کیسے علم ہو گیا"....... ریٹا نے شراب کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ریٹا نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"....... ریٹا نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا

دیئے گئے تو ریتا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب سے بات کرائیں میں ان کی دوست بول رہی ہوں"...... ریتا نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس"...... چند لمحوں بعد سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

"ریتا بول رہی ہوں فیاض صاحب"...... ریتا نے کہا۔

"اوہ۔ تم کہاں سے بول رہی ہو"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"میں دارالحکومت سے ہی بول رہی ہوں۔ تم نے برائٹ آئی کا سارا سیٹ اپ ختم کر دیا ہے اس لئے کیوں نہ تمہاری تصویروں کا سیٹ پریس میں اوپن کر دیا جائے"...... ریتا نے کہا۔

"وہ تصویریں جل کر راکھ ہو چکی ہیں اور تم مجھے ابھی دھمکیاں دے رہی ہو۔ سنو۔ میں تمہاری تلاش میں ہوں۔ جیسے ہی تم مجھے ملی میں تمہارا ایسا عبرتناک حشر کروں گا کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے گی"...... سوپر فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تم کبھی ان تصویروں تک نہیں پہنچ سکتے"...... ریتا نے کہا۔

"تمہارے رہائشی فلیٹ کے خفیہ سیف کے خفیہ خانے تک میں پہنچ بھی چکا ہوں"...... سوپر فیاض نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو ایک سیٹ تھا جبکہ اس کا دوسرا سیٹ میرے پاس موجود ہے"...... ریتا نے کہا۔

"تم نے کیمرہ ٹرک کے ذریعے جو تصویریں بنائی ہیں ان میں ایک ایسی واضح شہادت موجود ہے کہ جس سے آدمی فوراً ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ تصویریں جعلی ہیں اس لئے تم جو چاہے کرتی پھرو لیکن تمہارا انجام بہرحال عبرتناک ہوگا"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ یہ تو واقعی اچھا ہوا کہ میں وہاں موجود نہیں تھی ورنہ یہ فیاض مجھے واقعی گولی مارنے سے دریغ نہ کرتا"...... ریتا نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مس ریتا۔ اگر کہیں تو اس فیاض کو آپ کی توہین کرنے کی سزا دی جا سکتی ہے"...... نوجوان نے کہا تو ریتا بے اختیار اچھل پڑی۔

"وہ کیسے لاوس"...... ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں ایک گروپ موجود ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو"...... لاوس نے کہا۔

"وہ کیا کرے گا"...... ریتا نے کہا۔

"وہ اس کے آفس ، [illegible] ، گھس کر اسے گولی بھی مار سکتا ہے"۔

لاوس نے کہا۔
"اگر ایسا کوئی گروپ ہے تو پھر اس کی بجائے اس علی عمران کو ہلاک کرادو"...... ریٹا نے کہا۔
"علی عمران۔ وہ کون ہے"...... لاوس نے چونک کر پوچھا۔
"وہی تو اس سارے سیٹ اپ کے خاتمے کا اصل کردار ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... ریٹا نے کہا۔
"وہ کہاں رہتا ہے آپ بتائیں میں اسے ہلاک کرا دیتا ہوں"۔ لاوس نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ بہرحال معلوم کیا جا سکتا ہے"۔ ریٹا نے کہا۔
"تم معلوم کرو اور مجھے بتاؤ۔ پھر دیکھو میں کس طرح اس کو فنش کراتا ہوں"...... لاوس نے پہلے کی طرح انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
"لیکن ایک بات ہے۔ سنا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے اور میں اس سے مل چکی ہوں۔ بظاہر تو وہ ایک سادہ لوح اور سیدھا سادا سا نوجوان نظر آتا ہے بالکل معصوم سا"...... ریٹا نے کہا۔
"تو پھر تو وہ اور بھی زیادہ آسان شکار ثابت ہوگا۔ لیکن تم کہاں سے معلوم کرو گی"...... لاوس نے کہا۔
"پاکیشیا دارالحکومت میں ایک گروپ ہے جو اس طرح کی

معلومات فروخت کرتا ہے۔ میں اس سے بات کرتی ہوں"...... ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"لارج شوٹنگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"ریٹا بول رہی ہوں۔ جیری سے بات کراؤ"...... ریٹا نے کہا۔
"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔
"ہیلو۔ جیری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"جیری۔ میں ریٹا بول رہی ہوں"...... ریٹا نے کہا۔
"اوہ تم۔ کہاں سے بول رہی ہو"...... دوسری طرف سے جیری نے چونک کر پوچھا۔
"میں کافرستان سے بول رہی ہوں"...... ریٹا نے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کافرستان سے۔ کیا ہوا۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئیں"...... جیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مجھے پاکیشیا سے یہاں شفٹ کر دیا گیا ہے کچھ عرصہ کے لئے"۔ ریٹا نے کہا۔
"اوہ اچھا۔ بتاؤ کیسا جا رہا ہے این جی او کا کام"...... جیری نے کہا۔

"اچھا ہے۔ اب میرے آجانے سے اور بھی زیادہ اچھا ہو جائے گا"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ بہرحال بتاؤ کیسے فون کیا ہے"...... جیری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کسی علی عمران نامی آدمی کو جانتے ہو۔ سنا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ تمہارا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"۔ جیری کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"این جی او کے سلسلے میں اس سے ملنا تھا۔ کیسا آدمی ہے وہ"۔ ریٹا نے کہا۔

"این جی او کے سلسلے میں تو تم نے ملنا ہے لیکن کام کیا ہے"۔ جیری نے کہا۔

"تم یہ بات خصوصی طور پر کیوں پوچھ رہے ہو"...... ریٹا نے کہا۔

"اس لئے کہ اس کے مختلف روپ ہیں"...... جیری نے کہا۔

"تم سب روپوں کے بارے میں بتا دو"...... ریٹا نے کہا۔

"زیادہ تفصیل تو نہیں بتا سکتا البتہ مجھے معلوم ہے کہ وہ فری لانسر ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اسے ہائر کرتا ہے۔ بظاہر انتہائی سادہ لوح، معصوم اور مزاحیہ باتیں اور حرکتیں کرنے والا کھلنڈرا سا شوخ نوجوان ہے لیکن درحقیقت انتہائی ذہین، شاطر اور

عیار ذہن کا مالک ہے۔ وقت پڑنے پر حد درجہ سفاک اور بے رحم آدمی ہے۔ مارشل آرٹ اور لڑائی بھڑائی میں اس کا شاید پوری دنیا میں کوئی مقابل نہ ہو۔ بہرحال پوری دنیا اس کو انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ سیلف پروپیگنڈے کا ماہر ہے۔ میں اس سے مل چکی ہوں۔ وہ ہرگز خطرناک آدمی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ذہنی طور پر چالاک اور عیار آدمی ہو لیکن بہرحال خطرناک نہیں ہو سکتا۔ بہرحال تم یہ بتاؤ کہ وہ کہاں رہتا ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"فلیٹ نمبر دو سو، کنگ روڈ"...... دوسری طرف سے جیری نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر معلوم ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"مجھے معلوم تو نہیں البتہ انکوائری سے معلوم کیا جا سکتا ہے"۔ جیری نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ میں پاکیشیا واپس آؤں گی تو تمہاری ہی مہمان رہوں گی۔ بولو۔ میزبان بنو گے یا نہیں"...... ریٹا نے اس بار بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"بسرو چشم۔ تم جیسی خوبصورت لڑکی کی میزبانی تو قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے"...... دوسری طرف سے بڑے جذباتی لہجے میں کہا گیا تو ریٹا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تم سن رہے تھے ناں اس عمران کی تعریفیں"۔۔۔ ریٹا نے رسیور رکھ کر لاوس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اور اب دیکھنا کہ اس قدر تعریفیں کرانے والا کتنی آسانی سے مر جاتا ہے"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں نے لاوڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"گولڈ کلب"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"فلیک سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے لاوس بول رہا ہوں"۔ لاوس نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فلیک بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سرد تھا۔

"لاوس بول رہا ہوں فلیک"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"اوہ تم۔ اوہ سوری۔ مجھے تو کاوس بتایا گیا تھا۔ کیسے ہو۔ اب تو تم نے چکر لگانا ہی ترک کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ اس بار فلیک نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"کام زیادہ ہو گیا ہے اس لئے مصروفیت بڑھ گئی ہے۔ تم بتاؤ تمہارا سپیشل بزنس کیسا جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"اے ون"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پاکیشیا میں ایک آدمی ہے جس کا نام علی عمران ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"نام تو سنا ہوا ہے لیکن تفصیل نہیں جانتا۔ کیا تم بتا سکتے ہو"۔ فلیک نے کہا تو لاوس نے تفصیل بتا دی۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ فلیک نے کہا۔

"کیا تم اسے فنش کر سکتے ہو"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میرا تو کاروبار ہی یہی ہے۔ معاوضہ سپیشل ہو گا"۔۔۔۔۔ فلیک نے کہا۔

"سپیشل کیوں"۔۔۔۔۔ لاوس نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ تم نے اس کی ایسی خصوصیات بتا دی ہیں کہ مجھے بھی اب خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے"۔۔۔۔۔ فلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مل جائے گا۔ لیکن ایک بات پہلے طے کر لو کہ یا تو اس کام میں ہاتھ نہ ڈالو یا پھر ناکامی کا لفظ سامنے نہیں آنا چاہئے"۔ لاوس نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ہم جو کام ہاتھ میں لیتے ہیں اسے ہر لحاظ سے مکمل کیا جاتا ہے"۔۔۔۔۔ فلیک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر کب تک اطلاع مل سکے گی"۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"صرف دو روز۔ تم اپنا فون نمبر بتا دو تمہیں اطلاع دے دی جائے گی"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں خود دو روز بعد فون کر لوں گا"...... لاوس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بے حد بااعتماد آدمی لگتا ہے یہ فلیک"...... ریٹا نے کہا۔

"یہ آدمی بے پناہ خوبصورت پلاننگ بناتا ہے اور اس کی پلاننگ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ تم دیکھنا کہ یہ آدمی علی عمران اتنی آسانی سے مارا جائے گا جیسے کسی حقیر سے کیڑے کو بوٹ کی ایڑی سے کچل دیا جاتا ہے"...... لاوس نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کے بعد فیاض کا خاتمہ کروں گی اور پھر میں دوبارہ پاکیشیا میں پہلے سے بھی زیادہ بڑا سیٹ اپ قائم کروں گی"...... ریٹا نے کہا تو لاوس نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اس کی بات کی تائید کر رہا ہو۔

ٹائیگر اپنے کمرے میں موجود تھا البتہ وہ باہر جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"یس سر۔ یس سر"...... ٹائیگر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ آج سے پہلے کبھی ایکسٹو نے اسے اس طرح فون نہ کیا تھا۔

"دارالحکومت میں کسی فلیک گروپ کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"نام تو سنا ہوا ہے لیکن کوئی عام سا گروپ ہے اس لئے میں نے

کبھی توجہ نہیں دی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس فلیک گروپ نے عمران پر کل رات گرانڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں قاتلانہ حملہ کیا ہے اور عمران کی حالت ابھی تک خطرے سے باہر نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے دو ممبران پہلے سے وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ایک حملہ آور کو پکڑ لیا لیکن اس نے صرف فلیک گروپ کا نام لیا ہے اور پھر وہ ہلاک ہو گیا"...... ایکسٹو نے کہا۔

"عمران صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ کل رات۔ اوہ۔ اوہ۔ سوری سر۔ کل رات میں نیلم نگر گیا ہوا تھا اس لئے مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ میں رات گئے واپس آیا تھا اور آتے ہی سو گیا تھا"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران پر حملہ اس کی غفلت کا نتیجہ ہو۔

"تم اس فلیک گروپ کو ٹریس کرو اور پھر مجھے اس بارے میں اطلاع دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چیف نے کہا تھا کہ ابھی عمران کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے اور اس بات سے اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگ گئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خلا میں موجود ہو۔ وہ واقعی میکانکی انداز میں کار چلاتا ہوا ہسپتال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہسپتال پہنچ کر وہ دوڑتا ہوا

ڈاکٹر صدیقی کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ آفس کے سامنے پہنچا تو اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی آفس سے باہر نکل رہے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ باس کی طبیعت کیسی ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ٹائیگر صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ہے۔ اب وہ خطرے سے باہر ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے ٹائیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ خدایا۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو واقعی رحیم و کریم ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ دفتر میں بیٹھو۔ تمہارا جسم کانپ رہا ہے۔ تم واقعی بے حد پریشان ہو۔ آؤ بیٹھو"...... ڈاکٹر صدیقی نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس آفس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ درست کہہ رہے ہیں ناں۔ کیا آپ نے مجھے بہلایا تو نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے مسٹر ٹائیگر۔ واقعی اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے۔

"اللہ تعالیٰ واقعی بے حد کریم ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ کیا ہوا تھا عمران صاحب کو۔ میں تو کل نیلم نگر

گیا ہوا تھا۔ رات دیر سے واپس آیا تو سو گیا۔ اب میں باہر نکلنے ہی والا تھا کہ چیف کا فون آ گیا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران صاحب شدید زخمی ہو گئے ہیں اور ان کی حالت خطرے میں ہے۔ کیا ہوا تھا انہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"چیف کو دس منٹ پہلے میں نے فون کر کے بتایا ہے کہ عمران صاحب کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے۔ اس بار اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے ورنہ مجھے امید قطعاً نہ تھی۔ عمران صاحب کو تین اطراف سے مشین گنوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ ان کے جسم میں بائیس گولیاں لگی ہیں۔ میں نے ساری رات ان کے آپریشن کئے ہیں۔ آج صبح تو عمران صاحب کی حالت شدید تشویشناک تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ اب وہ سنبھل گیا ہے لیکن اس بار عمران صاحب کو تقریباً ایک ماہ تک یہاں ہسپتال میں رہنا پڑے گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"کیا میں ان سے بات کر سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ دو روز تک کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔ انہیں مسلسل بے ہوش رکھا جائے گا ورنہ شاید پھر وہ سنبھل ہی نہ سکیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب میں حملہ آوروں کو پاتال سے بھی نکال لاؤں گا۔ اب مجھے اجازت"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ضرور۔ ایسے لوگوں کو عبرتناک سزا ملنی چاہئے جو ملک و قوم کے اس قدر قیمتی سرمائے کو اس طرح ختم کرنا چاہتے ہیں"۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا اور پھر وہ ڈاکٹر سے اجازت لے کر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار راڈفٹ روڈ پر واقع ڈین کلب کے سامنے جا کر رکی۔ وہ کار سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ ایسے کلب چونکہ رات کو آباد ہوتے ہیں اس لئے اس وقت وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ کلب کا بوڑھا مالک ڈین اپنے آفس میں بیٹھا حساب کتاب میں مصروف ہو گا اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بائیں ہاتھ پر موجود راہداری میں داخل ہو گیا۔ راہداری کے آخر میں ڈین کا آفس تھا جہاں باہر ایک مسلح دربان موجود تھا۔ ٹائیگر چونکہ یہاں کثرت سے آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کے سب لوگ اسے بہت اچھی طرح پہچانتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دربان نے اسے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔

"ڈین اندر ہے ناں"...... ٹائیگر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دربان نے منہ سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا تو ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے بوڑھے ڈین نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کے سامنے رجسٹر کھلے ہوئے پڑے تھے۔

"کیا کرو گے اتنی دولت اکٹھی کر کے"...... ٹائیگر نے اندر داخل

ہوتے ہوئے کہا تو ڈین بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم اور اس وقت۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... ڈین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی ڈین رات کو کتنا کما لیتا ہے"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خاک کمائی رہ گئی ہے۔ اب تو شاید لوگ شریف بنتے جا رہے ہیں"...... ڈین نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم تو چاہتے ہو کہ پورا پاکیشیا جواری بن جائے تاکہ تمہاری تجوریاں دولت سے بھرتی چلی جائیں"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈین بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ظاہر ہے حساب کتاب میں مصروف ہو اور تمہاری خواہش ہو گی کہ میں جلد از جلد تمہارا پیچھا چھوڑ دوں تو پھر مجھے بتاؤ کہ فلیک گروپ کا حدود اربعہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈین بے اختیار چونک پڑا۔

"فلیک گروپ۔ تم ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔ وہ تمہارے مطلب کے لوگ تو نہیں ہیں"...... ڈین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے کل رات گرانڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں میرے پاس علی عمران پر انتہائی خوفناک قاتلانہ حملہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ حملہ علی عمران پر کیا گیا تھا۔ واقعی۔ ویری بیڈ۔ مجھے صرف حملے کی اطلاع تو ملی تھی البتہ یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ حملہ علی عمران پر ہوا ہے۔ وہ بچ گیا ہے ناں"...... ڈین نے کہا۔

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہو گیا ہے ورنہ بائیس گولیاں کھانے کے بعد آدمی کے بچ جانے کا کوئی سکوپ نہیں رہتا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"بائیس گولیاں۔ اوہ گاڈ۔ اس قدر خوفناک حملہ"...... ڈین نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تین اطراف سے مشین گنوں سے فائرنگ کی گئی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن کیسے معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کا تعلق فلیک گروپ سے ہے"...... ڈین نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ارکان وہاں موجود تھے۔ ان میں سے دو تو عمران صاحب کو اٹھا کر فوراً ہسپتال لے گئے جبکہ باقی نے ایک حملہ آور کو پکڑ لیا اور اس نے ہلاک ہونے سے پہلے صرف فلیک گروپ کا نام لیا۔ سیکرٹ سروس باوجود کوشش کے فلیک گروپ کو تلاش نہیں کر سکی اس لئے چیف نے یہ کام میرے ذمے لگایا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جس بات کا علم پوری دنیا کو نہ ہو گا اس کا علم ڈین کو لازماً ہو گا اس لئے میں یہاں آگیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں تمہیں بتا تو سکتا ہوں ٹائیگر لیکن یہ بھی بتا دوں کہ اب تم اس گروپ کو کم از کم ایک ماہ تک کسی صورت بھی تلاش نہ کر سکو گے"...... ڈین نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا مطلب"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ کوئی بھی واردات کرنے کے بعد فلیک گروپ کم از کم ایک ماہ کے لئے غائب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات تو یہ گروپ چھ چھ ماہ تک غائب رہتا ہے۔ بہرحال ایک ماہ تو لازمی ہے"...... ڈین نے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی۔ میں انہیں خود ہی ٹریس کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ میرا نام درمیان میں نہیں آئے گا ورنہ کبھی نہ بتاتا کیونکہ یہ لوگ حد درجہ سفاک ہیں۔ ایسے سفاک کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ ڈین نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو ڈین۔ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"گولڈ کلب کے مالک رالف کا کوڈ نام فلیک ہے۔ وہ رالف کے نام سے کلب چلاتا ہے۔ اس نے ایک انتہائی تربیت یافتہ گروپ بنایا ہوا ہے جس میں صرف چار آدمی ہیں۔ لیکن یہ چاروں آدمی حد درجہ تربیت یافتہ ہیں۔ رالف مشن مکمل کرنے سے پہلے تفصیل سے اپنے شکار کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس کی نفسیات پڑھتا ہے اور پھر ایسی پلاننگ کرتا ہے کہ وہ آج تک کسی مشن میں کبھی ناکام نہیں ہوا اور شاید یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع ہو گا کہ اس کا شکار بچ گیا ہے اور اس کا کوئی آدمی پکڑا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اس لئے ہوا ہے کہ وہاں سیکرٹ سروس کے ارکان موجود تھے اور اس بات کا علم رالف کو نہ ہو گا کیونکہ سیکرٹ سروس ہی اس کے کسی آدمی کو کور کر سکتی ہے۔ البتہ جو لوگ اسے فلیک کے نام سے جانتے ہیں وہ اس کا ہی نام لیتے ہیں لیکن ایسی واردات کے بعد اب فلیک تو ایک طرف رالف بھی تمہیں نہیں ملے گا۔ جس سے بھی معلوم کرو گے یہی جواب ملے گا کہ رالف ایکریمیا گیا ہوا ہے"...... ڈین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہو گا تو وہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کسی کو بھی معلوم نہیں ہو گا کہ وہ کہاں ہے۔ اس کا اسسٹنٹ ٹونی اس کی جگہ کام کرے گا اور ٹونی کا بھی اس سے رابطہ صرف سپیشل فون کے ذریعے ہو گا لیکن ٹونی کو بھی معلوم نہیں ہو گا کہ وہ کہاں ہے"...... ڈین نے کہا۔

"اس ٹونی کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"رین بو کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک"...... ڈین نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر ڈین کے سامنے رکھی اور اٹھ کھ

"اوکے۔ تم حساب کتاب کرو میں پھر ملوں گا"....... ٹائیگر نے
کہا تو ڈین بے اختیار مسکرا دیا۔ البتہ اس نے نوٹوں کی گڈی اٹھا کر
تیزی سے دراز میں رکھ لی۔ ٹائیگر آفس سے باہر آیا اور پھر اس نے کار
ایک پبلک فون بوتھ کے قریب لے جا کر روکی دی۔ وہ نیچے اترا۔
اس نے جیب سے کارڈ نکالا اور فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈال
کر اس نے لائٹ آن ہوتے ہی رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی
دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"....... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو
ٹائیگر نے ڈین کا نام لئے بغیر پوری تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ اب باقی کام سیکرٹ سروس مکمل کرے گی"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"چیف۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے طور پر اس ٹونی سے
پوچھ گچھ کروں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ہمیں اس رالف یا فلیک سے معلوم کرنا ہے کہ اس نے یہ حملہ
کس کے کہنے پر کیا ہے اور پھر ان سے اصل حالات معلوم کرنے ہیں
اس لئے یہ تمہارا کام نہیں ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف۔ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں۔ آپ مجھ پر اعتما

ریا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"تم شاید عمران کی وجہ سے جذباتی ہو رہے ہو۔ تم کہاں سے
کال کر رہے ہو"....... چیف نے کہا تو ٹائیگر نے جگہ بتا دی۔

"اوکے۔ تم وہیں رکو میں صفدر اور تنویر کو وہاں بھیج رہا ہوں۔
میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ تمہیں ساتھ رکھیں"....... دوسری طرف
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ایک
طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے فون سیٹ سے
کارڈ نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ اسے
خوشی اس بات کی تھی کہ چیف نے اس کی بات مان لی ہے۔

لاؤس اور ریٹا کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چونکہ کمرہ لاؤس کا تھا اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس ۔لاؤس بول رہا ہوں"...... لاؤس نے کہا۔

"فلیک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے فلیک کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ تمہیں یہاں کا نمبر کیسے معلوم ہو گیا"...... لاؤس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہوں لاؤس کہ جو کچھ میں معلوم کرنا چاہوں وہ آسانی سے معلوم کر لیتا ہوں"...... دوسری طرف سے فلیک نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ کیا ہوا اس مشن کا"...... لاؤس نے کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ وہ آدمی عمران ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اس بار میرا ایک آدمی بھی ہلاک ہو گیا ہے"...... فلیک نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا تھا۔ آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کیا تمہارا آدمی پکڑا گیا تھا"...... لاؤس نے چونک کر کہا۔

"میرے تین آدمیوں نے اس مشن پر کام کیا اور ہوٹل گرانڈ کے کمپاؤنڈ میں عمران پر تین اطراف سے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے اسے چھلنی کر دیا لیکن شاید عمران کے ساتھی وہاں موجود تھے جن کا علم ہمیں نہیں تھا۔ نتیجہ یہ کہ جوابی فائرنگ میں ہمارا ایک آدمی ہلاک ہو گیا"...... فلیک نے کہا۔

"کیا عمران ختم ہو گیا ہے یا نہیں"...... لاؤس نے کہا۔

"سو فیصد ختم ہو گیا ہے۔ بتایا تو ہے کہ تین مشین گنوں سے اسے چھلنی کر دیا گیا تھا"...... فلیک نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ تمہارے ایک آدمی کا معاوضہ بھی تمہیں علیحدہ ملے گا"...... لاؤس نے کہا۔

"نہیں ۔یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ تم صرف طے شدہ معاوضہ دو گے"...... فلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پہنچ جائے گا تمہارے اکاؤنٹ میں"...... لاؤس نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اور رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"لو۔ تمہارا انتقام پورا ہو گیا ریٹا"...... لاؤس نے کہا۔

"ہاں۔ اب سپرنٹنڈنٹ فیاض رہ گیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی اس فلیک کو ہی کہہ دینا تھا"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب کم از کم ایک ماہ تک فلیک اور اس کے آدمی انڈر گراؤنڈ رہیں گے اس لئے وہ فوری دوسرا کام نہیں کریں گے۔ البتہ تم کہو تو ایک اور گروپ ہے اس سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ بھی انتہائی تیز گروپ ہے"...... لاؤس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے کہہ دو تاکہ میں چیف سے کہہ کر دوبارہ پاکیشیا جا سکوں۔ یہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ تم مجھ سے بہتر انداز میں کام کو چلا سکتے ہو"...... ریٹا نے کہا۔

"اوکے"...... لاؤس نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ورلڈ لاج"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لاؤس بول رہا ہوں کافرستان سے۔ ناسکی سے بات کرنی ہے"...... لاؤس نے کہا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کریں اور اس پر کال کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا گیا۔ لاؤس نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناسکی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

"لاؤس بول رہا ہوں ناسکی۔ کافرستان سے"...... لاؤس نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے کال کیا ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ایک سرکاری آدمی کو فنش کرانا ہے۔ کیا تم یہ کام کر لو گے"۔ لاؤس نے کہا۔

"کس آدمی کو"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو"...... لاؤس نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن معاوضہ ڈبل ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن کام بے داغ انداز میں ہونا چاہئے"۔ لاؤس نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ ناسکی کس انداز میں کام کرتا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ جب کام ہو جائے تو اطلاع کر دینا۔ کچھ اندازہ ہے کہ کتنا وقت لو گے"...... لاؤس نے کہا۔

"صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ اس کے بعد باقی کام میں تو ظاہر ہے وقت نہیں لگتا"...... ناسکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ معاوضہ آج ہی بھجوا دوں گا"...... لاؤس نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لاؤس نے رسیور رکھ دیا۔

"تمہارے پاکیشیا کے ایسے گروپوں سے بڑے گہرے تعلقات ہیں حالانکہ تم شروع سے کام کافرستان میں ہی کرتے رہے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا تو لاؤس بے اختیار ہنس پڑا۔

"برائٹ آئی میں شامل ہونے سے پہلے میں پاکیشیا دارالحکومت میں اسلحہ اسمگلنگ کا کام کرتا رہا ہوں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ بھی میں نے تیار کیا تھا لیکن پھر میرے گروپ سے اختلافات ہو گئے۔ نتیجہ یہ کہ میں سب کچھ ختم کر کے یہاں کافرستان آ گیا اور یہاں میں نے برائٹ آئی جوائن کر لی"۔ لاؤس نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو لاؤس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ لاؤس بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ لاؤس نے کہا۔

"ٹاسکی بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹاسکی کی آواز سنائی دی تو لاؤس بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اتنی جلدی کام کر لیا تم نے"۔۔۔۔۔۔ لاؤس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ آفس میں ہی مل گیا تھا اس لئے کام جلد مکمل ہو گیا"۔ ٹاسکی نے کہا۔

"ہلاک ہو گیا ہے وہ"۔۔۔۔۔۔ لاؤس نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میرے دو آدمی اس سے ملنے آفس میں گئے اور سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے اس پر فائر کھول دیا۔ وہ ہلاک ہو گیا تو وہ باہر آ گئے۔ چپڑاسی کو کہہ دیا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ کا حکم ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اس کے بعد وہ واپس آ گئے"۔۔۔۔۔۔ ٹاسکی نے جواب دیا۔

"وہاں آفس میں تو انہیں بے شمار لوگوں نے دیکھا ہو گا"۔ لاؤس نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ ٹاسکی کچا کام نہیں کیا کرتا۔ میرے دونوں آدمی میک اپ میں تھے اور اب میک اپ ختم کر دیا گیا ہے"۔ ٹاسکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ معاوضہ آج ہی مل جائے گا تمہیں"۔۔۔۔۔۔ لاؤس نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اور بولو ریٹا"۔۔۔۔۔۔ لاؤس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"ریٹا بول رہی ہوں باس۔ کافرستان سے"۔۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

"کوئی خاص بات"۔۔۔۔۔۔ باس نے کہا تو ریٹا نے عمران اور فیاض دونوں کی ہلاکت کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

"گڈ شو۔ یہ تو بہت اچھا ہوا"...... باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو باس۔ اب میں واپس جا کر پاکیشیا میں نئے سرے سے سیٹ اپ قائم کر لوں کیونکہ یہاں لاؤس بہتر انداز میں کام کر رہا ہے"۔ ریٹا نے کہا۔

"اوہ نہیں ریٹا۔ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس عمران کی ہلاکت سے لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے قاتلوں کے خلاف کام شروع کر دے گی اور اس انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کا اس کے آفس میں قتل تو اور بھی قیامت برپا کر دے گا اس لئے ابھی تمہارا وہاں جانا انتہائی خطرناک ہے۔ تم کم از کم چھ ماہ یہاں رہو گی اور سنو۔ چونکہ یہ ساری کارروائی لاؤس نے کی ہے اس لئے معاملات اگر لاؤس تک پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کی طرح ہمارا کافرستان کا سیٹ اپ بھی ختم کر دیا جائے اس لئے لاؤس اب چھ ماہ تک یہاں ہیڈ کوارٹر میں رہے گا۔ رسیور لاؤس کو دو"۔ چیف نے کہا تو ریٹا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور ساتھ بیٹھے ہوئے لاؤس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس چیف۔ میں لاؤس بول رہا ہوں"...... لاؤس نے رسیور لے کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم تمام سیٹ اپ ریٹا کے حوالے کر کے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ"...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اگر آپ یہ آرڈر اس لئے دے رہے ہیں کہ عمران اور فیاض کے قتل کے سلسلے میں لوگ مجھ تک پہنچ جائیں گے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... لاؤس نے کہا۔

"کیسے ممکن نہیں ہے"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ یہاں میرا نام گرانڈ ہے۔ لاؤس میں چند خاص لوگوں کے لئے ہوں۔ دوسری بات یہ کہ فلیک گروپ جس نے عمران کو ہلاک کیا ہے اس کا اپنا اصول ہے کہ وہ کسی بھی واردات کے بعد کم از کم ایک ماہ تک انڈر گراؤنڈ ہو جاتا ہے اس لئے اب نہ فلیک کسی کو ملے گا اور نہ ہی اس کا کوئی آدمی۔ ایسے حالات میں وہ مجھ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں اور فیاض کا قتل ٹاسکی کے آدمیوں نے کیا ہے جو میک اپ میں تھے اس لئے میک اپ ختم ہونے کے بعد قاتل ہمیشہ کے لئے گم ہو گئے ہیں"...... لاؤس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے"۔ چیف نے کہا۔

"یس باس۔ سو فیصد درست ہے۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں"۔ لاؤس نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ٹھیک ہے لیکن اگر کسی بھی وقت تمہیں خطرہ محسوس ہو تو تم فوراً ہیڈ کوارٹر آ جانا"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف"...... لاؤس نے کہا۔

"اوکے"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا

تو لاؤس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے چیف کو قائل کر لیا ورنہ وہ اتنی آسانی سے قائل ہونے والوں میں سے نہیں ہے"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے دلیل سے بات کی ہے۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ ایک ماہ مزید یہاں رہو۔ پھر میں خود چیف سے بات کر کے تمہیں واپس پاکیشیا بھجوا دوں گا"...... لاؤس نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لاؤس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لاؤس نے کہا۔

"جوناتھن بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... لاؤس نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یہاں گرانڈ ہوٹل میں ایک مقامی آدمی آپ کے اور ریٹا کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لاؤس کے ساتھ ساتھ ریٹا بھی بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے وہ بھی دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سن رہی تھی۔

"کون آدمی ہے اور وہ کیوں پوچھ رہا ہے"...... لاؤس نے کہا۔

"کسی سرکاری ایجنسی کا آدمی لگتا ہے باس"...... جوناتھن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ایجنسیاں تو ایسی رپورٹیں حاصل کرتی رہتی ہیں۔ پھر کیا جواب دیا گیا ہے اسے"...... لاؤس نے کہا۔

"یہی باس کہ نہ یہاں کوئی لاؤس ہے اور نہ ہی کوئی ریٹا۔ اس نے ویٹر سے لے کر مینجر تک بات کی ہے لیکن ہر طرف سے اسے یہی جواب ملا ہے"...... جوناتھن نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... لاؤس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر فون بوتھ کے قریب کھڑا تھا کہ سیاہ رنگ کی کار اس کے قریب آ کر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھا تو وہ دونوں دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔

"عمران صاحب پر حملہ آوروں کا پتہ چل گیا ہے ٹائیگر"۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کے بارے میں تو مجھے چیف نے خود بتایا تھا کہ سیکرٹ سروس نے حملہ آور کو پکڑ لیا تھا اور اس نے ہلاک ہونے سے پہلے فلیک گروپ کا نام لیا تھا اس لئے حملہ آور تو فلیک گروپ ہی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی نام اس حملہ آور نے لیا تھا۔ ہم سب نے ہوٹل گرانڈ میں کھانے کا پروگرام بنایا تھا۔ عمران صاحب بھی اسی سلسلے میں

وہاں آئے تھے۔ میں اور تنویر برآمدے میں سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے۔ ہمیں باقی ساتھیوں کا انتظار تھا جبکہ نعمانی اور چوہان اکٹھے آئے تھے۔ وہ پارکنگ میں کار روک کر مین گیٹ کی طرف آ رہے تھے کہ عمران صاحب کی کار کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی لیکن وہ پارکنگ میں جانے کی بجائے مین گیٹ کے سامنے رک گئے اور پھر کار سے اتر کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ اچانک تین اطراف سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ ایک حملہ آور اس برآمدے کی سائیڈ میں ستون کے پیچھے موجود تھا۔ جب تک ہم معاملے کو سمجھتے وہ فائرنگ کر کے بھاگنے لگا۔ ہم نے عمران صاحب کو گرتے دیکھ لیا تھا لیکن ہمیں نعمانی اور چوہان ان کی طرف دوڑتے نظر آئے اس لئے ہم عمران صاحب کی طرف جانے کی بجائے اس حملہ آور کے پیچھے بھاگے اور پھر ایک جگہ اس کا پیر رپٹ گیا اور وہ گر پڑا اور ہم نے اس پر قابو پا لیا۔ اس نے ایک بار پھر ہم سے لڑ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن ہم نے اس پر قابو پا لیا۔ ہم نے اس سے تفصیل پوچھی تو اس نے فلیک گروپ کا نام لیا اور ایک بار پھر بھاگنے کی کوشش کی مگر تنویر نے اس کی پسلیوں میں کھڑی ہتھیلی کا وار کیا۔ یہ وار اس قدر کاری تھا کہ اس نے میرے ہاتھوں میں ہی دم توڑ دیا۔ بہرحال فلیک گروپ کا نام اس نے بتایا تھا اور ہمیں عمران صاحب کی بھی فکر تھی اس لئے ہم اسے چھوڑ کر واپس پلٹے تو عمران صاحب کو نعمانی اور چوہان اٹھا کر کار میں ڈال کر ہسپتال لے جا چکے تھے۔ میں نے چیف کو کال کر کے

اطلاع دی تو چیف نے تمام سیکرٹ سروس کو اس فلیک گروپ کی تلاش پر لگا دیا لیکن باوجود بے پناہ کوشش کے ہم فلیک گروپ کے بارے میں کہیں سے بھی معلومات حاصل نہ کر سکے۔ اب چیف نے کال کر کے بتایا ہے کہ تم نے فلیک گروپ کا پتہ چلا لیا ہے اس لئے ہم یہاں پہنچ کر تم سے مل کر تمہیں ساتھ لیں اور اس سے معلوم کریں کہ یہ حملہ کس نے کرایا ہے"...... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے جب چیف نے بتایا تو میں ایک آدمی ڈین کے پاس گیا۔ وہ بوڑھا آدمی دارالحکومت کی زیر زمین دنیا کے بارے میں سب سے باخبر آدمی ہے۔ بہرحال اس نے بتایا کہ گولڈن کلب کا مالک رالف ہی اصل میں فلیک ہے اور یہ واردات بھی اس نے کی ہے۔ اس کے گروپ میں چار آدمی ہیں اور ان کا اصول ہے کہ واردات کے بعد وہ سب کم از کم ایک ماہ تک انڈر گراؤنڈ ہو جاتے ہیں اس لئے وہ رالف یا فلیک بھی اب ایک ماہ تک کسی صورت نہ ملے گا لیکن میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کا اسسٹنٹ ٹونی کام کرتا ہے اور ٹونی کا رابطہ اس رالف یا فلیک سے رہتا ہے لیکن ٹونی صرف فون نمبر جانتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں ہو گا کہ یہ فون نمبر کہاں نصب ہے۔ میں نے ٹونی کی رہائش گاہ معلوم کر لی ہے۔ کلب چونکہ رات کو آباد ہوتے ہیں اس لئے یہ لوگ دن کے وقت اپنی رہائش گاہوں میں ہی رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم جا کر اس ٹونی سے وہ فون نمبر معلوم کریں اور پھر اس فون نمبر کی تنصیب کی جگہ معلوم کر کے وہاں موجود فلیک کو پکڑ لیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہی کرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ یہ ٹونی سب کچھ جانتا ہو گا۔ کلب کے چھوٹے لوگ بہت کچھ جانتے ہوتے ہیں لیکن بڑے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں جانتے"...... تنویر نے کہا۔

"چلو وہاں پہنچ کر سب کچھ معلوم ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن ایک بات سن لو صفدر کہ کسی پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے عمران پر اس قدر خوفناک قاتلانہ حملہ کیا ہے کہ مجھے اس کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے خصوصی کرم کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں پر رحم کھانا اپنے آپ پر ظلم ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو تنویر۔ بہرحال تم اس وقت ہم دونوں کے چیف ہو اس لئے جو چاہے فیصلہ کرو"...... صفدر کہا۔

"تو چیف نے آپ کی موجودگی میں تنویر صاحب کو انچارج بنایا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ چیف جانتا ہے کہ عمران صاحب کا خیر خواہ تنویر سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تنویر بے شک ان سے لڑتا

جھگڑتا رہے لیکن عمران صاحب کا جو مقام اس کے دل میں ہے وہ شاید تمہارے دل میں بھی نہ ہو"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اپنی کار میں ہماری رہنمائی کرو"...... صفدر نے کہا اور پھر تنویر اور صفدر اپنی کار میں بیٹھ گئے جبکہ ٹائیگر اپنی کار میں بیٹھ گیا اور پھر دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں اس کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئیں جس کالونی میں ٹونی کی رہائش گاہ بتائی گئی تھی۔ کالونی میں پہنچ کر ٹائیگر نے اپنی مطلوبہ کوٹھی سے کافی فاصلے پر بنی ہوئی پارکنگ میں کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر اسے لاک کر دیا۔ صفدر اور تنویر بھی کار سے نیچے اتر آئے۔

"کون سی کوٹھی ہے"...... صفدر نے پوچھا تو ٹائیگر نے نمبر بتا کر اس طرف اشارہ کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارے پاس سائیلنسر لگے مشین پسٹل موجود ہیں اس لئے کسی چکر بازی کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو صفدر نے ٹائیگر کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور وہ دونوں مسکرا دیئے۔ پھر تنویر کے پیچھے چلتے ہوئے وہ سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔ کوٹھی درمیانے درجے کی تھی۔ کوٹھی کے ستون پر کال بیل کے اوپر ٹونی اور گولڈن

کب کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ تنویر نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور کچھ دیر تک اسے پریس کئے رکھا۔ پھر اس نے انگلی ہٹا لی۔ اسی لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ورزشی جسم اور غنڈہ ٹائپ نوجوان انتہائی غصیلے انداز میں باہر نکلا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔

"کون ہو تم۔ کیا تمہیں گھنٹی بجانے کا طریقہ بھی سمجھانا پڑے گا"...... اس نے تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹونی ہے گھر پر"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ہے۔ مگر وہ یہاں کسی سے نہیں ملتا۔ رات کو کلب جا کر ملنا۔ جاؤ"...... اس نے پہلے سے زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا تو تنویر بھی اس کے پیچھے آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ نوجوان کھڑکی میں سے اندر داخل ہوا تنویر نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر زوردار دھکا دیا اور وہ نوجوان اچھل کر کئی قدم آگے دوڑتا چلا گیا اور تنویر اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

"تم۔ تم"...... اس نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے مڑتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی وہ لہراتا ہوا نیچے گرا۔ اس کے منہ سے چیخ تک نہ نکل سکی تھی کیونکہ مشین پسٹل کی گولی اس کی پیشانی میں اندر تک گھستی چلی گئی تھی۔

"پھاٹک بند کر دو"...... تنویر نے مڑے بغیر کہا تو سب سے آخر

میں داخل ہونے والے ٹائیگر نے کھڑکی اندر سے بند کر دی اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے لیکن ابھی وہ برآمدے تک پہنچے ہی تھے کہ سامنے راہداری کا دروازہ کھلا اور ایک بھینسے جیسا غنڈہ تیزی سے باہر آیا۔

"کون ہو تم اور وہ راجر کہاں ہے"...... اس نوجوان نے سائیڈ میں موجود ریوالور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم ٹونی ہو"...... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا مشین پسٹل والا ہاتھ اس کی پشت کی طرف تھا۔

"نہیں۔ میں جنگیر ہوں۔ تم کون ہو"...... اس نے کہا لیکن دوسرے لمحے تنویر کا ہاتھ سامنے آیا اور ایک بار پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔

"ساری کوٹھی چیک کرو۔ جو نظر آئے مرد، عورت سب کو اڑا دو"...... تنویر نے اچھل کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح تو ٹونی بھی مارا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹونی اس کوٹھی کا مالک ہے اس لئے اس وقت وہ اپنی خواب گاہ میں ہو گا۔ میں اسے خود تلاش کر لوں گا"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے راہداری میں موجود وہ دروازہ کھولا جہاں سے جنگیر باہر آیا تھا۔ دوسری طرف ایک اور راہداری تھی جس میں ایک کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس پر سرخ رنگ کا بلب مسلسل جل رہا

تھا جبکہ باقی دروازے کھلے ہوئے تھے۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا اور اس دروازے کے سامنے جا کر رک گیا جس پر بلب جل رہا تھا۔ اس نے لاک پر مشین پسٹل کا دہانہ رکھا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی لاک ٹوٹ گیا اور تنویر نے لات مار کر دروازہ کھول دیا اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب"...... بیڈ پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں خمار آلود تھیں۔ وہ شاید لاک ٹوٹنے اور دروازے پر ہونے والے دھماکے سے جاگ کر اٹھ بیٹھا تھا۔

"تمہارا نام ٹونی ہے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ کیا ہے۔ کون ہو تم۔ وہ جنگیر کہاں ہے۔ تم اندر کیسے آئے"...... ٹونی نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر بیڈ سے نیچے اترنے کی کوشش کی لیکن تنویر کا وہ ہاتھ جس میں مشین پسٹل تھا بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا دستہ پوری قوت سے نیچے اترنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹونی کے سر پر پڑا اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل نیچے قالین پر گرا ہی تھا کہ تنویر کی لات گھومی اور ٹونی کسی تھلے کی طرح چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ تنویر نے دوسری بار لات گھمائی اور اس بار ضرب اس کی کنپٹی پر پڑی اور اس کا جسم تیزی سے ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ تنویر نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر سائیڈ پر

پڑے ہوئے صوفے کی کرسی پر ڈال دیا۔ اسی لمحے صفدر اور ٹائیگر اندر داخل ہوئے۔

"یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ کیا یہی ٹونی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہی ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے ٹونی کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ پہلے کے بعد دوسرا تھپڑ پڑتے ہی ٹونی چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اور تنویر نے مشین پسٹل کا دہانہ اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔

"بولو کہاں ہے رالف۔ بولو"...... تنویر نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ تو ملک سے باہر ہے۔ ملک سے باہر ہے"...... ٹونی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے گال پر تنویر کا زوردار تھپڑ پڑا اور اس کے منہ سے دانت پھلجھڑی کی طرح نکل کر سامنے قالین پر جا گرے اور اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن تنویر کا دوسرا زوردار تھپڑ پڑا اور دوبارہ صوفے کی سیٹ پر جا گرا۔

"بولو کہاں ہے رالف۔ بولو ورنہ"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھومنے کے لئے اٹھا لیکن اس ٹونی کسی مینڈھے کی طرح اچھلا اور اس نے اچھل کر پوری قوت سے تنویر کے سینے پر سر کی ٹکر ماری۔ تنویر بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا دو قدم

پیچھے ہٹا لیکن اس سے پہلے کہ ٹونی سیدھا ہوتا ساتھ کھڑے ہوئے صفدر کا بازو حرکت میں آیا اور ٹونی کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر قالین پر جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے لات گھمائی اور کمرہ ٹونی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو کہاں ہے رالف۔ بولو"...... تنویر نے ایک بار پھر پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ کسی کو نہیں بتاتا۔ مجھے بھی نہیں بتاتا"۔ ٹونی نے خرخراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ جس سے تمہارا اس سے رابطہ ہوتا ہے"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور جھٹکے سے دوبارہ صوفے پر ڈال دیا۔ ٹونی کی حالت اس وقت بے حد خستہ ہو رہی تھی۔ جبڑا تھپڑوں کی وجہ سے زخمی ہو رہا تھا اور اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

"فون نمبر بتاؤ"...... صفدر نے کہا تو ٹونی نے جلدی سے فون نمبر بتا دیا۔

"یہ تو سیٹلائٹ نمبر ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہی نمبر ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹائیگر۔ فون اٹھا کر لے آؤ۔ اب اگر اس نے زندہ رہنا ہے تو کنفرم کرائے گا"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے ایک طرف تپائی پر پڑا ہوا فون پیس اٹھا کر رکھ دیا۔

"سنو ٹونی۔ تمہارے دونوں ملازم ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے۔ ہم نے رالف سے ملنا ہے اس لئے تم اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمیں کنفرم کرا دو کہ یہ نمبر درست ہے۔ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ ہم تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے اور تمہاری لاش گٹر کے کیڑوں کی خوراک بن جائے گی۔ بولو"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں تیار ہوں۔ مجھے واقعی نہیں معلوم کہ چیف کہاں ہے۔ میرا اس سے اسی نمبر پر رابطہ ہوتا ہے"...... ٹونی نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔ شاید پے در پے تھپڑوں اور ٹھوکروں نے اس کی حالت بے حد خستہ کر دی تھی ورنہ وہ خاصے جاندار جسم کا مالک تھا۔

"ٹائیگر۔ نمبر ملاؤ اور لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو اور پھر رسیور اس کے کان سے لگا دو"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے وہی نمبر پریس کر دیئے جو ٹونی نے بتائے تھے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر رسیور اس نے ٹونی کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"میں ٹونی بول رہا ہوں چیف"...... ٹونی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا ہوا تمہیں۔ اس وقت تم نے کیوں کال کی ہے"۔ دوسری طرف سے ایک سرد سی آواز سنائی دی۔

"چیف میری کوٹھی پر حملہ ہوا ہے۔ میرے دونوں ملازموں کو

ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں تہہ خانے میں تھا اس لئے بچ گیا۔ حملہ آور مجھے تلاش نہ کر سکے اور واپس چلے گئے۔ ویسے میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ آسٹر کلب کی کار میں جا رہے تھے"...... ٹونی نے کہا۔

"آسٹر کلب کے جیری کو کیسے جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ تم پر حملہ کرے اور بھی تمہاری کوٹھی پر"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے تو امکانی بات کی ہے چیف۔ یقین سے تو نہیں کہہ سکتا"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے آدمیوں کو لے کر آسٹر کلب پر چڑھائی کر دو اور معلوم کر کے مجھے جلدی بتاؤ کہ کیا واقعی آسٹر نے یہ حرکت کی ہے۔ اور سنو۔ اگر واقعی آسٹر نے یہ حرکت کی ہے تو پورے آسٹر کلب کو میزائلوں سے اڑا دینا۔ اٹ از مائی آرڈر"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ بس آپ کی اجازت کی ضرورت تھی"...... ٹونی نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو ٹائیگر نے رسیور ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا تم آواز سے اسے پہچانتے ہو ٹائیگر"...... صفدر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں اس سے کبھی نہیں ملا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیٹلائٹ فون انکوائری کا نمبر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"ان کا آپریشن روم تو یہی ہے انکوائری علیحدہ تو نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں سنٹرل انٹیلی جنس سے سینئر سپرنٹنڈنٹ بول رہا ہوں صفدر سعید۔ میں نے ایک اہم کیس کے سلسلے میں ایک سیٹلائٹ فون نمبر کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ کہاں نصب ہے۔ یہ کون بتائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"آپریشن روم کا انچارج سر۔ ان کا نمبر میں دے دیتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"شکریہ"...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

"سیٹلائٹ فون آپریشن روم"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے سینئر سپرنٹنڈنٹ صفدر سعید بول رہا ہوں"...... صفدر نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انچارج سے بات کرائیں"...... صفدر نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں انچارج عبدالسلام بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میرا تعارف آپ کو کرا دیا گیا ہے یا میں کراؤں"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ مجھے بتا دیا گیا ہے۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں اور اچھی طرح چیک کر کے مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ اچھی طرح چیک کریں کیونکہ یہ ملکی سطح کا بے حد اہم معاملہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے نمبر بتا دیا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں۔ میں چیک کرتا ہوں"...... انچارج نے کہا۔

"اچھی طرح اور احتیاط سے چیک کیجئے۔ آپ کی معمولی سی غفلت سے ملکی سطح پر بے حد بھیانک نتائج بھی نکل سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں پوری احتیاط کروں گا"...... انچارج نے کہا اور پھر کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس" .... صفدر نے کہا۔

"سر۔ یہ فون گلفشاں کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں ڈاکٹر جیمز کے نام پر نصب ہے" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے" .... صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ بہت اچھی طرح چیک کیا ہے" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از سٹیٹ سیکرٹ"۔ صفدر نے کہا۔

"نو سر۔ میں سمجھتا ہوں سر" .... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

"تو رالف یا فلیک گلفشاں کالونی میں چھپا بیٹھا ہے" .... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ غلط بتایا گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لازماً مجھے معلوم ہوتا" .... ٹونی نے کہا۔

"پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ علی عمران پر حملہ کس کے کہنے پر کرایا گیا ہے" .... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے ہو" .... ٹونی نے چونک کر کہا۔

"ہاں" .... صفدر نے کہا۔

"یہ چیف کے خصوصی گروپ کا کام ہے اس لئے سوائے چیف کے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ البتہ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اس پارٹی کا تعلق کافرستان سے ہے" .... ٹونی نے جواب دیا تو صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر اور ٹائیگر بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوئی یہ بات" .... صفدر نے پوچھا۔

"کیونکہ باس کے پاس کافرستان سے کال آئی اور اس کال کے بعد باس نے اپنے خصوصی گروپ کے لیڈر سٹوجم کو کال کیا" .... ٹونی نے جواب دیا۔

"کیا تم کالیں سنتے ہو۔ یا" .... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت میں ایکس چینج میں موجود تھا اس لئے مجھے اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کال کافرستان سے آ رہی ہے" .... ٹونی نے کہا۔

"تم ایکس چینج میں کیا کرنے گئے تھے" .... صفدر نے کہا۔

"ایکس چینج میں ایک لڑکی کے لئے دو آدمی لڑ پڑے تھے۔ میں انہیں سزا دینے کے لئے گیا تھا" .... ٹونی نے کہا۔

"سنو ٹونی۔ تم مجھے چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرے ساتھی صرف میری وجہ سے خاموش ہیں ورنہ اب تک تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی اس لئے سچ سچ بتا دو کہ کون سی پارٹی ہے جس نے یہ کال کی تھی۔ تفصیل بتا دو تو تم زندہ بچ جاؤ گے ورنہ" .... صفدر نے کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا ہے"...... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹونی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ صوفے کی کرسی پر ہی چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے تھے تم۔ اصل آدمی رالف ہے۔ اس سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ فائرنگ بھی اسی نے کی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"...... صفدر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی سے باہر نکلے اور اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم رالف کو پہچانتے نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"وہ خود ہی اپنا تعارف کرا دے گا۔ تم آؤ تو سہی"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کار میں جا کر بیٹھ گئے جبکہ ٹائیگر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کالونی سے نکل کر گلفشاں کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک خاصی بڑی اور وسیع و عریض کوٹھی تھی۔ گیٹ کے باہر دو مسلح دربان بھی موجود تھے۔ تنویر نے کار کافی آگے لے جا کر روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے جبکہ ٹائیگر بھی ان کے عقب میں اپنی کار روک کر نیچے اتر آیا۔

"تنویر صاحب۔ میں عقبی طرف سے اندر گیس فائر کر دیتا

ہوں۔ یہ کافی بڑی کوٹھی ہے۔ یہاں مسلح افراد کافی تعداد میں ہوں گے"...... ٹائیگر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ٹائیگر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہاں اس کی واقعی ضرورت ہے"...... صفدر نے بھی ٹائیگر کی تائید کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ باہر جو دربان موجود ہیں ان کا خاتمہ تو کرنا ہی پڑے گا"۔ تنویر نے کہا۔

"یہ باہر کھڑے رہیں گے۔ ہم عقبی طرف سے اندر چلے جائیں گے"...... صفدر نے جواب دیا تو تنویر کے ہونٹ بھینچ گئے۔ کچھ دیر بعد ٹائیگر گلی کے سرے پر نمودار ہوا اور اس نے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں مخصوص اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی سڑک کراس کر کے اس کی طرف بڑھ گئے۔ عقبی طرف کوئی نہ تھا اور وہاں بھی ایک دروازہ تھا۔

"میں نے پانچ کیپسول اندر فائر کئے ہیں کیونکہ کوٹھی کافی وسیع و عریض ہے لیکن ہمیں دس منٹ انتظار کرنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان دس منٹ میں پہلے تم کوٹھی کی دیوار سے کود کر اندر جاؤ اور یہ دروازہ کھول دو"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہائی جمپ کے انداز میں

چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ دیوار پر پڑے اور
اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ ایک لمحے
کے لئے وہ دیوار پر نظر آیا اور دوسرے لمحے وہ اندر کود چکا تھا۔

"عمران نے ٹائیگر کو ایسی ٹریننگ دی ہے کہ مجھے تو یہ انتہائی
تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ لگتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"خوش قسمت آدمی ہے کہ اسے عمران نے اپنا شاگرد بنا لیا ہے۔
میرا خیال ہے کہ عمران کی شاگردی بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہے"۔
صفدر نے کہا۔

"جب وہ اسے ڈانٹتا ہے تو اس وقت دیکھا کرو اس اعزاز کو"۔
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کہا تو یہی جاتا ہے کہ استاد اور ماں باپ کی ڈانٹ سنوارتی ہے
بگاڑتی نہیں"...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
بات ہوتی دروازہ کھل گیا۔

"آجائیں۔ عقبی لان میں گیس کا اتنا دباؤ نہیں ہے"...... ٹائیگر
نے کہا تو تنویر اور صفدر اندر داخل ہو گئے۔ پھر وہ اس وقت تک
وہیں رکے رہے جب تک ان کے خیال کے مطابق گیس کے اثرات
مکمل طور پر ختم نہیں ہو گئے۔ پھر سائیڈ گلی سے ہوتے ہوئے وہ
سامنے کی طرف آئے۔ پورچ میں ایک جدید ماڈل کی سرخ رنگ کی
کار موجود تھی۔ برآمدے میں مسلح افراد گرے پڑے تھے۔ صفدر، تنویر
اور ٹائیگر ان کو پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور کچھ دیر بعد وہ

ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک آدمی اور ایک عورت
کرسیوں سے گر کر قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ میز پر شراب
کی بوتل اور دو جام موجود تھے۔

"یہی لگتا ہے رالف"...... تنویر نے کہا۔

"پہلے اس لڑکی کو ہوش میں لے آئیں۔ یہ بتائے گی کہ یہ کون
ہے"...... صفدر نے کہا۔

"آپ اس سے پوچھ گچھ کریں۔ میں باقی کوٹھی چیک کر لوں۔
ویسے یہ اینٹی گیس کی شیشی لیں"۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک شیشی
نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے شیشی لے لی تو ٹائیگر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔
صفدر نے آگے بڑھ کر شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ اس بے
ہوش پڑی ہوئی عورت کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے
شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔
چند لمحوں بعد لڑکی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور
پھر وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو۔ یہ رالف کو کیا ہوا
ہے"...... لڑکی نے بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا یہی رالف ہے۔ گولڈن کلب کا رالف"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ یہ تم یہاں کیسے آگئے ہو"۔ لڑکی
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ

ہی لڑکی کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور وہ دوبارہ نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگی۔

"کیا ہوا۔ اتنی جلدی ختم کر دیا ہے اسے"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا یہی رالف ہے اور اس نے بتا دیا ہے۔ پھر مزید وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا اور پھر اس نے جھک کر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے رالف کو اٹھایا اور صوفے کی ایک کرسی پر ڈال دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے باندھنا پڑے گا"...... صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ ابھی یہ سب کچھ بتا دے گا"...... تنویر نے کہا۔

"یہ خاصے مضبوط اعصاب کا آدمی لگتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لگتا رہے۔ میں دیکھ لوں گا کہ کتنی قوت برداشت ہے اس میں"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"کوٹھی میں آٹھ ملازم تھے۔ میں نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب صرف وہ باہر گیٹ پر موجود افراد باقی رہ گئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا کیا۔ ورنہ ان میں سے کسی کو بھی ہوش آجاتا تو مسئلہ بن سکتا تھا"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر پہلے تو اس رالف کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے وہی شیشی نکالی، اس کا ڈھکن ہٹایا اور اس نے شیشی کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا۔

"کیا اس لڑکی نے بتایا ہے کہ یہ رالف ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں"...... تنویر نے مختصر سا جواب دیا۔

"میں باہر ٹھہرتا ہوں۔ کہیں باہر موجود افراد اچانک اندر نہ آ جائیں"...... ٹائیگر نے کہا تو صفدر اور تنویر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ادھر رالف کے جسم میں جب حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر دوبارہ جیب میں ڈال لی۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب"...... ہوش میں آتے ہی رالف نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا اور اس لاشعوری انداز میں اور اچانک اچھلنے کی وجہ سے وہ صوفے سے نیچے گرتے گرتے بچا لیکن پھر وہ خود ہی سنبھل گیا لیکن اس طرح گرتے ہوئے اس کی نظریں ساتھ والے صوفے پر پڑی لڑکی کی لاش پر پڑ گئیں تو وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے تنویر کا بازو گھوما

اور رالف چیختا ہوا اچھل کر اس صوفے پر جا گرا جس پر اس لڑکی کی لاش پڑی ہوئی تھی اور پھر پلٹ کر جیسے ہی وہ سیدھا ہوا تنویر نے اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے واپس صوفے کی کرسی پر دھکیل دیا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تم نے کیلی کو کیوں ہلاک کیا ہے"...... اس بار رالف نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام رالف ہے اور تم گولڈن کلب کے مالک ہو"۔ صفدر نے کہا تو رالف بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ نہیں۔ میرا نام ڈاکٹر جیمز ہے"...... رالف نے کہا۔

"یہ تیسرا نام ہے تمہارا۔ لیکن ہم تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں اور سینکڑوں بار ہم نے تمہیں گولڈن کلب میں دیکھا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہاں اندر کیسے پہنچ گئے"...... رالف نے کہا۔

"تمہارے سارے ملازم اور محافظ ہلاک کر دیئے گئے ہیں رالف۔ تم اپنی طرف سے انڈر گراؤنڈ تھے لیکن تم نے دیکھا کہ ہم تم تک پہنچ گئے۔ تم اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو یہ بتا دو کہ علی عمران پر قاتلانہ حملہ کرانے کی بکنگ کس نے کرائی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"میرا نام رالف نہیں۔ ڈاکٹر جیمز ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی

ہے"...... رالف نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ہم خود ہی رالف کو تلاش کر لیں گے۔ تم تو چھٹی کرو"...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس نے اس کا دہانہ رالف کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم فائر کر دو گے۔ رک جاؤ۔ میں واقعی رالف ہوں"...... رالف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رالف بھی ہو اور فلیک بھی"...... صفدر نے کہا۔

"تم۔ تمہیں آخر یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ یہاں کے بارے میں تو سوائے میری ذات کے اور کسی کو علم نہیں ہے"...... رالف نے کہا۔

"تم احمق آدمی ہو۔ تم ٹونی سے فون پر رابطہ کرتے رہتے ہو اور ٹونی کو تمہارے فون نمبر کا بھی علم ہے۔ اس لئے نمبر معلوم ہو جانے پر اس جگہ کا جہاں یہ نمبر نصب ہے معلوم کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ تو سیٹلائٹ فون نمبر ہے۔ اس کا پتہ کیسے مل سکتا ہے"۔ رالف نے کہا۔

"جہاں حکومتی معاملات ہوں وہاں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا"۔ صفدر نے کہا تو رالف بے اختیار چونک پڑا۔

"حکومتی معاملات۔ کیا مطلب"...... رالف کے لہجے میں حیرت

تھی۔

"تم نے کافرستان کی کال پر علی عمران پر قاتلانہ حملہ کر دیا کیونکہ حکومت کافرستان عمران کو راستے سے ہٹانا چاہتی تھی اس کے باوجود تم حکومتی معاملات کے الفاظ پر حیرت کا اظہار کر رہے ہو"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مگر مجھے تو حکومت نے نہیں کہا تھا"...... رالف نے کہا۔

"جس آدمی نے کہا تھا اس کا تعلق حکومت کافرستان سے ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تو عام سا بدمعاش ہے اور وہ یہاں پاکیشیا میں بھی چار سال رہ چکا ہے۔ اس کا کیسے حکومت سے تعلق ہو سکتا ہے"۔ رالف نے اور زیادہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے اس کا"...... صفدر نے پوچھا۔

"لاوس۔ گرانڈ ہوٹل کا لاوس"...... رالف نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"اس کا تعلق کس گروپ سے ہے"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... رالف نے کہا۔

"اس کا پتہ کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"گرانڈ ہوٹل"...... رالف نے جواب دیا۔

"فون نمبر"...... صفدر نے پوچھا۔

"گرانڈ ہوٹل کا فون نمبر ہی اس کا فون نمبر ہے۔ وہ گرانڈ ہوٹل

کا مالک ہے"...... رالف نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... رالف نے کہا ہی تھا کہ تنویر نے ٹریگر دبا دیا اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں رالف کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی اور اس کا جسم یکلخت ڈھلک گیا تھا۔

"ابھی تفصیل سے پوچھنا تھا۔ جلدی مار دیا تم نے اسے"۔ صفدر نے کہا۔

"اب یہ مزید کچھ بتانے سے انکاری تھا۔ آؤ اب نکل چلیں"۔ تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سر عبدالرحمن اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کے چہرے پر گہری
پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس کے آفس
میں گولی مار دی گئی تھی۔ گو حملہ آور اسے گولیاں مار کر اور یہ تسلی
کر کے واپس چلے گئے تھے کہ سوپر فیاض ہلاک ہو گیا ہے لیکن سوپر
فیاض کی قسمت اچھی تھی کہ وہ اس خوفناک حملے سے بچ نکلا تھا۔
گولیاں اس کے دل میں ماری گئی تھیں لیکن اس کی خوش قسمتی تھی
کہ کوئی گولی بھی دل تک نہ پہنچ سکی تھی اور اس کی وجہ دراصل سوپر
فیاض کی احتیاط ٹھہری تھی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے
لباس کے نیچے مخصوص جیکٹ پہنا کرتا تھا۔ گو وہ یہ جیکٹ اس لئے
پہنتا تھا کہ اس کے اندر بڑی بڑی اور محفوظ جیبیں ہوتی تھیں جن میں
نوٹ اس طرح چھپ جایا کرتے تھے کہ باہر سے کسی کو محسوس ہی
نہ ہوتا تھا لیکن اس مخصوص جیکٹ کی وجہ سے گولیوں کی نہ صرف

رفتار کم ہو گئی تھی بلکہ ان کا رخ بھی مڑ گیا تھا۔ اس طرح سوپر
فیاض ہلاک ہونے سے بہرحال بچ گیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی
حالت خاصی خستہ تھی اور وہ خصوصی ہسپتال کے خصوصی وارڈ میں
داخل تھا۔ جہاں اس کی جان تو خطرے سے باہر آ گئی تھی لیکن اس
کی حالت کے پیش نظر ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ سوپر
فیاض ایک ماہ تک بستر پر رہے گا۔ جب سوپر فیاض پر حملہ ہوا اس
وقت سر عبدالرحمن وزارت داخلہ کی ایک خصوصی میٹنگ میں
شریک تھے اور انہیں وہیں سوپر فیاض پر اس خوفناک قاتلانہ حملے کی
اطلاع ملی تھی اور اطلاع ملتے ہی وہ میٹنگ چھوڑ کر فوراً خصوصی
ہسپتال پہنچے تھے اور پھر اس وقت تک وہیں رہے تھے جب تک سوپر
فیاض کی حالت خطرے سے باہر نہیں آ گئی تھی۔ وہیں انہیں اطلاع
ملی تھی کہ سوپر فیاض سے پہلے علی عمران پر بھی ایک ہوٹل کے
کمپاؤنڈ میں خوفناک قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور اسے بائیں گولیاں لگی
ہیں تو وہ بے اختیار تڑپ اٹھے لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ اب عمران
کی حالت خطرے سے باہر ہے تو انہوں نے قدرے اطمینان کا سانس
لیا۔ سپیشل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی نے انہیں عمران کے
بارے میں بتایا تھا۔ اس پر سر عبدالرحمن نے سر سلطان کو فون کیا
اور ان سے شکایت کی کہ سیکرٹ سروس کے چیف نے انہیں اس
بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی جس پر بقول سر سلطان انہیں بھی
اب اس بارے میں اطلاع ملی تھی اور وہ سر عبدالرحمن کے پہنچنے سے

کچھ دیر پہلے ہسپتال سے واپس گئے تھے۔ بہرحال کچھ دیر بعد سیکرٹ سروس کے چیف کا فون سر عبدالرحمن کو ملا اور چیف نے انہیں بتایا کہ انہیں اس لئے اطلاع نہیں دی گئی کہ وہ بہرحال والد ہیں اور عمران ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔ چیف نے انہیں بتایا کہ انہیں سوپر فیاض پر قاتلانہ حملے کی اطلاع بھی مل چکی ہے اور چونکہ عمران پر حملہ کرنے والوں کو سیکرٹ سروس تلاش کر رہی ہے اس لئے اگر سر عبدالرحمن اجازت دیں تو سیکرٹ سروس سوپر فیاض پر حملہ کرنے والوں کو بھی ٹریس کرے لیکن سر عبدالرحمن نے اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ سوپر فیاض پر حملہ کرنے والوں کو انٹیلی جنس خود ٹریس کرے گی لیکن اب وہ اپنے آفس میں اس لئے پریشان بیٹھے ہوئے تھے کہ اب تک باوجود شدید ترین کوششوں کے حملہ آوروں کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگایا جا سکا تھا۔ ایک بار تو سر عبدالرحمن نے سوچا کہ سر سلطان کو فون کر کے انہیں کہہ دیں کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کو کہہ دیں کہ وہ سوپر فیاض پر حملہ آوروں کو ٹریس کرے لیکن پھر انہوں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس طرح پوری انٹیلی جنس کی شدید توہین ہو سکتی تھی لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اس سلسلے میں آخر کیا کیا جائے۔ گو انٹیلی جنس کے تمام انسپکٹروں نے اس معاملے پر دن رات کام کیا تھا اور سر عبدالرحمن مسلسل ان سے رپورٹیں لیتے رہے تھے لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے وہ معمولی سا کلیو بھی حاصل نہ کر سکے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے حملہ

آور خلا سے اترے ہوں یا زمین سے نکلے ہوں اور دوبارہ خلا میں چلے گئے ہوں یا زمین میں غائب ہو گئے ہوں۔ اچانک انہیں یاد آ گیا کہ ایک بار سر سلطان نے انہیں بتایا تھا کہ عمران کا ایک شاگرد ہے جسے عمران نے زیر زمین دنیا میں بطور مخبر رکھا ہوا ہے۔ اس کا عجیب سا نام بھی سر سلطان نے بتایا تھا لیکن اس وقت تو سر عبدالرحمن نے اس کی بات پر دھیان نہ دیا تھا لیکن اب خیال آنے پر وہ سوچنے لگے کہ اگر یہ آدمی انڈر گراؤنڈ دھندوں کی مخبری کرتا ہے تو اس سے مدد لی جا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ انٹیلی جنس اسے مخبری کا معاوضہ ادا کر دے گی۔ چنانچہ انہوں نے رسیور اٹھایا اور اپنے سیکرٹری کو سر سلطان سے بات کرانے کا کہہ کر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"سر سلطان سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عبدالرحمن بول رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اوہ آپ۔ خیریت۔ کوئی خاص بات"...... سر سلطان نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے اس لئے ان کے درمیان ویسے بھی خاصی بے تکلفی تھی اور پھر سر عبدالرحمن نے انہیں ساری بات بتا کر عمران کے شاگرد والی ٹپ کی بات کی اور

اس کا اتا پتہ بتانے کے لئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے اور عمران اس حالت میں نہیں کہ اس سے پوچھا جا سکے اس لئے سیکرٹ سروس کے چیف سے پوچھا جا سکتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کو عمران کے شاگرد اور وہ بھی زیر زمین دنیا کے مخبر کا علم کیسے ہو سکتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا چیف ہر طرف سے باخبر رہتا ہے اور ہر طرف رابطے رکھتا ہے۔ یہی تو اس کی کامیابی کا اصل وجہ بنتی ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"لیکن اس سے تم نے ایسی کوئی بات نہیں کرنی۔ صرف اس آدمی کا پتہ معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ ویسے تم نے اس کا عجیب سا نام بتایا تھا۔ کیا نام تھا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اس کا اصل نام تو عبدالعلی ہے لیکن اسے ٹائیگر کہا جاتا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کا فون نمبر یا ایسا پتہ جس پر اس سے رابطہ کیا جا سکے۔ ابھی معلوم کر کے مجھے بتاؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے ابھی آپ کو فون کرتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر عبدالرحمن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر عبدالرحمن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"سر سلطان سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ عبدالرحمن بول رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"عبدالرحمن۔ میری ایکسٹو سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ٹائیگر عمران پر حملہ کرنے والوں کے خلاف سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا اور اب وہ فارغ ہو چکا ہے اس لئے وہ اسے تمہارے پاس بھیج رہے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا عمران پر حملہ کرنے والوں کا سراغ مل گیا ہے"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ایکسٹو نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی خفیہ فلیک نامی گروپ ہے۔ اس نے کافرستان کے کسی گروپ کی بکنگ پر عمران پر حملہ کیا ہے کیونکہ عمران ان کے کسی مشن کے درمیان رکاوٹ تھا۔ بہر حال یہ اس کا اپنا کام ہے۔ ٹائیگر آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ وہ بے حد ہوشیار نوجوان ہے۔ وہ یقیناً سوپر فیاض پر حملہ کرنے والوں کا سراغ لگا لے گا۔ ویسے بھی اس کا تعلق زیر زمین دنیا ہے اس لئے وہ بہت جلد اصل بات کا کھوج لگا لیتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہت بہت شکریہ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں چپڑاسی نے ٹائیگر کی آمد کی اطلاع دی تو سر عبدالرحمن نے اسے اندر بلا لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک صحت مند، سمارٹ اور وجیہہ نوجوان جس کے جسم پر سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے۔ اس نے اندر داخل ہو کر سر عبدالرحمن کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر سائیڈ پر موجود کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"تم زیر زمین دنیا میں کام کرتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔ ان کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا عنصر موجود تھا۔

"یس سر"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن تمہارے بارے میں سن کر میں تو سمجھا تھا کہ تم کوئی چھٹے ہوئے بدمعاش یا غنڈے ہو گے مگر تم تو مجھے پڑھے لکھے نظر آ رہے ہو"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"سر۔ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں اور عمران صاحب کی طرح سائنس کا طالب علم ہوں۔ گو ان کی طرح ڈاکٹر آف سائنس تو نہیں ہوں لیکن بہرحال سائنس پر میں نے بہت کچھ پڑھ رکھا ہے"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تم اس زیر زمین دنیا میں کسی صورت ایڈجسٹ نہیں ہو سکتے"...... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر۔ وہاں میں سپریم واسکل ... انداز میں اپنے آپ کو پوز کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم میری بات سنو۔ سوپر فیاض پر اس کے آفس میں قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ حملہ آور دو تھے۔ ان کے حلیئے اور لباس کی تفصیل بھی مل سکتی ہے۔ گو وہ اپنی طرف سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ہلاک کر کے واپس گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا اور سوپر فیاض بچ گیا لیکن انٹیلی جنس نے حتی الامکان کوشش کی ہے لیکن ان دونوں حملہ آوروں کا سراغ نہیں مل سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں کام کرو اور حملہ آوروں کا کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کرو۔ انٹیلی جنس تمہیں اس کا معاوضہ ادا کرے گی"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیا تو سر عبدالرحمن نے ایک طرف پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دی۔

"یہ لے جاؤ۔ اس میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ مجھے آفس کے فون پر ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... ٹائیگر نے فائل لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ کتنا معاوضہ لو گے"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جناب۔ سرکاری طور پر جتنا معاوضہ منظور شدہ ہو وہ آپ دے دیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو سر عبدالرحمن نے اطمینان بھرے

انداز میں سر ہلا دیا تو ٹائیگر سلام کر کے آفس سے باہر چلا گیا۔

"نوجوان لگتا تو ذہین ہے۔ بہرحال دیکھو" ...... سر عبدالرحمن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھی اور اسے دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

ٹائیگر، صفدر اور تنویر کے ساتھ رالف کی رہائش گاہ سے باہر آیا تو صفدر اور تنویر اپنی کار میں بیٹھ کر اسے یہ کہہ کر چلے گئے کہ وہ اب تمام رپورٹ چیف کو دے دیں گے اور پھر جیسے چیف حکم دے گا ویسے ہی ہو گا اس لئے ٹائیگر بھی اب فارغ تھا۔ ٹائیگر اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا اور پھر اس نے کار کا رخ ایک کلب کی طرف موڑ دیا۔ وہ اب گرانڈ ہوٹل کافرستان کے مالک لادس کے بارے میں کھوج لگانا چاہتا تھا لیکن وہ ابھی کلب تک پہنچا بھی نہ تھا کہ کار میں موجود ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"چیف کالنگ۔ اوور" ...... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ صفدر اور تنویر نے اتنی جلدی چیف

نے اسے کال کر لیا۔

"یس سر۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور" ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر نے ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دے دی ہے لیکن تم نے اب سنٹرل انٹیلی جنس بیورو جانا ہے۔ سر عبدالرحمن تمہارے منتظر ہیں۔ اوور"...... چیف نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ج۔ جی۔ سر عبدالرحمن میرے منتظر ہیں۔ مگر میں تو ان سے کبھی نہیں ملا۔ اوور"...... ٹائیگر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دراصل عمران کے ڈیڈی ہونے کی وجہ سے ٹائیگر کے ذہن پر سر عبدالرحمن کی شخصیت کا تاثر بے حد گہرا ثبت تھا۔

"اس میں اتنا بوکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم عمران کا شاگرد ہونے کی بجائے سیکرٹ سروس کے ممبر ہوتے تو تمہاری اس بوکھلاہٹ پر تمہیں عبرتناک سزا دی جاتی اور آئندہ اگر تم نے اس انداز میں میرے سامنے بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کیا تو یہ سزا اب بھی مل سکتی ہے۔ اوور"...... چیف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں انہیں مل لیتا ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر اور زیادہ بوکھلانے لگ گیا تھا لیکن پھر اس نے پوری قوت ارادی استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ پر قابو پا لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف جو کچھ کہتا ہے وہ کر بھی گزرتا ہے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ عمران کی طرح سنٹرل انٹیلی جنس کے

سپرنٹنڈنٹ فیاض پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ دو آدمیوں نے اس کے آفس میں داخل ہو کر سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے اس پر فائر کھول دیا تھا۔ گو انہوں نے اپنی طرف سے اسے ہلاک کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ بچ گیا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس باوجود کوشش کے حملہ آوروں کے بارے میں کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکی اور چونکہ تمہارا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اس لئے سر عبدالرحمن تمہاری خدمات حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم اس بارے میں انہیں کوئی کلیو تلاش کر کے دو۔ اوور"...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں ابھی جا کر ان سے مل لیتا ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں ان کے سامنے جا کر بوکھلاہٹ کا مظاہرہ نہ کرنا۔ بہرحال میں تمہیں وہاں بھیج رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ویسے اسے قطعاً معلوم نہ تھا کہ سوپر فیاض پر بھی حملہ ہوا ہے۔ اس نے کار کا رخ اپنے ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ وہ سر عبدالرحمن کے سامنے عام سے لباس میں نہ جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے اپنی رہائشی کمرے میں جا کر لباس تبدیل کرے گا اور پھر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو جائے گا۔ چنانچہ لباس تبدیل کر کے وہ وہاں پہنچا اور

آوروں کا کلیو معلوم کرنے کا حکم دیا تو ٹائیگر فائل لے کر باہر آگیا۔ سر عبدالرحمن واقعی بے حد بارعب شخصیت کے مالک تھے اس لئے ٹائیگر نے ان کے سامنے زیادہ باتیں نہ کی تھیں۔ البتہ اس نے سر عبدالرحمن کی آنکھوں میں اپنے لئے تحسین کے تاثرات دیکھ لئے تھے اور اس سے اسے بے حد خوشی ہوئی تھی کیونکہ بہرحال وہ اس کے استاد عمران کے والد تھے۔ ٹائیگر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر سے کار دوڑاتا ہوا واپس اپنے ہوٹل پہنچا۔ اس نے وہاں بیٹھ کر فائل میں درج تفصیلات کو انتہائی غور سے پڑھا۔ اس میں دونوں حملہ آوروں کے حلیئے اور ان کے لباس کی تفصیلات موجود تھیں۔ اس کے علاوہ انٹیلی جنس انسپکٹروں نے حملہ آوروں کا کلیو معلوم کرنے کی بے حد کوششیں کی تھیں۔ ان کی رپورٹس بھی موجود تھیں لیکن ان میں ٹائیگر کے مطلب کی کوئی بات نہ تھی۔ اس نے فائل کو دوبارہ پڑھا اور اس بار جب اس نے یہ رپورٹ پڑھی کہ حملہ آور سیاہ رنگ کی کار میں آئے تھے اور یہ کار انہوں نے انٹیلی جنس بیورو سے کچھ فاصلے پر ایک پھول بیچنے والے کی دکان کے سامنے روکی تھی اور اس پھول بیچنے والے نے انٹیلی جنس کو صرف کالے رنگ کے بارے میں بتایا تھا۔ اس سے زیادہ تفصیل کا اسے علم نہ تھا تو ٹائیگر نے اس پھول فروش سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر کار لے کر وہ دوبارہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔ فائل وہ اپنے کمرے میں ہی چھوڑ آیا

تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اس پھول فروش کو تلاش کیا اور پھر کار ایک طرف روک کر وہ نیچے اترا اور اطمینان بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا پھول فروش کی دکان پر پہنچ گیا۔ اس وقت کوئی گاہک دکان پر موجود نہ تھا اس لئے پھول فروش جو نوجوان تھا، اسے دیکھ کر چونک پڑا اور اس کے چہرے پر یکلخت چمک آگئی۔

"جی صاحب۔ کیا چاہئے جناب"..... نوجوان نے کہا۔

"اس وقت تمہاری دکان میں جتنے پھول ہیں ان سب کی مجموعی قیمت کیا ہو گی"..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا آپ ٹیکس آفس سے آئے ہیں" نوجوان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ نہیں۔ میں دراصل یہ سارے پھول خریدنا چاہتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔

"جی۔ جی۔ سارے پھول۔ اوہ۔ مگر"..... نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ شاید ایسا اس کی کاروباری زندگی میں کبھی نہ ہوا تھا۔

"تم بتاؤ تو سہی"..... ٹائیگر نے کہا تو نوجوان چند لمحے سوچتا رہا۔

"جی۔ پانچ ہزار روپے کے لگ بھگ رقم بن جائے گی"۔ پھول

فروش نے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے پانچ نوٹ علیحدہ کر کے اس نے گڈی کو واپس جیب میں ڈالا تو نوجوان دکاندار کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی میرا نام جواد احمد ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"تو جواد احمد صاحب۔ یہ پھول بھی تمہارے رہیں گے۔ تم انہیں فروخت کرتے رہو اور یہ پانچ ہزار روپے بھی تمہیں مل سکتے ہیں بشرطیکہ تم سوچ سمجھ کر میرے چند سوالوں کے جواب دے دو"۔ ٹائیگر نے کہا تو نوجوان ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"جی۔ جی۔ سوالوں کے جواب۔ مگر"۔۔۔۔ نوجوان نے قدرے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور حملہ آوروں نے اپنی سیاہ رنگ کی کار تمہاری دکان کے سامنے روکی تھی۔ واردات کے بعد وہ اس کار میں بیٹھ کر آگے چلے گئے تھے۔ میں اس سلسلے میں چند سوالات کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے یا پولیس سے"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"دونوں سے ہی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں تمہیں پانچ ہزار

روپے کیوں دیتا۔ میں پرائیویٹ طور پر کام کرتا ہوں اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کی بیگم صاحبہ نے مجھے ہائر کیا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر جناب مجھے تو جو کچھ معلوم تھا وہ میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ مزید تو کچھ بھی مجھے معلوم نہیں ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جو کچھ تم نے بتایا تھا وہ مجھے معلوم ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ جو کار یہاں کھڑی رہی تھی اس کا رنگ تو سیاہ تھا لیکن اس کے بارے میں مزید تفصیلات تم نے نہیں بتائیں۔ یہی تفصیلات بتا دو تو یہ پانچ ہزار روپے تمہارے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"مزید تفصیلات تو مجھے معلوم نہیں ہیں"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"تم ذہن پر زور دو۔ اس کار کا ماڈل، اس کے رجسٹریشن نمبروں پر بھی تمہاری نظریں پڑی ہوں گی۔ اس پر کوئی خصوصی سٹیکر وغیرہ موجود ہو گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ایسی باتیں تو کسی نے مجھ سے پوچھی ہی نہیں۔ وہ نئے ماڈل کی کار تھی۔ سامنے سے کاریں گزر رہی ہیں جناب۔ اگر کوئی اس ماڈل کی کار گزری تو میں آپ کو بتا دوں گا کیونکہ مجھے ذاتی طور پر ماڈلوں کا علم نہیں ہے"۔۔۔۔ جواد احمد نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک کار

قریب ہی ایک بیکری کے سامنے آکر رکی۔

"یہ جناب۔ بالکل یہی ماڈل تھا۔ اس کا رنگ گولڈن ہے لیکن اس کار رنگ سیاہ تھا۔ بالکل یہی ماڈل اور یہی کمپنی"...... جواد احمد نے اس کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اس کار رجسٹریشن نمبر کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"رجسٹریشن نمبر کا تو میں نے خیال نہیں کیا تھا لیکن اتنا مجھے یاد ہے کہ وہ نمبر مقامی نہیں تھا بلکہ رانچی شہر کا تھا۔ نمبروں کے نیچے رانچی درج تھا اور زرد رنگ کی نمبر پلیٹ تھی"...... جواد احمد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کوئی سٹیکر یا کوئی خاص نشانی۔ سوچ کر جواب دینا"...... ٹائیگر نے کہا تو نوجوان نے آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ مجھے یاد آگیا ہے۔ اس کی فرنٹ سیٹ کے تالے کے نیچے ایک چھوٹا سا سٹیکر موجود تھا۔ اس پر اڑتی ہوئی پری نظر آرہی تھی"...... جواد احمد نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا تم نے درست بتایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بالکل جناب۔ بالکل درست بتایا ہے"...... جواد احمد نے جواب دیا اور اس کے لہجے سے ہی ٹائیگر کو اندازہ ہو گیا کہ وہ درست

کہہ رہا ہے۔

"اوکے۔ یہ لو پانچ ہزار روپے تمہارے ہو گئے۔ اللہ حافظ"۔ ٹائیگر نے نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ریڈ واٹر کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی کیونکہ جس سٹیکر کی بات جواد احمد نے کی تھی وہ ریڈ واٹر کلب کا مخصوص سٹیکر تھا۔ اس پر سرخ رنگ کا سمندر دکھایا گیا تھا جس پر ایک اڑتی ہوئی پری موجود تھی اور پھر جب ٹائیگر نے کمپاؤنڈ گیٹ میں اپنی کار موڑی تو بے اختیار اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ ایک سیاہ رنگ کی اسی ماڈل کی کار گیٹ کے سامنے موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کار کا رجسٹریشن نمبر واقعی رانچی کا تھا اور پھر ٹائیگر نے فرنٹ تالے کے نیچے کلب کا مخصوص سٹیکر بھی چیک کر لیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کار کلب کی ہے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان موجود تھا جو ٹائیگر کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ ادر یہاں"...... اس نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم مجھے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔ میں لائن کلب میں کام کرتا رہا ہوں۔ آپ وہاں اکثر

آتے رہتے تھے اور باس جیری تو آپ کی بے حد تعریفیں کرتے تھے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"تو پھر یہاں کیوں آگئے ہو۔ کوئی خاص بات ہے کیا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ایک غلطی کی وجہ سے باس جیری میری طرف سے بدظن ہو گئے اور انہوں نے مجھے فارغ کر دیا"..... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی میرا نام مارٹن ہے"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واپس لائن کلب جانا چاہتے ہو۔ میں جیری کو کہہ دیتا ہوں اور جیری میری بات نہیں ٹالتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہو گی جناب۔ لائن کلب شرفا۔ کا کلب ہے جبکہ یہ تو بس کیا کہوں۔ آپ خود سمجھ دار ہیں"...... نوجوان نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"بے فکر رہو۔ تم یوں سمجھو کہ واپس چلے گئے ہو۔ میں کل ہی جیری کو کہہ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو مارٹن کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب تم میرا ایک کام کرو"...... ٹائیگر نے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کام کیا ہے"...... مارٹن نے چونک کر کہا۔

"باہر ایک کار موجود ہے۔ یہ بتاؤ کہ یہ کار کس کی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ کار کلب کی جنرل کار ہے۔ کلب کا منیجر، اسسٹنٹ منیجر اور ایسے ہی دوسرے لوگ اسے استعمال کرتے ہیں"...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کار کو سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ پر قاتلانہ حملے میں استعمال کیا گیا ہے۔ آج سے تین روز پہلے۔ دو آدمی آئے تھے۔ ان کے حلیئے، قدوقامت اور لباس کے بارے میں تفصیل میں بتا دیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ سپیشل روم میں بیٹھیں میں وہیں آرہا ہوں۔ پھر اطمینان سے بات ہو گی"...... مارٹن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ وہ چونکہ یہاں بھی اکثر آتا رہتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ سپیشل روم کہاں ہیں۔ وہ ایک سپیشل روم میں بیٹھ گیا۔ البتہ اس نے دروازہ بند نہیں کیا تھا تاکہ مارٹن اسے یہاں دیکھ لے اور پھر تھوڑی دیر بعد مارٹن اندر داخل ہوا اور اس نے اندر آتے ہی دروازہ بند کیا اور اس کا حفاظتی نظام آن کر دیا تاکہ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت باہر سنائی نہ دے سکے۔

"جی اب فرمایئے جناب"...... مارٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے تفصیل سے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بتا دیا۔

"ہونہہ۔ قدوقامت کے لحاظ سے تو یہ آرتھر اور فیری ہیں۔ البتہ

حلیئے مختلف ہیں"۔ مارٹن نے کہا۔

"یہ دونوں کیا کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"صرف ایک عرض ہے کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے"۔ مارٹن نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تم مجھے تو جانتے ہو"..... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اس میں سے دس نوٹ علیحدہ کر کے اس نے نوٹ زبردستی مارٹن کی جیب میں ڈال دیئے۔

"جناب۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں"..... مارٹن نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تم لائن کلب میں پہنچ جاؤ گے اور یہ رقم تو صرف اس لئے دی ہے کہ تم اپنی چھوٹی موٹی ضروریات پوری کر سکو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ آرتھر اور فیری دونوں کی جوڑی کو ریڈ کلر کہا جاتا ہے۔ انتہائی خطرناک اور سفاک پیشہ ور قاتل ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ کس کے تحت کام کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کلب کے مالک ٹاسکی کے تحت جناب"...... مارٹن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹاسکی۔ کیا وہ کلب کا مالک ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں۔ ویسے عام طور پر وہ کلب کا منیجر سمجھا جاتا ہے لیکن اصل مالک وہی ہے"..... مارٹن نے جواب دیا۔

"یہ آرتھر اور فیری اس وقت کہاں ہوں گے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"ان کی رہائش گاہ سٹار پلازہ میں ہے۔ دونوں ایک ہی فلیٹ میں رہتے ہیں۔ فلیٹ نمبر بارہ میں"..... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا اس وقت وہیں ہوں گے وہ"..... ٹائیگر نے کہا۔

"یقیناً۔ کیونکہ وہ رات کو ہی کلب آتے ہیں اور پھر ساری رات یہاں رہتے ہیں اور صبح کے وقت اگر انہیں کوئی کام نہ ہو تو سارا دن پڑے سوتے رہتے ہیں"..... مارٹن نے جواب دیا۔

"اور یہ ٹاسکی۔ وہ کہاں ہوگا اس وقت"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کے بارے میں مجھے کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب سب کچھ بھول جاؤ اور ایک دو روز میں تم واپس لائن کلب پہنچ جاؤ گے"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سپیشل روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار سٹار پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ پہلے آرتھر اور فیری کے بارے میں کنفرم ہونا چاہتا تھا کہ کیا واقعی وہی اس حملے میں شریک تھے۔ سٹار پلازہ میں اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اور دو کلپ ہتھکڑیاں نکال کر جیب میں ڈالیں اور سیٹ بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا اور کار لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت

کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فلیٹ لگژری ٹائپ کے تھے اور ساؤنڈ پروف تھے۔ فلیٹ نمبر بارہ کا دروازہ بند تھا اور سائیڈ پر آرتھر اور فیری دونوں کی مشترکہ نیم پلیٹ موجود تھی۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پا کر اس نے بے ہوش کرنے والے پسٹل کا دہانہ لاک ہول پر رکھا اور یکے بعد دیگرے تین بار ٹریگر دبا دیا اور پھر پسٹل ہٹا کر اس نے اسے جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا۔ آخر میں سیڑھیاں اوپر والی منزل کی جا رہی تھیں۔ وہ ان سیڑھیوں کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچا اور پھر راہداری میں سے گزر کر وہ سامنے کے رخ پر موجود لفٹ کے ذریعے واپس گراؤنڈ فلور پر پہنچا اور ایک بار پھر وہ فلیٹ نمبر بارہ کے سامنے موجود تھا۔ اس نے یہ ساری کارروائی اس لئے کی تھی کہ اس پر کسی کو شک نہ پڑے اور گیس کے اثرات کا وقت بھی گزر جائے۔ فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے جیب سے مڑی ہوئی تار نکالی اور پھر اسے کی ہول میں ڈال کر اس نے اسے مخصوص انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کٹک کی آواز کے ساتھ ہی لاک کھل گیا اور ٹائیگر نے ہینڈل دبا کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔ گیس کی بو موجود نہ تھی اس لئے وہ اندرونی کمروں کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے دو کمروں میں دو آدمیوں کو دو عورتوں کے ساتھ بیڈز پر بے ہوش پڑے دیکھا۔ ان کے حلیئے تو واقعی مختلف تھے لیکن قد و قامت کے لحاظ سے وہ واقعی وہی تھے جن کے بارے میں فائل میں تفصیل

موجود تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک آدمی کو اٹھا کر سائیڈ کرسی پر ڈالا اور پھر جیب سے اس نے کلپ ہتھکڑی نکال کر اس کے بازو اس کے عقب میں کر کے نہ صرف ہتھکڑی لگا دی بلکہ کلپ کو مزید پریس کر کے اس نے اسے ڈبل لاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ دوسرے کمرے میں پہنچا اور اس نے وہاں موجود دوسرے آدمی کو اٹھایا اور اسے پہلے کمرے میں لا کر اس نے اس کے ساتھ بھی وہی کارروائی کی جو اس نے پہلے آدمی کے ساتھ کی تھی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ دوسرے کمرے میں پہنچا اور وہاں بے ہوش پڑی ہوئی عورت کو اٹھا کر اس نے پہلے والے کمرے میں بیڈ پر پڑی ہوئی عورت کے ساتھ لٹا کر ان پر کمبل ڈال دیا۔ صرف ان کے چہرے کمبل سے باہر تھے۔ گو اسے معلوم تھا کہ گیس کی وجہ سے وہ دونوں چار گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتیں لیکن پھر بھی وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر شیشی کا دہانہ ایک آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ماسک میک اپ باکس نکالا اور ایک ماسک نکال کر اس نے اسے اپنے منہ پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ماسک ایڈجسٹ ہو گیا تو اس وقت تک اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بازو عقب میں بندھے

ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ کرسی پر دھم سے گر گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے"... اس آدمی نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا نام آرتھر ہے۔ مگر تم کون ہو"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ فیری ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر اسے کیا ہوا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"بے ہوش ہے اور تمہاری عورتیں بھی بے ہوش پڑی ہوئی ہیں اور میرے پاس مشین پسٹل بھی موجود ہے۔ تم اب چند لمحوں بعد ہی لاش میں تبدیل ہو سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے آ گئے"...... آرتھر نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو آرتھر۔ تم اور فیری نے ریڈ واٹر کلب کی کار میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ پر اس کے آفس میں داخل ہو کر قاتلانہ حملہ کیا۔ گو تم نے حلیئے بدل لئے تھے لیکن تم دیکھ لو کہ میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں اور یہ بھی سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کام تم نے براہ راست خود نہیں کیا بلکہ تمہیں صرف ٹاسک دیا گیا ہے اس لئے تم مڈل مین ہو۔ چونکہ سپرنٹنڈنٹ فیاض بچ گیا ہے اس لئے تمہیں بھی زندہ رہنے کا موقع دیا جا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم یہ بات

کنفرم کرا دو کہ یہ واردات تم دونوں نے کی ہے اور یہ بھی بتا دو کہ یہ کام تمہیں ٹاسکی نے دیا ہے یا کسی اور نے"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"پہلے تو تم بتاؤ کہ تم ہو کون اور یہاں تک کیسے پہنچے"۔ آرتھر نے کہا تو ٹائیگر نے مشین پسٹل سامنے میز پر رکھا اور جیب سے شیشی نکال کر وہ اٹھا اور فیری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹا کر شیشی کا دہانہ فیری کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی، اس کا ڈھکن بند کیا اور شیشی جیب میں ڈال کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں اب فیری پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے آرتھر کو اس طرح نظرانداز کر دیا تھا جیسے اس کا وجود عدم وجود کے برابر ہو۔ چند لمحوں بعد فیری نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ بھی اسی کیفیت سے گزرا جس کیفیت سے پہلے آرتھر گزر چکا تھا۔

"آرتھر۔ آرتھر۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون ہے"...... فیری نے آرتھر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آرتھر نے میرے سوالوں کے جواب دینے سے انکار کر دیا ہے اس لئے میں نے اسے سزائے موت دے دی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ

دبا دیا اور آرتھر جو جواب دینے کے لئے ابھی منہ کھول ہی رہا تھا یکلخت چیختا ہوا کرسی پر تڑپنے لگا اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"دیکھا تم نے فیری۔ موت کسے کہتے ہیں۔ تم نے اب تک ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لوگوں کو ہلاک کیا ہو گا اور شاید ان کی موت سے لطف اندوز بھی ہوئے ہو گے لیکن اب سامنے اپنے ساتھی کی موت کا نظارہ تمہیں واقعی انوکھا لگا ہو گا۔ کیا خیال ہے"۔ ٹائیگر نے فیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کا رنگ خوف کی شدت سے زرد ہو گیا تھا اور آنکھیں موت کے خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"تم۔ تم نے آرتھر کو مار دیا۔ اوہ۔ اوہ گاڈ"...... فیری نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

"یہ دونوں عورتیں بھی اسی بے ہوشی میں ہلاک ہو سکتی ہیں۔ دکھاؤں نظارہ"...... ٹائیگر نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ تم کیا چاہتے ہو"...... فیری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"صرف تمہاری موت اور کچھ نہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو فیری بے اختیار اچھل پڑا۔

"مم۔ مم۔ مگر کیوں۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"۔ فیری کی حالت اور خراب ہو گئی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے بھی آرتھر کی طرح جھوٹ بولنا ہے"۔

ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ نہیں۔ تم پوچھو۔ میں سچ بتاؤں گا۔ بالکل سچ"۔ فیری واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ پر اس کے آفس میں گھس کر قاتلانہ حملہ تم نے اور آرتھر نے کیا تھا"... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں"۔ فیری نے جواب دیا۔

"کس کے کہنے پر"..... ٹائیگر نے پوچھا۔

"باس ٹاسکی کے کہنے پر"۔ فیری نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"... ٹائیگر نے کہا تو فیری نے میک اپ کرنے اور آفس میں گھس کر سپرنٹنڈنٹ پر فائرنگ کرنے سے لے کر واپس جانے اور میک اپ تبدیل کر لینے کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"تو ٹاسکی اس وقت کہاں ہو گا"..... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ہمیشہ خفیہ رہتا ہے اس لئے اس کا فون نمبر کسی کو معلوم نہیں ہے جبکہ ہم اس سے فون پر ہی بات کرتے ہیں"۔ فیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"تم فون کر کے یہ کنفرم کراؤ کہ نمبر واقعی اسی کا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن میں اسے کیا کہوں"...... فیری نے کہا۔

"جو مرضی آئے کہو۔ میں کنفرم کرنا چاہتا ہوں ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مت مارو۔ میں بات کرتا ہوں"...... فیری نے کہا تو ٹائیگر نے ایک طرف پڑے ہوئے فون کو اٹھا کر فیری کے قریب رکھی ہوئی تپائی پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے اس کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور رسیور بندھے ہوئے فیری کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"کون ہے"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میڈم میں فیری بول رہا ہوں۔ باس ناسکی سے ایک ضروری بات کرنی ہے"...... فیری نے کہا۔

"اوکے۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"یس۔ ناسکی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور خشک لہجے میں بولتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں فیری بول رہا ہوں۔ باس مجھے اطلاع ملی ہے کہ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کے سلسلے میں کچھ اجنبی لوگ آرتھر اور میرے بارے میں مختلف انداز میں پوچھتے پھر رہے ہیں"...... فیری نے کہا۔

"کیا انہوں نے تمہارے نام لئے ہیں یا تمہارے میک اپ اور حلیئے بتا کر پوچھ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے ناسکی نے چونک کر کہا۔

"حلیئے بتا کر باس۔ لیکن اس بار وہ ساتھ ساتھ قدوقامت بھی بتا رہے ہیں"...... فیری نے کہا۔

"تو پھر اس میں پریشان ہونے کی کون سی بات ہے۔ تمہارے قدوقامت کے ہزاروں لوگ دارالحکومت میں موجود ہوں گے اور سنو۔ آئندہ ایسی فضول باتوں کے لئے مجھے فون نہ کرنا ورنہ عبرتناک سزا دوں گا"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب تو تم کنفرم ہو گئے ہو"...... فیری نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی فیری کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے فیری اور آرتھر دونوں کے ہاتھوں سے کلپ ہتھکڑیاں اتاریں اور انہیں جیب میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"سنٹرل انٹیلی بیورو سے سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ پوری تفصیل اور جس کے نام نصب ہو اس کے بارے میں بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم سرکاری کام ہے"...... ٹائیگر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی فرمائیں"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا اور ٹائیگر نے فیری کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد آپریٹر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ نمبر گلفشاں کالونی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں نصب ہے اور رؤف خان کے نام پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے کیونکہ یہ انتہائی اہم سرکاری مسئلہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے دو بار اچھی طرح چیک کر کے بتایا ہے"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از سٹیٹ سیکرٹ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ میں سمجھتی ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور تیزی سے مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے گلفشاں کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے کالونی کی ایک پارکنگ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کوٹھی نمبر آٹھ کی طرف بڑھ گیا۔ یہ عام سی رہائشی کوٹھی تھی۔ ستون پر رؤف خان کا نام درج تھا۔ ٹائیگر سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے اس نے پسٹل کا رخ اندرونی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے چار کیپسول اندر گرے اور ہلکی سی ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر نے پسٹل جیب میں ڈالا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عقبی گلی میں موجود تھا جہاں کوڑے کے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ وہ تقریباً دس منٹ تک وہیں کھڑا رہا۔ پھر اس نے ہائی جمپ کے انداز میں جمپ لگایا اور اس کے دونوں ہاتھ عقبی دیوار کے کنارے پر پڑے اور دوسرے لمحے اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا اور ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سے وہ اندر چھوٹے سے پائیں باغ میں اتر چکا

تھا۔ چند لمحے وہ وہیں کھڑا رہا۔ پھر سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا وہ سامنے کے رخ پر آگیا۔ یہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ وہ عمارت میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد اس نے پوری کوٹھی چیک کر لی۔ کچن میں ایک ملازم نما آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ ایک کمرے میں ایک نوجوان لڑکی اور ایک ادھیڑ عمر مرد کرسیوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ گیٹ کے قریب ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک گارڈ کی یونیفارم پہنے ہوئے آدمی پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی ادھیڑ عمر ہی ٹاسکی ہو گا۔ اس نے اس ادھیڑ عمر کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا سوچتا رہا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس آدمی سے یہیں پوچھ گچھ کرے یا اسے اٹھا کر کہیں اور لے جائے لیکن پھر اس نے اس سے یہیں پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ یہ جگہ بھی محفوظ تھی۔ اس نے جیب سے ہتھکڑی نکالی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس ادھیڑ عمر آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے ہتھکڑی لگا دی۔ اس نے کلپ کو پریس کر کے ڈبل لاک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اینٹی گیس کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اس کا دہانہ ادھیڑ عمر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی، اس کا ڈھکن بند کیا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ اطمینان سے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس ادھیڑ عمر آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا۔ کون ہو تم"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر ہی ٹائیگر کنفرم ہو گیا کہ وہ ٹاسکی ہی ہے کیونکہ وہ پہلے فون پر اس کی آواز سن چکا تھا۔

"تمہارا نام ٹاسکی ہے اور تم ریڈ واٹر کلب کے مالک ہو"۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ البتہ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ میرا نام رؤف خان ہے اور میں تو بزنس مین ہوں۔ یہ میری بیوی نائلہ ہے"...... تم کس ٹاسکی کی بات کر رہے ہو"...... اس ادھیڑ عمر نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں تمہارے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں۔ پہلے تم یہ تجویز سن لو پھر آگے بات ہو گی۔ تمہارے آدمی آرتھر اور فیری کلب کی کار میں سوار ہو کر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر گئے۔ انہوں نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے سیدھے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے آفس میں گئے اور وہاں اس پر سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے فائر کھول دیا اور اپنی طرف سے وہ اسے ہلاک کر کے آ گئے۔ وہ دونوں میک اپ میں تھے اور واپس آ کر انہوں نے میک اپ ختم کر دیا اور تم بھی اور وہ دونوں بھی مطمئن ہو گئے کہ اب انہیں ٹریس نہ کیا جا سکے گا اور تم ریڈ واٹر کلب کے مالک ہونے کے باوجود سامنے نہیں آتے اور یہاں رؤف خان بن کر رہتے ہو۔ البتہ یہاں سے

خصوصی فون کے ذریعے ناسکی کے طور پر تمام کنٹرول کرتے ہوئے
آرتھر اور فیری دونوں اپنے فلیٹ میں اپنی عورتوں کے ساتھ موجود
تھے۔ آرتھر اور فیری دونوں نے کنفرم کر دیا کہ انہوں نے یہ کارروائی
کی تھی اور تمہارے حکم پر کی تھی۔ اس کے بعد میرے کہنے پر فیری
نے یہاں تمہیں فون کیا۔ فون تمہاری بیوی یا جو بھی عورت ہے
اس نے اٹنڈ کیا اور اس کے بعد تم نے بات کی۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے تفصیل سے ناسکی اور فیری کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی
دوہرا دی۔ پھر میں نے فون آفس کو تمہارا فون نمبر بتا کر معلوم کر لیا
کہ یہ نمبر یہاں نصب ہے اور رؤف خان کے نام پر ہے۔ میں یہاں آیا
اور میں نے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول اندر
فائر کئے جس سے تم، یہ عورت، ایک گارڈ اور ایک باورچی بے ہوش
ہو گئے۔ تمہارے علاوہ وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور چار
گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے اس لئے وہ تمہاری کوئی مدد
نہیں کر سکتے۔ تم مجھے تفصیل سے بتا دو کہ تم نے کس کے کہنے پر یہ
کارروائی کی ہے اور کنفرم کرا دو تو میں تمہیں ہلاک کرنے کی بجائے
انٹیلی جنس کے حوالے کر دوں گا اور اگر ایسا ہو گا تو پھر تم اچھی طرح
جانتے ہو کہ قانونی کارروائی ہونے کی بنا پر بچ نکلنے کے سینکڑوں
راستے نکل آتے ہیں لیکن اگر تم انکار کرو گے تو پھر میں صرف ٹریگر
دباؤں گا اور آرتھر اور فیری کی طرح تم بھی دنیا سے کوچ کر جاؤ گے
اور اتنا تو تمہیں بھی معلوم ہو گا کہ مرنے کے بعد اس زندگی سے

انجوائے نہیں کر سکتے اس لئے ہاں یا نہ میں جواب دو"۔ ٹائیگر نے
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے قانون کے حوالے کر دو گے"...... ناسکی نے
کہا۔

"ہاں۔ ورنہ مجھے اس آفر کی کیا ضرورت ہے۔ میں صرف ٹریگر دبا
دوں گا اور معاملہ ختم"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اس طرح تم کسی طرح بھی یہ معلوم نہ کر سکو گے کہ
کس پارٹی نے اس قتل کی بکنگ کرائی تھی"...... ناسکی نے کہا تو
ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اسے
صرف قاتلانہ حملہ کرنے والے مجرم چاہئیں۔ یہ تو میں اپنے طور پر تم
سے پوچھ رہا ہوں اور آرتھر اور فیری نے جو گفتگو کی ہے اور انہوں نے
جس طرح یہ بات کنفرم کرائی ہے اس کی ٹیپ میری جیب میں
موجود ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو یہ بات انٹیلی جنس آسانی
سے چیک کر لے گی کہ تم ناسکی بھی ہو اور رؤف خان بھی"۔ ٹائیگر
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... ناسکی نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اپنی زندگی بچا لو ناسکی۔ مجھے چونکہ تم سے براہ راست کوئی
دشمنی نہیں ہے اس لئے میں تمہیں ہلاک نہیں کر [illegible]

فری کو میں نے اس لئے ہلاک کر دیا تھا کہ وہ انتہائی گھٹیا درجے کے لوگ تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا نام واقعی ٹاسکی ہے۔ میں یہاں روف خان کے نام سے رہتا ہوں۔ کافرستان کے دارالحکومت میں گرانڈ ہوٹل کا مالک لاوس میرا گہرا دوست ہے۔ وہ یہاں پاکیشیا میں بھی چار پانچ سال رہ چکا ہے۔ اس نے مجھے فون پر اس قتل کی ٹپ دی تھی"...... ٹاسکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم نے درست بتایا ہے۔ اب میں انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو یہاں بلاتا ہوں تم اس کے سامنے اقرار کر لینا۔ اس کے بعد ظاہر ہے وہ تمہیں قانون کے حوالے کر دیں گے اور چونکہ نہ ہی تم نے براہ راست حملہ کیا ہے اور نہ ہی سپرنٹنڈنٹ ہلاک ہوا ہے اس لئے تمہارے وکیل تمہیں خود ہی جیل سے آزاد کرا لیں گے"...... ٹائیگر نے کہا تو ٹاسکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا خصوصی نمبر دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ علی عمران صاحب کا شاگرد۔ سر عبدالرحمن صاحب سے بات کرائیں۔ میں نے انہیں ایک انتہائی اہم اطلاع دینی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمن کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے"...... سر عبدالرحمن نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے سوپر فیاض پر قاتلانہ حملہ کرنے والے گروہ کے سرغنہ کو ٹریس کر لیا ہے اور اس نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے سوپر فیاض کو قتل کرنے کی بکنگ کافرستان کے دارالحکومت میں واقع گرانڈ ہوٹل کے مالک لاوس نے کرائی تھی"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنی جلدی تم نے کیسے ٹریس کر لیا"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں، جناب"...... ٹائیگر نے

بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"پھر تو تمہیں اس کی طرح احمق ہونا چاہئے"۔۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے بے اختیار ہو کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"سر۔ اس سرغنہ کا نام ٹاسکی ہے اور یہ ریڈ واٹر کلب کا مالک ہے لیکن یہ خود رؤف خان کے نام سے کہکشاں کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ بلاک اے میں رہتا ہے۔ البتہ فون پر ٹاسکی کے نام سے معاملات کی بکنگ کرتا ہے اور کنٹرول کرتا ہے۔ اس نے پیشہ ور قاتلوں کا پورا گروپ بنایا ہوا ہے۔ اس گروپ کے دو آدمی آرتھر اور فیری نے میک اپ کر کے سوپر فیاض کے آفس میں داخل ہو کر ان پر حملہ کیا اور پھر واپس جا کر میک اپ ختم کر دیا۔ میں اس وقت کہکشاں کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے میں موجود ہوں اور ٹاسکی یہاں موجود ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے خود ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے اسے ٹریس کیسے کیا"۔۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن کو شاید ابھی تک یقین نہ آرہا تھا کہ جس کلیو کے لئے پوری انٹیلی جنس اتنے روز تک ٹکریں مارنے کے باوجود کچھ حاصل نہ کر سکی تھی اس کا ٹائیگر نے اتنی جلدی نہ صرف کلیو حاصل کر لیا تھا بلکہ اصل سرغنہ تک بھی پہنچ گیا اور پھر ٹائیگر نے انہیں کار کے بارے میں معلومات حاصل کر کے سٹیکر کے بارے میں معلوم ہونے سے لے کر ٹاسکی تک پہنچنے کی پوری روئیداد سنا دی لیکن اس نے درمیان میں اتنا بتایا کہ حملہ آوروں یعنی آرتھر اور فیری دونوں نے اس پر حملہ کر دیا تھا

اس لئے اس نے اپنے ڈیفنس میں انہیں ہلاک کر دیا ہے البتہ ان کی عورتیں ویسے ہی فلیٹ میں بے ہوش پڑی ہوئی ہیں۔

"فلیٹ کے بارے میں تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے کہا تو ٹائیگر نے فلیٹ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے تم وہیں رکو میں خود آرہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دیکھا میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے ٹاسکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔۔۔ ٹاسکی نے کہا۔

"اب یہ بتا دو کہ کافرستان کے لاوس کو سوپر فیاض سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے کہ وہ وہاں کافرستان میں بیٹھ کر یہاں اسے ہلاک کرائے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس کا تعلق برائٹ آئی سے ہے اور انٹیلی جنس نے یہاں برائٹ آئی کا سارا اسیٹ اپ ہی ختم کر دیا تھا اس لئے یقیناً لاوس نے انتقامی کارروائی کے طور پر یہ حرکت کی ہو گی"۔۔۔۔۔۔ ٹاسکی نے جواب دیا۔

"برائٹ آئی۔ تمہارا مطلب ہے وہ انسانی آنکھوں کے قرنیے اسمگل کرنے والی تنظیم"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ وہی۔ نہ صرف وہ یہ کام کرتے ہیں بلکہ ان کا دوسرا سیکشن سارے انسانی جسم کے ا

نے کہا۔

"خاصا گھٹیا سا کام ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ہے تو ایسا لیکن اس میں دولت ملتی ہے اور پکڑے جانے کا بھی کوئی خطرہ نہیں کیونکہ جب لاش ہی نہیں ملتی تو پھر ہو گا کیا"...... ٹاسکی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے عمران پر حملہ کرنے والے فلیک نے بھی لاوس کا ہی نام لیا تھا اور اب ٹاسکی نے بھی لاوس کا ہی نام لیا ہے اس لئے ٹائیگر نے ٹاسکی سے اس بارے میں پوچھا تھا اور ٹاسکی کے بتانے پر ساری بات کلیئر ہو گئی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جا کر پھاٹک کھولا تو سر عبدالرحمن کی خصوصی جیپ اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے انٹیلی جنس کی دو اور جیپیں بھی تھیں۔ تینوں جیپیں اندر پہنچ کر رک گئیں۔ سر عبدالرحمن جیپ سے اترے تو ٹائیگر نے مؤدبانہ انداز میں انہیں سلام کیا۔

"کہاں ہے وہ آدمی"...... سر عبدالرحمن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اندر کمرے میں جناب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ کمرے میں ٹاسکی موجود تھا۔ سر عبدالرحمن نے اس سے تفصیل سے بات کی اور اس کے بعد انہوں نے اسے گرفتار

کرنے کا حکم دے دیا۔

"اس فلیٹ پر تم نے آرتھر اور فیری کو ہلاک کیا تھا"...... سر عبدالرحمن نے اچانک ٹائیگر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں نے بتایا ہے کہ میں نے حفاظت خود اختیاری کے طور پر انہیں ہلاک کیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ تمہارے پاس کوئی اختیار نہیں کہ تم لوگوں کو ہلاک کرتے پھرو۔ اسے بھی گرفتار کر لو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو وہاں موجود انٹیلی جنس کے انسپکٹروں نے چشم زدن میں ٹائیگر کے بازو عقب میں کر کے ہتھکڑی ڈال دی۔ ٹائیگر کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ سر عبدالرحمن ایسا کریں گے ورنہ وہ واقعی آرتھر اور فیری کی بات ہی نہ کرتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا اور پھر اسے بھی جیپ میں بٹھا کر ہیڈ کوارٹر لایا گیا اور اسے بھی ٹاسکی کے ساتھ حوالات میں ڈال دیا گیا۔

"اسے کہتے ہیں نیکی کا بدلہ"...... ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹاسکی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم شاید نئے ہو اس فیلڈ میں۔ بہرحال تم پر تو براہ راست دو آدمیوں کے قتل کرنے کا الزام ہے اس لئے تمہارے بچ جانے کا کوئی سکوپ بھی نہیں"...... ٹاسکی نے کہا تو ٹائیگر نے کلائی پر موجود گھڑی کا ونڈ بٹن گھما کر اس کی سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر کیا تو

گھڑی کے ڈائل پر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"....... ٹائیگر نے گھڑی کو منہ کے قریب لے جا کر کہا اور پھر گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"....... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے انہیں تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"تم نے حماقت کی کہ سر عبدالرحمن کو سب کچھ بتا دیا۔ وہ بااصول آدمی ہیں اس لئے اب باقاعدہ تمہاری ضمانت اعلیٰ سطح پر کرانی پڑے گی۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ ایک گھنٹے بعد تم رہا ہو جاؤ گے۔ اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ونڈ بٹن بند کیا اور پھر حوالات میں موجود ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس کے لئے یہ واقعی ایک نیا تجربہ تھا کہ وہ سرکاری حوالات میں خود بند تھا۔ اگر سر عبدالرحمن کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ٹائیگر کبھی اس طرح ان کے ہاتھ نہ آسکتا تھا لیکن عمران کی وجہ سے ٹائیگر کو خاموش ہونا پڑا۔

بلیک زیرو نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر لیٹے ہوئے عمران نے آہٹ سن کر آنکھیں کھولیں اور پھر بلیک زیرو کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے جسم کو چونکہ بیڈ کے ساتھ کلپ کر دیا گیا تھا اس لئے وہ صرف سر اور گردن ہلا سکتا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے"....... عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ آپ سے چند معاملات میں مشورے کی ضرورت پڑ گئی ہے اس لئے مجھے خود آنا پڑا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ بتاؤ"....... عمران نے لیٹے لیٹے کہا۔

"آپ کا شاگرد ٹائیگر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی حوالات میں ہے اور اس پر دو آدمیوں کے قتل کا الزام ہے"....... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہوا اور کیوں"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ڈیڈی سر عبدالرحمن کے حکم پر اسے گرفتار کیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سرسلطان کے فون آنے سے لے کر ٹائیگر کو سر عبدالرحمن کے پاس پہنچنے اور پھر ٹائیگر کی طرف سے حوالات سے اسے ٹرانسمیٹر کال آنے تک کا ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ٹائیگر نے واقعی حماقت کی ہے۔ اس نے ڈیڈی کو بھی ایکسٹو سمجھ لیا کہ جتنے آدمی چاہے مار ڈالو۔ اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب حماقت تو ہو گئی لیکن اب کیا کیا جائے۔ سر عبدالرحمن تو چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے اسے رہا نہیں کریں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سرسلطان سے بات کر کے انہیں کہو کہ وہ کسی وکیل کو کہہ کر عدالت سے اس کی ضمانت فوری طور پر منظور کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ آپ نے ناٹران سے کہا تھا کہ گرانڈ ہوٹل اور لاڈس کے بارے میں معلومات حاصل کرے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ناٹران کی رپورٹ ہے کہ گرانڈ ہوٹل میں نہ کسی لاڈس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے اور نہ ہی کسی ریٹا کے بارے میں جبکہ تنویر، صفدر اور ٹائیگر نے آپ پر حملہ کرنے والے گروپ کے سرغنہ فلیک سے معلوم کیا ہے کہ آپ کو قتل کرانے والا کافرستان کے گرانڈ ہوٹل کا لاڈس ہے اور اب ٹائیگر نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق سوپر فیاض پر حملہ بھی اسی لاڈس نے کرایا ہے۔ البتہ ٹائیگر نے ایک اہم بات معلوم کر لی ہے کہ لاڈس کا تعلق اس انسانی آنکھوں کے قرنیے فروخت کرنے والی تنظیم برائٹ آئی سے ہے اور چونکہ سوپر فیاض نے یہاں برائٹ آئی کا سیٹ اپ ختم کیا تھا اس لئے لاڈس نے اسے ہلاک کرنے کا مشن یہاں کے آدمی ناسکی کو دیا تھا اور چونکہ اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس ساری کارروائی کی بنیاد آپ تھے اس لئے اس نے دوسرے گروپ کے ذریعے آپ کو ہلاک کرانے کی کوشش کی۔ اس کا مطلب ہے کہ لاڈس وہاں موجود ہے اور وہی اصل آدمی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ اصل آدمی نہیں ہے بلکہ اصل آدمی تک پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ بھی کافرستانی سیٹ اپ کا انچارج ہو گا جیسے یہاں جیمسن اور ریٹا تھی۔ اس تنظیم کا اصل ہیڈ کوارٹر یقیناً یورپ اور ایکریمیا میں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے۔ کیا ٹیم کو کافرستان بھیجا جائے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہاں اس مکروہ کاروبار کا سیٹ اپ ختم کر دیا گیا ہے اس لئے اب ہم نے اس کے پیچھے کہاں جانا ہے۔ اگر یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا تو پھر دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ انسان چاہے پاکیشیا کا رہنے والا ہو یا کافرستان یا کسی اور ملک کا۔ بہرحال انسان ہوتا ہے اور انسان کو ہلاک کر کے اس کے اعضاء کو فروخت کرنا دنیا کا مکروہ ترین کاروبار ہے۔ ایسے لوگ اس دھرتی پر قطعاً قابل برداشت نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ پر اور سوپر فیاض پر قاتلانہ حملے بتا رہے ہیں کہ وہ آپ کا خاتمہ کر کے اس کاروبار کو دوبارہ یہاں سیٹ کرنا چاہتے ہیں اور اس بار تو ہمیں علم ہو گیا مگر دوسری بار اگر علم نہ ہوا تو۔ اس لئے اس مکروہ ترین بزنس کی جڑ کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ یہ انسانیت سوز جرم ہے"...... بلیک زیرو نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تم اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں تو اس حالت میں جا نہیں سکتا البتہ تم جولیا کی سربراہی میں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو بھیج دو۔ پہلے انہیں کافرستان بھجوا دو۔ وہاں سے وہ اس لاڈس کو تلاش کر کے اس سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کریں اور پھر جہاں بھی ہیڈ کوارٹر ہو وہاں پہنچ کر اس سلسلے کا ہی خاتمہ کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس کیس کے سلسلے میں تنویر کو لیڈر بنایا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن پھر اس کے ساتھ کسے بھیجو گے۔ جولیا اور صفدر دونوں اس سے سینئر ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے نعمانی، چوہان اور خاور تینوں کو ساتھ بھیج دیا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر ایسا ہے کہ ٹائیگر کو علیحدہ سے بھجوا دو۔ یہ تمام لوگ زیر زمین دنیا سے متعلق ہوں گے اس لئے ٹائیگر وہاں اسی انداز میں کام کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بہتر رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر ادھر ادھر کی دوسری باتوں کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے اجازت لی اور پھر کار لے کر وہ دانش منزل کے عقبی طرف خفیہ راستے پر پہنچ گیا۔ اس نے کار چھوٹی سی بند راہداری میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ خفیہ راستے سے آپریشن روم میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں طاہر"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ ٹائیگر کے سلسلے میں"......

بار اس نے اپنی اصل آواز میں بات کی تھی۔

"میں نے بھی تمہیں اسی سلسلے میں کال کی ہے۔ سر عبدالرحمن نے ٹائیگر کو قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے اور پھر انہوں نے مجھے فون کر کے باقاعدہ اطلاع دی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف کو کہہ دوں کہ وہ قانون کے معاملے میں مداخلت نہ کرے۔ ویسے بات تو ان کی ٹھیک ہے طاہر۔ ٹائیگر کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ وہ جسے چاہے ہلاک کرتا پھرے۔ کیا اسے حکومت نے لوگوں کو مارنے کا لائسنس دے رکھا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اس کا کہنا ہے کہ اس نے انہیں حفاظت خود اختیاری کے تحت ہلاک کیا ہے۔ وہ پیشہ ور قاتل اور چھٹے ہوئے غنڈے تھے۔ انہوں نے اچانک ٹائیگر پر حملہ کر دیا اور اپنے تحفظ کے لئے ٹائیگر کو ان پر گولی چلانی پڑی اور قانون ہر آدمی کو یہ اختیار بھی دیتا ہے اور حق بھی۔ لیکن بہرحال قانونی تقاضے ضرور پورے ہونے چاہئیں اس لئے آپ کسی اچھے وکیل سے کہہ کر ٹائیگر کی فوری ضمانت کرا لیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے کیونکہ ایک انتہائی اہم ملکی مشن پر اس کی سخت ضرورت ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ میں بات کرتا ہوں"....... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک زیرو نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"تنویر بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"....... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... تنویر کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ برائٹ آئی کے ہیڈ کوارٹر اور اس سے متعلق افراد کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ انسانی اعضاء کی اسمگلنگ اور تجارت انتہائی انسانیت سوز جرم ہے۔ اس برائٹ آئی کا سلسلہ کافرستان کے دارالحکومت میں گرانڈ ہوٹل کے مالک لاؤس سے جا ملتا ہے اور یہاں موجود ایک عورت ریٹا بھی شاید اب وہیں موجود ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس اہم ترین مشن کا لیڈر تمہیں بنایا جائے تاکہ جلد از جلد ان مکروہ مجرموں کا خاتمہ ہو سکے اور تمہیں مکمل آزادی ہے کہ جسے تم چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ لیکن میں جلد از جلد اس برائٹ آئی کا مکمل خاتمہ چاہتا ہوں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ کی مہربانی چیف۔ میں انشاء اللہ آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا"....... دوسری طرف سے تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ گو عمران نے خاور، چوہان اور نعمانی کو تنویر کے ساتھ بھیجنے کے لئے کہا تھا لیکن بلیک زیرو نے فیصلہ کیا تھا کہ جب لیڈر تنویر کو بنایا گیا ہے تو پھر

حق بھی تنویر کو حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے اس لئے اس نے ٹیم کا انتخاب بھی تنویر کے ذمہ لگا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ تنویر بہرحال ان مجرموں کو یقیناً عبرتناک انجام سے دوچار کر دے گا۔

برائٹ آئی کا چیف جیفرے اپنے آفس میں بیٹھا ہوا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیفرے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیفرے نے تیز لہجے میں کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں جیفرے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

"اوہ۔ رابرٹ تم۔ خیریت۔ کیسے کال کی ہے"...... جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ رابرٹ گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی کا بڑا معروف ایجنٹ تھا اور اس کے پاس ایشیا کا علیحدہ ڈیسک تھا۔ اس کے آدمی پاکیشیا میں بھی کام کرتے رہتے تھے۔ رابرٹ جیفرے کا کلاس فیلو بھی تھا اور دوست بھی اس لئے ان دونوں کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔ البتہ جیفرے ایکریمین تھا جبکہ رابرٹ

گرسٹ لینڈ کا تھا۔

"تمہاری برائٹ آئی کا دھندہ کیسا جا رہا ہے"...... رابرٹ نے کہا تو جیفرے بے اختیار اچھل پڑا۔

"تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ تم سے تو اس سلسلے میں کبھی بات نہیں ہوئی"...... جیفرے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق سیکرٹ ایجنسی سے ہے اور میرے آدمی پاکیشیا میں بھی کام کرتے ہیں اور پاکیشیا میں برائٹ آئی کا سیٹ اپ علی عمران اور سنٹرل انٹیلی جنس نے ختم کر دیا ہے اور ریٹا وہاں کی انچارج تھی جو کافرستان پہنچ گئی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ ریٹا کا تعلق تم سے ہے اس لئے برائٹ آئی کے چیف تم ہی ہو سکتے ہو"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی مجھے خیال نہ رہا تھا لیکن کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ تم نے کال کی ہے"...... جیفرے نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ دو پیشہ ور قاتلوں کے گروپوں نے پاکیشیا میں انتہائی خوفناک وارداتیں کی ہیں اور دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ علی عمران پر اچانک گولیوں کی بارش کر دی ہے۔ گو یہ عمران بچ نکلا لیکن پھر بھی وہ دو تین ماہ تک کام نہیں کر سکے گا۔ اس کے علاوہ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض پر بھی حملہ

ہوا ہے اور وہ بھی بچ گیا لیکن علی عمران کے ایک شاگرد جس کا نام ٹائیگر ہے، اس نے ان دونوں گروپوں کا سراغ لگا لیا اور نتیجے میں ایک گروپ اور اس کے چیف کو ہلاک کر دیا گیا اور دوسرے کو انٹیلی جنس نے گرفتار کر لیا"...... رابرٹ نے کہا۔

"تو یہ عمران اور فیاض دونوں بچ گئے ہیں۔ کیا واقعی"۔ جیفرے نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ دونوں بچ گئے ہیں۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنا سیٹ اپ سمیٹ لو ورنہ یہ لوگ اگر تم تک پہنچ گئے تو پھر نہ تم رہو گے اور تمہاری تنظیم۔ یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اپنا کاروبار بند کر دوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ دنیا کے بے شمار ممالک میں میرا کاروبار پھیلا ہوا ہے اور کروڑوں ڈالرز کا کاروبار ہے اور چند آدمیوں کے خوف سے میں اسے سمیٹ لوں۔ کیا کہہ رہے ہو تم"...... جیفرے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ برائٹ آئی کے تحت تم کیا دھندہ کر رہے ہو۔ گو یہ انتہائی ظلم ہے لیکن بہرحال دنیا میں اور کیا کچھ نہیں ہو رہا اس لئے میں اس بارے میں تو کچھ نہیں کہتا۔ البتہ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ تم کاروبار بند کر دو۔ میرا مقصد تھا کہ پاکیشیا میں جن لوگوں کے ذریعے تم تک پہنچا جا سکتا ہے انہیں انڈر گراؤنڈ کر دو

تاکہ پاکیشیائی ایجنٹ ان کے ذریعے تم تک نہ پہنچ سکیں"۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا میں تو سیٹ اپ مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ البتہ کافرستان میں سیٹ اپ کام کر رہا ہے۔ عمران اور فیاض پر حملے بھی کافرستان میں میرے آدمیوں نے کرائے ہیں اس لئے انہیں انڈر گراؤنڈ کیا جا سکتا ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"کہیں کافرستان میں تمہارا آدمی لاڈس تو نہیں ہے"...... رابرٹ نے کہا تو جیفرے بے اختیار چونک پڑا۔

"تم اسے کیسے جانتے ہو"...... جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع یہی ملی ہے کہ عمران اور فیاض پر حملہ آوروں نے کافرستان میں کسی لاڈس کا نام لیا ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ وہی ہے۔ اب"...... جیفرے نے کہا۔

"تم اسے اپنے پاس بلالو اور جلدی ورنہ کسی بھی وقت وہ لوگ اس تک پہنچ گئے تو پھر تم ٹارگٹ بن جاؤ گے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں ابھی اور اسی وقت تمہارے مشورے پر عمل کرتا ہوں"...... جیفرے نے کہا۔

"فائدے میں بھی رہو گے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیفرے نے رسیور رکھ دیا اور پھر دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر

پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کافرستان میں لاڈس جہاں بھی ہو اس سے میری بات کراؤ"۔ جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیفرے نے کہا۔

"لاڈس لائن پر موجود ہے۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... جیفرے نے کہا۔

"چیف میں لاڈس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے لاڈس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لاڈس۔ تم نے پاکیشیا میں جن دو افراد پر قاتلانہ حملے کرائے تھے وہ دونوں ہلاک نہیں ہوئے بلکہ بچ گئے ہیں"...... جیفرے نے کہا۔

"اوہ باس۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ اس قدر خوفناک حملوں کے باوجود وہ بچ جائیں۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ دوبارہ ان پر حملے ہوں گے اور کب تک یہ بچ سکیں گے"...... لاڈس نے کہا۔

"جن گروپوں کے ذریعے تم نے حملے کرائے تھے ان میں سے ایک گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور دوسرا گروپ سنٹرل انٹیلی جنس نے گرفتار کر لیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان دونوں گروپوں نے

تمہارا نام ان کے سامنے لے دیا ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کا شاگرد ٹائیگر کافرستان پہنچ رہے ہیں یا پہنچ چکے ہوں گے تاکہ تمہیں ٹریس کر کے تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچ سکیں۔ مجھے حتمی اطلاعات مل چکی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ہیڈ کوارٹر کو رسک میں ڈالوں اس لئے تم اپنا تمام بزنس اپنے اسسٹنٹ کے حوالے کر کے ریٹا کو ساتھ لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ فوراً۔ اٹ از مائی آرڈر"...... جیفرے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... لاوس نے کہا تو جیفرے نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ لاوس اور ریٹا کے ایکریمیا پہنچ جانے کے بعد وہ لوگ وہاں لاکھ سر پٹک لیں وہ کسی صورت جیفرے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

کافرستان کے دارالحکومت کے معروف ہوٹل ریگاس کے ایک کمرے میں تنویر، جولیا، کیپٹن شکیل اور صفدر موجود تھے۔ وہ ابھی پاکیشیا سے کافرستان پہنچے تھے اور ایئرپورٹ سے سیدھے اس ہوٹل میں آئے تھے۔

"ہمارا مشن کیا ہے تنویر۔ اب تم لیڈر ہو تو تمہیں لازماً چیف نے بریف کیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"میں لیڈر نہیں ہوں صفدر۔ لیڈر جولیا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اگر چیف نے تمہیں لیڈر بنایا ہے تو تم لیڈر ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ چیف نے مجھے اس مشن کے لئے لیڈر بنایا ہے اور ٹیم کا انتخاب بھی مجھ پر چھوڑ دیا ہے لیکن میں نے بہت کچھ سوچنے

کے بعد آپ لوگوں سے رابطہ کیا اور وہیں میں نے اعلان کر دیا تھا کہ چیف کی حد تک لیڈر میں رہوں گا لیکن اصل لیڈر جولیا ہو گی اس لئے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"دیکھو تنویر۔ چیف بغیر کسی وجہ کے کسی کو آگے نہیں کرتا۔ اگر اس نے تمہیں اس مشن کے لئے لیڈر بنایا ہے تو اس کے پیچھے ضرور کوئی خاص مقصد ہے۔ اس مشن میں وہ ڈائریکٹ ایکشن چاہتا ہے اور ڈائریکٹ ایکشن اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم لیڈر بنو۔ ورنہ ہماری تربیت تو واقعی اس انداز میں ہوئی ہے کہ ہم سوچتے زیادہ ہیں اور ایکشن کم لیتے ہیں اس لئے تم ہی لیڈر ہو اور ہم تمہارے تحت کام کر کے خوشی محسوس کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"صفدر نے درست کہا ہے"...... جولیا نے فوراً ہی صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن شکیل نے بھی اس کی تائید کر دی تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم سب اس پر مصر ہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اس مشن میں لیڈر میں ہوں اور جہاں تک کیس کا تعلق ہے تو صفدر کو بھی اس کا علم ہے کہ پاکیشیا میں انسانی آنکھوں کے قرنیے اور انسانی اعضاء کو یورپ اور ایکریمیا اسمگل کرنے اور فروخت کرنے کا دھندہ کیا جا رہا تھا۔ جیتے جاگتے صحت مند انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے اعضاء اسمگل کر کے فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ عمران نے اس کے خلاف کام کیا اور پھر اس سیٹ اپ کا خاتمہ اس

نے انٹیلی جنس کے ذریعے کرایا۔ باقی سب تو مارے گئے البتہ ایک عورت ریٹا غائب ہو گئی۔ پھر عمران کو کہیں سے اطلاع ملی کہ ریٹا کافرستان میں موجود ہے اور گرانڈ ہوٹل کے لاوس سے اس کا تعلق ہے۔ اس کے بعد عمران اور سوپر فیاض دونوں پر خوفناک قاتلانہ حملے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ عمران بھی بچ گیا اور فیاض بھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی یہ معلوم نہ کر سکی کہ یہ حملہ فلیک گروپ کے آدمیوں نے کیا ہے۔ باوجود کوشش کے ہم میں سے کوئی بھی اس فلیک گروپ کو ٹریس نہ کر سکا جس پر چیف نے یہ کام ٹائیگر کے ذمہ لگایا اور ٹائیگر نے حیرت انگیز طور پر اس کا سراغ لگا لیا اور چیف نے اس کے ساتھ مجھے اور صفدر کو بھجوایا اور پھر ہم نے اس فلیک یا رالف کو گھیر لیا۔ اس نے کافرستان کے گرانڈ ہوٹل کے لاوس کا نام لیا۔ ادھر ایک اور صورت حال بھی سامنے آ گئی۔ سر سلطان کے ذریعے سر عبدالرحمن نے فیاض پر حملہ کرنے والوں کا سراغ لگانے کے لئے ٹائیگر کی خدمات حاصل کیں اور ٹائیگر نے اسی روز فیاض پر حملہ کرنے والوں کا سراغ لگا لیا اور اس ٹاسکی جس نے فیاض پر حملہ کرایا تھا اس لاوس اور گرانڈ ہوٹل کا ہی نام لیا۔ ادھر چیف نے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ لاوس کو ٹریس کرے لیکن ناٹران نے چیف کو رپورٹ دی کہ لاوس نام کا کوئی آدمی گرانڈ ہوٹل سے متعلق نہیں ہے اور نہ ہی ریٹا کو وہاں دیکھا گیا ہے جس پر چیف نے مجھے لیڈر بنا کر حکم دیا کہ میں نہ

صرف کافرستان پہنچ کر اس لاوس اور ریٹا کو ٹریس کروں بلکہ ان کے ذریعے یہ انسانیت سوز جرم کرنے والی تنظیم برائٹ آئی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کر کے اس کا بھی خاتمہ کروں۔ چنانچہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں"...... تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جب ناٹران یہاں لاوس کا سراغ نہیں لگا سکا تو ہم کیسے لگائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ناٹران نے یقیناً صرف پوچھ گچھ کی ہو گی جبکہ میں گرانڈ ہوٹل والوں کی ہڈیاں توڑ کر ان سے معلوم کروں گا"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور تنویر سمیت وہ سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ وہ ابھی پہنچے تھے اور انہوں نے خود ہی ہوٹل کا انتخاب کیا تھا اور خود ہی کمرے بک کرائے تھے اس لئے کسی کو بھی یہاں کے بارے میں معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

"یس"...... تنویر نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو تنویر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو اور تمہیں کیسے اس نمبر کا پتہ چلا"۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اسی ہوٹل سے ہی بول رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے کمرے میں آجاؤں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آجاؤ"...... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ٹائیگر تو عمران سے بھی تیز ہوتا جا رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا شاگرد جو ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ٹائیگر موجود تھا۔ صفدر کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ اندر داخل ہوا اور اس نے صفدر سمیت سب کو سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو"...... تنویر نے کہا تو ٹائیگر ایک طرف موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم یہاں کب آئے ہو اور تم نے ہمیں کیسے تلاش کیا"۔ تنویر نے کہا۔

"میں ہسپتال میں عمران صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہاں چیف کا فون آگیا اور انہوں نے عمران صاحب کو بتایا کہ تنویر کی قیادت میں ٹیم کافرستان بھجوائی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں اگر عمران چاہے تو تنویر کو وہاں کام کرنے کے لئے کوئی ٹپ دے دے۔ عمران صاحب نے چیف کو بتایا کہ ٹائیگر یہاں اس کے پاس موجود ہے اس لئے وہ ٹائیگر کے ذریعے تنویر تک ٹپ پہنچا دے گا تاکہ انہیں کام کرنے میں آسانی ہو۔ پھر چیف نے فون بند کر دیا۔ عمران صاحب نے مجھ سے فیاض صاحب پر حملہ آوروں اور ان پر حملہ آوروں کے بارے میں

تفصیل معلوم کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر کافرستان کے دارالحکومت پہنچ کر وہاں اس لاڈس اور ریٹا کے بارے میں زیر زمین دنیا کے معاملات کو کریدوں اور اس سلسلے میں واضح کلیو معلوم کر کے آپ کو دوں۔ چنانچہ میں فوری طور پر یہاں پہنچ گیا"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں اس ہوٹل میں ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"عمران صاحب نے مجھے اس ہوٹل کا نام بتایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر تنویر لیڈر ہے تو پھر وہ لازماً اس ہوٹل میں ہی قیام کرے گا۔ یہ اس کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ چنانچہ میں یہاں آیا اور پھر یہاں سے آپ کا کمرہ نمبر معلوم ہو گیا تو میں نے آپ کو فون کر دیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کاش اس عمران جیسا ذہن مجھے بھی مل جاتا۔ یہ آدمی تو دوسروں کے اندر تک جھانک لیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ میرا پسندیدہ ہوٹل ہے اور میں کبھی اکیلا کافرستان آتا ہوں تو اسی ہوٹل میں قیام کرتا ہوں لیکن میں نے نہ کبھی عمران کو اس بارے میں بتایا ہے اور نہ کبھی وہ میرے ساتھ یہاں رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی اسے معلوم ہے کہ یہ میرا پسندیدہ ہوٹل ہے"...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران قدرت کا انمول سرمایہ ہے تنویر اور پاکیشیا کی خوش قسمتی

ہے کہ یہ سرمایہ پاکیشیا کے نصیب میں آیا ہے"...... جولیا نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا تو تنویر کے چہرے پر جولیا کی بات سن کر بے اختیار غصے کے تاثرات ابھر آئے حالانکہ چند لمحے پہلے وہ خود عمران کی تعریف کر رہا تھا لیکن جولیا کے منہ سے عمران کی تعریف اس کی برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔

"پھر تم نے کچھ معلوم کیا ہے ٹائیگر"...... صفدر نے صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"جی ہاں۔ لاڈس ہوٹل کا مالک ہے اور وہ یہاں زیر زمین دنیا میں بلیک کے نام سے مشہور ہے۔ لاڈس کے نام سے اسے یہاں کوئی نہیں جانتا۔ ویسے اس کا اصل نام رابرٹ ہے۔ لاڈس اس کا وہ نام ہے جو اس کے خاص خاص لوگوں کو معلوم ہے۔ ویسے وہ کبھی ہوٹل میں لاڈس کے نام سے نہیں آیا۔ اس کی رہائش گاہ تلسی روڈ پر ہے اور وہ مستقل طور پر وہیں رہتا ہے۔ ایک عورت ریٹا جو پاکیشیا میں برائٹ آئی کی آنکھوں کے قرنیے نکال کر اسمگلنگ کرنے کے سیکشن کی انچارج تھی وہ یہاں لاڈس کے پاس تھی۔ وہ اتفاقاً یہاں آئی تھی کہ اس کی عدم موجودگی میں پاکیشیا میں سنٹرل انٹیلی جنس نے سیٹ اپ پر چھاپہ مار دیا اور جناب۔ لاڈس اور ریٹا دونوں آج صبح ایکریمیا فلائی کر گئے ہیں اور لاڈس نے ہوٹل کے مینجر کو جانے سے پہلے یہ کہا ہے کہ وہ وہاں جا کر اس سے رابطہ کرے گا۔ ویسے وہ شاید دو تین ماہ سے پہلے نہ آ سکے۔

"کیا یہ حتمی اطلاع ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ اطلاع ملنے پر میں ایئرپورٹ گیا اور وہاں رقم خرچ کر کے میں نے پڑتال کی تو رابرٹ اور ریٹا دونوں آج صبح کی فلائٹ سے یہاں سے واقعی روانہ ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم نے چیکنگ کی ہے کہ واقعی یہ دونوں ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ رابرٹ اور ریٹا دونوں عام سے نام ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یس مس۔ عمران صاحب نے مجھے ریٹا کا حلیہ تفصیل سے بتایا تھا اور یہاں سے میں نے رابرٹ کا حلیہ معلوم کر لیا اس لئے چیک کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"عمران کو کیسے اس ریٹا کا حلیہ معلوم ہو گیا"...... جولیا نے یکلخت چونک کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ اپنی اماں بی کے ساتھ اپنی بہن ثریا کے سسرالی رشتہ داروں کے ہاں اعظم گڑھ گئے تھے تو وہاں ریٹا این جی او تنظیم کی سربراہ کے طور پر وہاں بطور مہمان موجود تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر چھائے ہوئے غصے کے تاثرات تبدیل ہو گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا یہاں آنا بے کار ثابت ہوا ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایکریمیا میں انہیں کہاں تلاش کیا جائے گا۔ ایکریمیا تو پورا براعظم ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہاں کسی مخبر تنظیم سے برائٹ آئی کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے ورنہ رابرٹ اور ریٹا کا ملنا تو محال ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران صاحب سے میں نے اس سلسلے میں بات کی تھی کہ بجائے اس لاؤس اور ریٹا کے پیچھے بھاگنے کے کیوں نہ وہاں ان کے ہیڈ کوارٹر پر براہ راست حملہ کر دیا جائے لیکن عمران صاحب نے بتایا کہ چیف نے اپنے طور پر تمام مخبر تنظیموں سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن کہیں سے بھی برائٹ آئی کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں حتیٰ کہ عمران صاحب کے کہنے کے مطابق ایکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹوں نے بھی بے حد کوشش کی ہے لیکن وہ بھی برائٹ آئی نامی کسی تنظیم کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ اب کیا کیا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ لوگ ولنگٹن گئے ہوں گے"...... تنویر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو ولنگٹن ایئرپورٹ سے ان کے بارے میں مزید معلومات

حاصل کی جا سکتی ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"وہاں پر ہر وقت بے شمار فلائٹس آتی جاتی رہتی ہیں۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا ایئرپورٹ ہے۔ سینکڑوں ہزاروں افراد ولنگٹن ایئرپورٹ پر آتے اور جاتے ہیں۔ وہاں سے کیسے معلوم ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ کیا کیا جائے"...... تنویر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک حل ہے میرے ذہن میں کہ اس لاؤس کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا جائے۔ وہاں کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لی جائے۔ شاید وہاں سے اس تنظیم کے بارے میں کوئی کلیو مل جائے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ کام میں کر چکا ہوں۔ وہاں سے کچھ نہیں ملا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ ہم تلاش کر لیں"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ چلیں میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں۔ ویسے میں نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر دیکھی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹائیگر اگر کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہی کہہ رہا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے"...... تنویر

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو کال کر کے یہ صورت حال بتائی جائے پھر وہ جو مشورہ دیں ویسے کیا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"اگر عمران ہوتا تو وہ لازماً کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتا"۔ جولیا نے کہا۔

"عمران نہ سہی عمران کا شاگرد تو موجود ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ میرا آپ سے ملنے کے بعد اس تجویز پر عمل کرنے کا خیال تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا تجویز ہے"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں بھی برائٹ آئی کا سیٹ اپ موجود ہے اور لاؤس اس کا یہاں انچارج تھا لیکن لاؤس خود اس حیثیت سے سامنے نہیں آیا تھا تو اس کا کوئی نہ کوئی سربراہ یہاں موجود ہو گا۔ اگر اسے ٹریس کر کے پکڑا جائے تو کم از کم اتنا تو وہ بتا سکے گا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ویری گڈ۔ واقعی تم نے اپنے آپ کو عمران کا شاگرد ثابت کر دیا ہے لیکن اس سربراہ کو ٹریس کیسے کرو گے"...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"گرانڈ ہوٹل کا مینجر روجر ہے۔ اس روجر کو لازماً معلوم ہو گا۔

ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اٹھو سب لوگ۔ ہم ابھی چلتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ایک منٹ"...... صفدر نے کہا تو تنویر چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ کافرستان ہے۔ پاکیشیا نہیں کہ ہم واپس اپنے فلیٹ پر چلے جائیں گے۔ اس مینجر پر ریڈ کرنے سے پہلے ہمیں یہاں کسی رہائش گاہ اور کاروں کی بندوبست کرنا ہو گا۔ پھر ہم میک اپ کر کے وہاں جائیں گے ورنہ اگر ہم اصل شکلوں میں وہاں پہنچ گئے تو پولیس چند منٹ میں یہاں پہنچ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ پھر کسی پراپرٹی ڈیلر سے بات کریں"...... تنویر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کے لئے ایک کوٹھی کا بندوبست کر رکھا ہے۔ وہاں دو کاریں بھی ہیں اور میک اپ کا مکمل سامان بھی"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"تم تو ہمیں مسلسل حیران کئے جا رہے ہو ٹائیگر"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ آپ کو اس کی ضرورت پڑے گی"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہوٹل چھوڑ دیا اور کرائس کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچ گئے۔ یہ درمیانے درجے کی کوٹھی تھی

لیکن ان کے لئے کافی تھی۔ وہاں دو کاریں بھی موجود تھیں اور واقعی وہاں میک اپ کے سامان کے علاوہ ضروری اسلحہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ ان سب نے وہاں میک اپ کئے جبکہ ٹائیگر نے اس دوران کاروں کی نمبر پلیٹس تبدیل کر دی تھیں کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ تنویر نے ہوٹل جا کر کیا کرنا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ ٹائیگر اور میں وہاں جاتے ہیں اور اس مینجر سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اس سے جب اصل آدمی کا پتہ لگ جائے گا تو پھر مل کر وہاں ریڈ کریں گے"...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ نہیں۔ معلومات اس طرح حاصل نہیں ہوں گی جس طرح تم سوچتے ہو۔ تم دیکھنا کہ میں اس سے کیسے معلومات حاصل کرتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب ہم بھی چلیں صفدر"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب ایک کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے نکلے جبکہ ٹائیگر دوسری کار میں اکیلا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں گرانڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئیں اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ پارکنگ میں کاریں روک کر وہ سب نیچے اترے اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہوٹل کا ہال بے حد

خوبصورت اور وسیع و عریض تھا اور وہاں بے پناہ رش تھا لیکن وہاں موجود لوگوں کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہی تھا۔ منشیات کا غلیظ دھواں اور گھٹیا شراب کی انتہائی مکروہ بو پورے ہال میں پھیلی ہوئی تھی۔ ایک طرف بہت بڑا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار غنڈے ٹائپ آدمی موجود تھے جن میں سے تین تو ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک ویسے ہی سٹول پر بے کار بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کی تیز نظریں سرچ لائٹس کی طرح پورے ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ ویسے شکل و صورت سے وہ کوئی چھٹا ہوا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ کے ساتھ ہاف آستین کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ تنویر ہال میں داخل ہو کر چند لمحے تو ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اور اس آدمی کی تیز نظریں اب تنویر اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ جولیا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"مینجر روجر کہاں بیٹھتا ہے"...... تنویر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر انتہائی جھٹکے دار لہجے میں پوچھا۔

"اپنے دفتر میں"...... اس آدمی نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے وہ بھی جواب دے کر تنویر پر کوئی بڑا احسان کر رہا ہو لیکن دوسرے لمحے ہال زوردار تھپڑ اور اس نوجوان کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس نوجوان کا جواب ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ تنویر کا بازو گھوم گیا تھا۔

"کتے کے پلے۔ مجھے اس لہجے میں جواب دیتے ہو۔ مجھے"۔ تنویر نے اس طرح دھاڑتے ہوئے کہا جیسے اس آدمی نے تنویر کو اس انداز میں جواب دے کر زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہو۔ ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی تھی۔ وہ آدمی گال پر ہاتھ رکھے کسی سپرنگ کی طرح سیدھا کھڑا ہو رہا تھا کہ یکلخت ایک بار پھر وہ چیختا ہوا فضا میں گھوم کر کاؤنٹر کے سامنے فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔

"مچھر کی اولاد مجھے گھورتے ہو۔ مجھے"...... تنویر نے ایک بار پھر دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات گھومی اور وہ آدمی اٹھتے ہوئے کنپٹی پر ضرب کھا کر کسی فٹ بال کی طرح اچھل کر ایک میز سے جا ٹکرایا۔

"چھوڑو ماسٹر۔ اس بے چارے کو معلوم ہی نہیں کہ تم کون ہو"۔ صفدر نے اونچی آواز میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو اور تم نے مارٹی پر کیوں ہاتھ اٹھایا ہے"۔ اچانک ایک کونے سے ایک ورزشی جسم کے آدمی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مارٹی۔ کیا اس مچھر کا نام مارٹی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مینجر روجر کہاں بیٹھتا ہے تو اس نے مجھ پر طنز کر دیا۔ مجھ پر۔ ماسٹر پر"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جیسے مارٹی نے واقعی کوئی بہت بڑا جرم کر دیا ہو جبکہ مارٹی کنپٹی پر ضرب کھا کر اب میز کے ساتھ ساکت پڑا ہوا تھا۔

"۔ تھو کھانے کے بعد مجھے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے مجھے کچا چبا جائے گا۔ مجھے ماسٹر کو۔ اور ابھی تو میں نے روجر کا لحاظ کیا ہے ورنہ اب تک اس کے جسم میں ایک سو ایک گولیاں اتر چکی ہوتیں۔ ہونہہ ۔ نانسنس۔ ساگری کے ماسٹر کے سامنے بکواس کرتا ہے۔ لیکن تم بتاؤ کہ کہاں بیٹھتا ہے روجر"...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... اس آدمی نے کہا اور ایک سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف مڑ گیا تو تنویر اور اس کے ساتھی بھی اس طرف مڑ گئے ۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ اس آدمی نے اس دروازے پر دستک دی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

"جائیں"...... اس آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو تنویر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صفدر، جولیا، کیپٹن شکیل اور سب سے آخر میں ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خشونت نمایاں تھی۔

"تم نے مارٹی پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ تم ساگری کے ماسٹر ہو"۔ اس آدمی نے اٹھنے کی بجائے وہیں بیٹھے بیٹھے کہا۔

"ہاں اور تم روجر ہو مینجر"...... تنویر نے پہلے کی طرح انتہائی جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں روجر ہوں اور یہ سن لو کہ تم اب تک اس لئے زندہ

ہو کہ تم اجنبی ہو ورنہ میرے آدمیوں پر ہاتھ اٹھانے والے دوسرا سانس بھی نہیں لیا کرتے"...... روجر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا ایک ہاتھ میز کی کھلی دراز پر رکھا ہوا تھا۔

"سنو۔ کسی حماقت کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے آدمی نے خود ہی حماقت کی تھی اور ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا ورنہ ساگری میں اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کے جسم میں ایک سو ایک گولیاں پیوست ہو چکی ہوتیں اور ہم یہاں تم سے ایک بہت بڑا سودا کرنے آئے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسے اس انداز میں مسکرا کر بات کرتے دیکھ کر نہ صرف جولیا اور اس کے ساتھی بلکہ ٹائیگر بھی حیران رہ گیا ورنہ اس کو سو فیصد یقین تھا کہ تنویر جیسا گرم دماغ آدمی اس روجر کی بات کسی صورت بھی برداشت نہ کر سکے گا۔

"سودا۔ کیسا سودا۔ بیٹھو"...... روجر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"مجھے دس ہزار انسانی آنکھوں کے قرنیے چاہئیں"...... تنویر نے ایک طرف صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی بھی صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"انسانی آنکھوں کے قرنیے اور دس ہزار"...... روجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور ہم اس کی نقد رقم دینے کے لئے تیار ہیں"...... تنویر

نے کہا۔

"لیکن تم نے ان کا کیا کرنا ہے"...... روجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے یورپ کی ایک پارٹی سے معاہدہ کیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ برائٹ آئی یہ دھندہ یہاں کرتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"برائٹ آئی۔ لیکن میرا تو کسی برائٹ آئی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں ایسا کوئی دھندہ کرتا ہوں"...... روجر نے کہا۔

"مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ گرانڈ ہوٹل کے مینجر روجر سے مل لو۔ وہ تمہارا کام کر دے گا۔ بہرحال اگر تم نہیں کرتے تو تم بتا تو سکتے ہو کہ کس سے ملا جائے۔ تمہارا کمیشن تمہیں مل جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں قطعی کچھ معلوم نہیں ہے۔ آئی ایم سوری۔ تم جا سکتے ہو"...... روجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ روجر کچھ سنبھلتا تنویر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے روجر چیختا ہوا فضا میں اٹھا اور قلابازی کھا کر صوفوں کے درمیان قالین پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر فضا میں اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔

"الو کے پٹھے۔ جھوٹ بولتے ہو۔ بکواس کرتے ہو"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور پھر جیسے ہی روجر دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تنویر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات ماری اور کمرہ روجر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

"بکواس کرتے ہو۔ جھوٹ بولتے ہو"...... تنویر نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر سائیڈ پر پڑی ہوئی صوفے کی کرسی پر پھینک دیا۔ روجر کی حالت واقعی چند لمحوں میں انتہائی خستہ ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے ابھی اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دے گی۔

"سنو۔ سب کچھ بتا دو ورنہ"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ سب کچھ بتا دو"...... تنویر نے انتہائی وحشیانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا بازو گھوما اور کمرہ ایک بار پھر زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"...... روجر کے منہ سے اس انداز میں الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"بتاؤ لاڈس کہاں ہے۔ برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بتاؤ۔ سب کچھ بتاؤ"...... تنویر

دباتے ہوئے کہا تو روجر کے جسم نے بے اختیار اس طرح جھٹکے
کھانے شروع کر دیئے جیسے اس کے جسم میں وقفے وقفے سے لاکھوں
وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگا ہو۔
"چیف ایکریمیا گیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر گیا ہے۔ لاس اینجلس گیا
ہے"...... روجر نے رک رک کر کہا۔
"کہاں ہے ہیڈ کوارٹر۔ بولو"...... تنویر نے اور زیادہ غضبناک
لہجے میں کہا۔
"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ ڈیوڈ کو معلوم ہو گا۔ وہی
ہیڈ کوارٹر سے رابطہ رکھتا ہے"...... روجر نے کہا۔
"کون ہے ڈیوڈ۔ کہاں ملے گا۔ بولو ورنہ"...... تنویر نے اس کی
گردن پر پریشر بڑھاتے ہوئے کہا۔
"وہ۔ وہ یہاں برائٹ آئی کے سیٹ اپ کا انچارج ہے۔ امپیریل
روڈ پر امپیریل کلب کا مالک اور مینجر ڈیوڈ"...... روجر نے ڈوبتے
ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔
"اسے چھوڑ اور آؤ"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اس کی گردن
سے ہاتھ ہٹایا اور تیزی سے جیب میں ڈالا۔
"تم اسے ہلاک مت کرو ورنہ پولیس ہمارے پیچھے لگ جائے
گی۔ آؤ۔ ہم نے ڈیوڈ کو کور کرنا ہے اور پھر یہاں سے چلے جانا
ہے"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ
جیب سے باہر کھینچ لیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں امپیریل روڈ

طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس بار ٹائیگر کے ساتھ والی سیٹ پر
صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جولیا اور کیپٹن شکیل تنویر کے ساتھ تھے۔ تنویر
خود کار ڈرائیو کر رہا تھا۔
"تنویر صاحب واقعی بے حد گرم دماغ آدمی ہیں"...... ٹائیگر نے
کہا۔
"نہیں۔ وہ انتہائی سمجھ دار ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے
روجر کو کیسے ٹریٹ کیا ورنہ یہ روجر مر جاتا تب بھی یہ بات نہ
بتاتا"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی
دیر بعد کاریں امپیریل کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑیں اور سیدھی پارکنگ
کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ یہاں کا ماحول بے حد نفیس نظر آ رہا تھا اور
آنے جانے والے مرد اور عورتیں بھی انتہائی اعلیٰ طبقے سے متعلق
تھیں۔ وہ پارکنگ میں کاریں روک کر نیچے اترے اور سیدھے مین
گیٹ کی طرف بڑھے اور جب ہال میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں کا
ماحول گرانڈ ہوٹل سے یکسر مختلف نظر آیا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا
جہاں تین خوبصورت لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ
ایک نوجوان سوٹ پہنے رجسٹر پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔
"جناب ڈیوڈ صاحب کا آفس کہاں ہے"...... تنویر نے قریب جا
کر کہا تو نوجوان چونک کر سیدھا ہو گیا۔
"کیا آپ کی ان کے ساتھ ملاقات طے ہے"...... نوجوان نے
انتہائی مہذب انداز میں پوچھا۔

"نہیں۔ ہم ساگری سے آئے ہیں اور ہم نے ان سے کچھ کاروباری بات چیت کرنی ہے"...... تنویر نے کہا تو نوجوان نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"آسکر بول رہا ہوں سر۔ کاؤنٹر سے۔ ساگری سے ایک خاتون اور چار مرد تشریف لائے ہیں اور وہ آپ سے کسی بزنس کے سلسلے میں فوری ملنا چاہتے ہیں"...... نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے پوچھا ہے سر۔ لیکن انہوں نے کہا کہ وہ ساگری سے آئے ہیں"...... نوجوان نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے دوسری طرف سے بات سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر چلے جائیں۔ وہاں ایک آدمی موجود ہو گا۔ وہ آپ کو باس کے آفس میں لے جائے گا"...... آسکر نے کہا۔

"شکریہ"...... تنویر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہو رہے تھے جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا اور درمیانے قد کا سمارٹ سا آدمی موجود تھا جس کا چہرہ پتلا اور گھوڑے کے منہ کی طرح لمبا سا تھا۔ البتہ اس کی ہتھوڑا نما ٹھوڑی اس کے ظالم اور سفاک ہونے کی گواہی دے رہی تھی۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی اس کی

نظریں اس طرح ان پر جم گئیں تھیں جیسے وہ ان کے دماغ میں گھس کر ان کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لے گا۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام ڈیوڈ ہے"...... اس آدمی نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ماسٹر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم ساگری سے آئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"تشریف رکھیں اور مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ڈیوڈ نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا یورپ کی ایک پارٹی سے معاہدہ ہوا ہے۔ ہمیں انسانی آنکھوں کے دس ہزار قرنیے چاہئیں۔ ہم ادائیگی نقد کریں گے"۔ تنویر نے کہا تو ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس چہرے پر شدید حیرت تھی۔

"کیا۔ کیا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ انسانی آنکھوں کے قرنیے"۔ ڈیوڈ نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر ڈیوڈ۔ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر لاوس ایکریمیا نہ چلے گئے ہوتے تو ہم ان سے براہ راست بات کر لیتے لیکن ان کی عدم موجودگی میں آپ سے بات ہو رہی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ یہاں برانٹ آئی کے سیٹ اپ کے عملی طور پر انچارج ہیں"...... تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کون ہیں۔ آپ تو بہت کچھ جانتے ہیں"...... ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ سودا کریں مسٹر ڈیوڈ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ ایکریمیا میں مسٹر لاوس کا فون نمبر ہمیں دے دیں یا ہماری ان سے بات کرا دیں۔ ہم ان سے براہ راست بات کر لیں گے۔ وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"سوری۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ آپ کس لاوس کی بات کر رہے ہیں اور آپ کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اس قسم کا دھندہ نہیں کیا کرتا۔ میں تو یہ الفاظ سن ہی پہلی بار رہا ہوں"۔ ڈیوڈ نے اس بار انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ کی مرضی"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آئی ایم سوری جناب۔ آپ کو مایوسی ہوئی"...... ڈیوڈ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ بزنس میں تو ایسا ہوتا رہتا ہے"...... تنویر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے اس طرح ہاتھ بڑھایا جیسے ڈیوڈ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہو لیکن دوسرے لمحے ڈیوڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ چیختا ہوا میز کے اوپر سے گھسٹ کر سامنے قالین پر ایک دھماکے سے آگرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور اسے اس طرح ہوا میں اٹھا لیا جیسے وہ کوئی پلاسٹک کا کھلونا ہو۔ دوسرے لمحے

تنویر نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس نے اسے صوفے پر پھینک دیا۔

"اب تم سب کچھ بتاؤ گے۔ نانسنس"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور صوفے پر پڑے ہوئے ڈیوڈ کی پیشانی پر رکھ کر ہاتھ سے دباؤ بڑھا دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... ڈیوڈ نے پھڑکتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دو ٹائیگر"...... تنویر نے کہا تو ٹائیگر کی بجائے صفدر تیزی سے مڑ کر صوفے کے پیچھے آیا اور دوسرے لمحے اس نے اس کا کوٹ آدھے سے زیادہ اس کی پشت پر نیچے کر دیا اور تنویر دو قدم پیچھے ہٹ گیا جبکہ صفدر وہیں کھڑا رہا۔ البتہ ٹائیگر نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا تھا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب بتاؤ ڈیوڈ کہ برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اس کا انچارج کون ہے"...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو"۔ ڈیوڈ نے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تمہارے باس لاوس اور ریٹا نے وہاں ہمارے گروپ کے آدمی کو اس لئے ہلاک کرانے کی کوشش

کی ہے کہ اس نے پاکیشیا میں برائٹ آئی کا راستہ روکنے کی کوشش
کی تھی۔ ہم نے لاؤس اور ریشا سے انتقام لینا ہے اور یہ بھی سن لو کہ
اگر تم نے نہ بتایا یا جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو تمہارے جسم کی
ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی"...... تنویر نے کہا۔

"مجھے واقعی کچھ معلوم نہیں ہے۔ تم غلط جگہ پر آئے ہو"۔ ڈیوڈ
نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم جھٹکے سے اچھل کر سائیڈ پر ہوا
اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر کا بھرپور
تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا۔ پھر وہ جھٹکا کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا تنویر
نے دوسرا تھپڑ جڑ دیا۔

"بولو۔ کہاں ہے ہیڈ کوارٹر۔ تفصیل بتاؤ"...... تنویر نے غراتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوٹ کی نو ڈیوڈ کی پنڈلی پر
پوری قوت سے مار دی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا بازو گھوما اور
ڈیوڈ کے دوسرے گال پر زوردار تھپڑ پڑا۔ تنویر نے واقعی بجلی سے بھی
زیادہ تیزی سے مشین پسٹل جیب میں ڈال کر دوسرے ہاتھ کا تھپڑ جڑ
دیا تھا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ مم۔ مجھے۔ مجھے پانی دو۔ بتاتا ہوں"۔
ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولو۔ جلدی بولو۔ ورنہ"...... تنویر نے دھاڑتے ہوئے لہجے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکے بعد دیگرے دو اور تھپڑ جڑ
دیئے۔

"ریاست لاس اینجلس کے شہر میٹرو میں ہیڈ آفس ہے۔ بس مجھے
اتنا معلوم ہے"...... ڈیوڈ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پورا پتہ بتاؤ۔ اس کے چیف کا نام بتاؤ"...... تنویر نے ایک
اور زوردار تھپڑ جڑتے ہوئے کہا۔ ڈیوڈ کی ناک اور منہ سے خون کی
دھاریں سی نکلنے لگی تھیں۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ چیف
لاؤس نے ایک بار راسپ ہاؤس کا نام لیا تھا۔ بس مجھے اتنا معلوم
ہے"۔ ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"میرا خیال ہے کہ اسے واقعی اتنا ہی معلوم ہے اس لئے نکل
چلو"...... جولیا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو تنویر نے بجلی کی
سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن جولیا نے اسے اشارے سے
روک دیا۔

"قتل وغارت کی ضرورت نہیں ہے تنویر۔ آؤ"...... جولیا نے سرد
لہجے میں کہا۔

"یہ وہاں اطلاع دے دے گا"...... تنویر نے کہا۔

"دے دے۔ پھر کیا ہوگا۔ ویسے بھی اگر یہ ہلاک ہو گیا تو انہیں
اطلاع مل جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ یہ ڈر کی وجہ سے وہاں رپورٹ
ہی نہ کرے"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور پھر وہ سب بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گئے۔

لاس اینجلس ایکریمیا کی ایسی ریاست تھی جسے ایکریمیا کا دل کہا جاتا تھا۔ یہ ریاست اس قدر خوشحال تھی کہ اکثر کہا جاتا تھا کہ لاس اینجلس کے شہری اگر چاہیں تو پورے ایکریمیا کو دس بار خرید سکتے ہیں۔ لاس اینجلس میں جوئے خانے، کلب اور ناچ گھر اس قدر کثرت سے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہاں صرف جوئے خانے، کلب اور ناچ گھر ہی ہوں اور یہ سب کلب، جوئے خانے اور ناچ گھر ہر وقت مقامی لوگوں اور غیر ملکی سیاحوں سے بھرے رہتے تھے۔ اربوں ڈالر کا روزانہ جوا کھیلا جاتا تھا۔ گو یہاں جرائم پیشہ افراد بھی کثیر تعداد میں تھے بلکہ باقاعدہ مافیا اور بین الاقوامی سطح کی مجرم تنظیمیں بھی تھیں لیکن ان سب کے درمیان ایک خاموش معاہدہ تھا کہ جوئے خانے، کلب اور ناچ گھروں کے اندر نہ تو کبھی کسی قسم کی کوئی گڑبڑ کی جائے گی اور نہ ہی کسی کو تنگ کیا جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ

کروڑوں اربوں ڈالرز کا ہیر پھیر ہونے کے باوجود لاس اینجلس کی فضا مجموعی طور پر انتہائی پرامن نظر آتی تھی۔ لاس اینجلس ریاست کی شمال مغربی سرحد پر ایک شہر میٹرو تھا۔ یہ شہر بہت بڑا تو نہ تھا لیکن اس قدر چھوٹا بھی نہ تھا کہ اسے گاؤں یا ٹاؤن کہا جا سکتا لیکن یہ شہر مکمل طور پر جرائم پیشہ افراد کے قبضے میں تھا۔ اس شہر میں بھی جوئے خانے، کلب اور ناچ گھر تھے لیکن یہاں کسی کا قتل ہو جانا، کسی کا لٹ جانا اس قدر معمولی بات تھی کہ اس کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ جو جرائم پیشہ میٹرو میں رہ کر زندہ رہ گیا وہ پوری دنیا میں کہیں بھی کسی کے ہاتھوں نہیں مارا جا سکتا۔ سڑکوں پر اکثر بے تحاشہ فائرنگ ہوتی رہتی تھی۔ خوبصورت اور نوجوان لڑکیوں کو سرراہ اغوا کر لیا جاتا تھا۔ بعض اوقات سڑکوں کے کناروں پر عورتوں اور مردوں کی لاشیں پڑی نظر آتی تھیں اور یہاں کی انتظامیہ کا کام ہی صرف یہ رہ گیا تھا کہ ایسی لاشوں کو اٹھا کر انہیں ٹھکانے لگا دیا جائے۔ پولیس یہاں بھی موجود تھی لیکن وہ صرف ٹریفک کے انتظام تک ہی محدود تھی۔ وہ کسی بھی معاملے میں کسی طرح بھی دخل نہ دیا کرتی تھی اور غنڈے اور بدمعاش اپنے مسائل خود ہی حل کر لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں غیر ملکی سیاح تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے اور اگر تھے تو وہ بھی اپنے ملکوں میں جرائم پیشہ تنظیموں سے ہی متعلق تھے۔ البتہ میٹرو میں ایک جرائم پیشہ تنظیم ایسی تھی جسے ریڈ کالر کہا جاتا تھا۔ اس تنظیم کی

پورے میٹرو میں حکمرانی تھی۔ یہ جسے بھی چاہتے تھے اور جہاں بھی چاہتے تھے گولیوں سے اڑا دیتے تھے اور انہیں پوچھنا تو ایک طرف کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کرتا تھا۔ ایک دو بار کچھ مجرم تنظیموں نے ان کے راستے میں آنے کی کوشش کی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا میٹرو لاشوں سے اٹ گیا اور ان تنظیموں کا کوئی آدمی بھی زندہ نہ بچ سکا۔ اس کے بعد ریڈ کالر کی دہشت میٹرو میں اس انداز میں چھا گئی کہ اب کوئی بھی اس کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے نہ دیکھتا تھا۔ ریڈ کالر سے متعلق لوگ ہمیشہ ایسا لباس پہنتے تھے کہ جن کے کالر گہرے سرخ ہوتے تھے اور یہی ان کی خاص نشانی تھی۔ اس کے علاوہ ان کی گاڑیوں پر بھی ریڈ کالر بطور نشان بنے ہوئے صاف دکھائی دیتے تھے۔ ریڈ کالر کا ہیڈ کوارٹر کالر نامی کلب اور گیم ہاؤس تھا۔ یہ انتہائی وسیع و عریض عمارت تھی جس میں بے حد وسیع و عریض ہال اور تہہ خانوں میں گیم کی مشینیں اور میزیں لگی ہوئی تھیں اور یہاں کسی قسم کی گڑبڑ کا چونکہ تصور ہی نہ کیا جا سکتا تھا اس لئے یہاں جوا کھیلنے والوں کی تعداد پورے میٹرو میں سب سے زیادہ رہتی تھی۔ کلب کے نیچے تہہ خانوں کے ساتھ ہی علیحدہ ایک آفس تھا جس میں ریڈ کالر کا چیف مارٹی بیٹھتا تھا۔ مارٹی گینڈے جیسا جسم اور دیو جیسی قامت رکھتا تھا اور اس کے چہرے پر ہر وقت اس قدر خشونت رہتی تھی کہ اسے ایک نظر دیکھ کر ہی دیکھنے والا بے اختیار کانپ اٹھتا تھا۔ ویسے بھی وہ طبعی طور پر اس قدر

ظالم اور سفاک آدمی تھا کہ انسان کی اس کی نظروں میں مکھی سے زیادہ اہمیت ہی نہ تھی۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے کا حکم اس طرح دے دیا کرتا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے زہریلے حشرات الارض کو ہلاک کرنے کا حکم دے رہا ہو۔ اس طرح پورے میٹرو میں مارٹی کو ریڈ ڈیتھ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس کے دائیں بائیں دو انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں نیم عریاں لباس میں کھڑی ہوئی تھیں۔ فون کی گھنٹی بجتے ہی ایک لڑکی جھپٹ کر آگے بڑھی اور اس نے رسیور اٹھا لیا جبکہ مارٹی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور اس کے بازو ڈالتے ہی لڑکی کے چہرے پر اس طرح فاخرانہ مسکراہٹ امڈ آئی جیسے مارٹی نے اس کی کمر میں بازو ڈال کر اسے اوج ثریا پر پہنچا دیا ہو۔

"یس"...... لڑکی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف مارٹی سے بات کراؤ۔ میں جیفرے بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیفرے آپ سے بات کرنا چاہتا ہے چیف"...... لڑکی نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیفرے۔ اوہ دکھاؤ مجھے رسیور"...... مارٹی نے اس لڑکی کی کمر سے ہاتھ ہٹا کر رسیور لیتے ہوئے کہا تو لڑکی تیزی سے پیچھے ہٹ کر

دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی۔

"مارٹی بول رہا ہوں جیفرے"...... مارٹی نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مارٹی۔ تم میرے دوست ہو اور تمہارے بھروسے پر میں میٹرو میں کھل کر برائٹ آئی کے تحت کام کر رہا ہوں لیکن اب تمہارے ہوتے ہوئے مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے جیفرے نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ جیفرے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کیسا خطرہ۔ یہ لفظ اگر تمہاری بجائے کسی اور کے منہ سے نکلے ہوتے تو اب تک اس کی گردن ٹوٹ چکی ہوتی۔ میں کسی کو اپنی توہین کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا لیکن تم میرے دوست ہو اور میرے ساتھی ہو۔ بولو کس سے خطرہ ہے اور کیا خطرہ ہے۔ یقین کرو خطرے کا لفظ ہی اس دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا"...... مارٹی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"دنیا کی انتہائی خطرناک سیکرٹ سروس جس کا تعلق پاکیشیا سے ہے میرے پیچھے لگ گئی ہے اور اب وہ میٹرو میں مجھے اور میرے بزنس کا خاتمہ کرنے آ رہی ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"پاکیشیا کی سیکرٹ سروس۔ وہ کیا ہوتی ہے۔ کیا وہاں کی کوئی مجرم تنظیم ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ سرکاری ایجنٹ ہوتے ہیں اور ملکوں کے خلاف کام

کرتے ہیں۔ میرا سیٹ اپ پاکیشیا میں تھا کہ اس سیکرٹ سروس نے وہاں انٹیلی جنس سے مل کر اس سیٹ اپ کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ میں خاموش ہو گیا کہ چونکہ پوری دنیا میں میرا سیٹ اپ موجود تھا۔ اگر ایک ملک میں ختم ہو گیا تو کیا ہوا اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پاکیشیا میں اس سیٹ اپ کی انچارج ریٹا تھی۔ وہ اس کارروائی سے پہلے ہی کافرستان چلی گئی تھی اس لئے وہ بچ گئی۔ میں نے اسے کافرستان میں رہنے کا کہہ دیا۔ کافرستان میں میرے سیٹ اپ کا انچارج لاوس تھا۔ اس لاوس نے پاکیشیا میں غنڈے گروپوں کو کہہ کر سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ اور سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی عمران پر قاتلانہ حملے کرائے۔ مجھے تو یہی رپورٹیں ملیں کہ یہ دونوں ہلاک ہو گئے ہیں لیکن اب رپورٹیں ملی ہیں کہ وہ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ بچ گئے ہیں۔ اس پر میں نے اپنے ایک ہمدرد کے مشورے پر لاوس اور ریٹا کو فوری طور پر ایکریمیا بلوا لیا تاکہ ان کی وجہ سے یہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ سکیں لیکن ابھی ابھی مجھے ایسی اطلاع ملی ہے کہ جس نے مجھے بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ ایک عورت اور چار مردوں کی ایک ٹیم لاوس کے گرانڈ ہوٹل پہنچی اور انہوں نے وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور پھر لاوس کے اسسٹنٹ مارٹی کو انہوں نے مار مار کر اس سے معلوم کر لیا کہ امپیریل کلب کے مینجر ڈیوڈ کو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم ہے اور وہ وہاں پہنچ گئے۔ اس

مینجر ڈیوڈ کو زدو کوب کر کے اس سے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور اب یقیناً وہ یہاں پہنچیں گے اور اگر وہ مجھ تک پہنچ گئے اور انہوں نے میرا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... جیفرے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ان کے حلیئے وغیرہ مجھے بتاؤ اور بے فکر ہو جاؤ"...... مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ سرکاری ایجنٹ ہیں اور انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں ورنہ مارٹی اور کلب کا مینجر ڈیوڈ لڑائی بھڑائی میں کسی سے کم نہ تھے اس لئے یقیناً وہ لوگ میک اپ میں ہوں گے اور یہاں وہ کسی بھی میک اپ میں آسکتے ہیں"...... جیفرے نے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے۔ جب تک ان کی شناخت نہ ہو جائے تب تک کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہے کہ تم یہاں میرے کلب میں آ جاؤ"...... مارٹی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس طرح تو پوری دنیا میں پھیلا ہوا بزنس ٹھپ ہو جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ لاؤس اور ریٹا کو تمہارے کلب پہنچا دیا جائے۔ وہ لازماً لاؤس اور ریٹا کو تلاش کرتے ہوئے وہاں آئیں گے اور پھر ان پر تمہارے آدمی قابو پا سکتے ہیں"...... جیفرے نے کہا۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ لاؤس اور ریٹا یہاں ہیں"۔ مارٹی نے کہا۔

"وہ بہت تیز لوگ ہیں۔ وہ خود ہی سراغ لگا لیں گے"۔ جیفرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انہیں میرے کلب بھجوا دو۔ میں اپنے ایک خاص آدمی کو ان کی نگرانی پر لگا دیتا ہوں۔ انہیں کہہ دینا کہ وہ کاؤنٹر پر تمہارا اور اپنا نام بتا دیں پھر وہ بے فکر ہو جائیں۔ وہ میرے مہمان ہوں گے اور پھر میں ان سرکاری ایجنٹوں کی بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ مارٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔ وہ تمہارے کلب پہنچ جائیں گے"...... جیفرے نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ سارے میرڈ میں گھومیں پھریں۔ میرے آدمی ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ پھر جیسے ہی وہ لوگ شناخت ہوں گے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... مارٹی نے کہا۔

"اوکے۔ میں انہیں بھیج دیتا ہوں۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے مکمل اطمینان ہو گیا ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"بے فکر رہو جیفرے۔ میرڈ میں تمہاری طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا۔ تم میرے دوست ہو اور میں دوستوں کی حفاظت کرنا جانتا ہوں"...... مارٹی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کاؤنٹر پر میری بات کراؤ"...... مارٹی نے دوسری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ لڑکی

کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور اس لڑکی کے چہرے پر بھی پہلی لڑکی کی طرح فخر کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے نکولس بول رہا ہوں"...... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"چیف سے بات کرو"...... لڑکی نے کہا اور رسیور چیف کی طرف بڑھا دیا۔ چیف نے اس کی کمر سے ہاتھ ہٹایا اور رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو نکولس"...... چیف مارٹی نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"حکم چیف"...... دوسری طرف سے انتہائی منمناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کاؤنٹر پر ایک مرد اور ایک عورت آئیں گے۔ وہ جیفرے کا نام لیں گے اور اپنے نام لاؤس اور ریٹا بتائیں گے۔ وہ میرے خاص مہمان ہیں۔ تم انہیں پیٹر کے آفس بھجوا دینا"...... مارٹی نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔ وہ اسی طرح نرم لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا لیکن کسی بھی لمحے وہ کسی کے قتل کا حکم بھی وہ اسی نرم لہجے میں دے سکتا تھا اس لئے اس سے بات کرتے ہوئے ہر شخص موت کے خوف سے کانپتا رہتا تھا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹی نے رسیور رکھ دیا۔

"پیٹر سے میری بات کراؤ"...... مارٹی نے کہا اور اس بار پہلی لڑکی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیٹر بول رہا ہوں"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف سے بات کرو"...... لڑکی نے کہا اور رسیور چیف کی طرف بڑھا دیا اور خود پیچھے ہٹ کر واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑی ہو گئی۔

"پیٹر۔ کاؤنٹر پر ایک مرد اور ایک عورت آ رہے ہیں۔ ان کے نام لاؤس اور ریٹا ہیں۔ وہ میرے دوست جیفرے کے آدمی ہیں۔ ان کے پیچھے براعظم ایشیا کے کسی ملک پاکیشیا کے سرکاری ایجنٹ لگے ہوئے ہیں۔ وہ ان سے میرے دوست جیفرے اور اس کی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نکولس انہیں میرے حکم پر تمہارے پاس بھیج دے گا۔ تم اپنے سیکشن کے چند افراد کو ان کی نگرانی پر لگا دینا اور انہیں کہہ دینا کہ وہ آزادانہ طور پر پورے میڈو میں گھومتے پھرتے رہیں۔ یہ سرکاری ایجنٹ انہیں دیکھ کر یقیناً انہیں گھیرنے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں تمہارے آدمیوں نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ سمجھے"...... مارٹی نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... پیٹر نے کہا۔

"وہ سرکاری اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔

ایک عورت اور چار مرد۔ اس لئے تمہاری طرف سے اگر معمولی سی کوتاہی بھی ہو گئی تو وہ ان کے ہاتھ لگ جائیں گے اور میری بے عزتی ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ تم جانتے ہو"...... مارٹی نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

"بہت اچھی طرح جانتا ہوں چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے حکم کی مکمل اور فوری تعمیل ہو گی"...... پیٹر نے کہا تو مارٹی نے رسیور رکھ دیا اور پھر شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ پیٹر اور اس کے آدمیوں کی کارکردگی کو جانتا تھا۔ یہ لوگ پلک جھپکنے میں ان لوگوں کا خاتمہ کر دینے پر قادر تھے اور اسے یقین تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔

لاس اینجلس سے میٹرو کوئی پرواز نہ جاتی تھی البتہ لوگ اپنی ذاتی کاروں اور بڑی بڑی تیز رفتار بسوں پر سفر کرتے تھے۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں کو یہی معلوم ہوا تھا کہ برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر لاس اینجلس کے شہر میٹرو میں ہے اور لاؤس اور ریٹا وہیں پہنچ گئے ہیں تو وہ کافرستان سے پہلے ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن پہنچے۔ وہاں سے ایک اور فلائٹ کے ذریعے لاس اینجلس اور اب بس میں سوار ہو کر وہ لاس اینجلس سے میٹرو جا رہے تھے۔ میٹرو کی شہرت کے بارے میں انہیں بہت اچھی طرح معلوم تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ قطعی طور پر فکر مند نہیں تھے۔ انہیں یقین تھا کہ مجرم غنڈے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بس میں دو دو سیٹیں اکٹھی تھیں اس لئے سب سے آگے سیٹ پر تنویر اور جولیا بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اس سے عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے جبکہ ٹائیگر کو انہوں نے وہاں علیحدہ پہنچ کر

اپنے طور پر لاوس اور ریٹا کو تلاش کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے ٹائیگر ان کے ساتھ نہ تھا۔ رابطہ کے لئے انہوں نے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر طے کر لیا تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ اگر ٹائیگر نے ان میں سے ایک یا دونوں کا سراغ لگا لیا تو وہ انہیں زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دے گا اس لئے وہ اس کی طرف سے بھی مطمئن تھے۔

"تنویر"...... اچانک صفدر نے عقبی سیٹ پر آگے بیٹھے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیا ہے"۔ تنویر نے چونک کر گردن موڑتے ہوئے کہا۔

"تم کبھی لاس اینجلس کے شہر میٹرو گئے ہو"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں تو کبھی نہیں گیا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"میں گیا ہوا ہوں عمران صاحب کے ساتھ"...... صفدر نے کہا۔

"کب کی بات ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کافی عرصہ پہلے ایک مشن کے سلسلے میں ٹیم لاس اینجلس میں تھی کہ ایک آدمی سے ملنے عمران صاحب میٹرو گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہے وہاں۔ جیسے ایکریمیا کے دوسرے شہر ہیں ویسا ہی شہر ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے ڈیول سٹی کہا جاتا ہے۔ خود ایکریمین اسے ڈیول سٹی کہتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں کہا جاتا ہے اسے ڈیول سٹی"...... تنویر نے کہا۔

"وہاں کوئی قانون نہیں ہے۔ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ تمام شہر جرائم پیشہ افراد سے بھرا پڑا ہے۔ ہر وقت ان کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ سڑکوں پر بعض اوقات اچانک فائرنگ شروع ہو جاتی ہے اور بے شمار لوگ مر جاتے ہیں۔ اس طرح بعض اوقات سڑکوں پر لاشیں پڑی ملتی ہیں۔ وہاں بے شمار مافیا کے آفس ہیں۔ بے شمار بین الاقوامی مجرم تنظیموں کے آفس ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"واہ۔ پھر تو واقعی یہ دیکھنے کا شہر ہے"...... تنویر نے لطف لیتے ہوئے کہا تو صفدر اور جولیا بے اختیار ہنس پڑے۔

"اگر ایسی بات ہے صفدر تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہم درست جگہ پر جا رہے ہیں۔ اس برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر بھی وہیں ہونا چاہئے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً وہیں ہو گا لیکن اس کے چیف نے شاید اسے انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے اس لئے اسے ٹریس کرنا پڑے گا ورنہ تو کسی نہ کسی مخبر تنظیم سے اس کے بارے میں معلومات مل جاتیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اصل پریشانی کی بات یہ ہے کہ اتنے بڑے شہر میں اس لاوس اور ریٹا کو کیسے تلاش کیا جائے گا اور جب تک وہ نہ ملیں گے ہم

ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"سارے کلب گھومتے پھریں گے۔ آخر وہ کہیں نہ کہیں تو آتے جاتے ہوں گے"...... تنویر نے کہا۔ صفدر اب پیچھے ہٹ کر کیپٹن شکیل سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

"جناب۔ آپ پہلی بار میٹرو جا رہے ہیں"...... اچانک صفدر کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلی بار نہیں بلکہ دوسری بار۔ لیکن میرے ساتھی پہلی بار جا رہے ہیں"۔ صفدر نے گردن موڑ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہاں آپ کو کیا کام ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"سنا ہے وہاں قسمت آزمائی کے بہت مواقع ملتے ہیں اس لئے ہم بھی وہاں قسمت آزمانے جا رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے جناب تو پھر آپ سے ہمدردی کی صورت میں یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ آپ قسمت آزمائی کے لئے ریڈ کالر کلب میں جائیں۔ وہاں آپ ہر طرح سے محفوظ رہیں گے"...... نوجوان نے کہا۔

"اچھا۔ کیا وہ شریفوں کا کلب ہے"...... صفدر نے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

"شریفوں کا نہیں بلکہ میٹرو کے سب سے بڑے بدمعاش کا۔ اس لئے تو آپ وہاں محفوظ رہیں گے"...... نوجوان نے کہا۔

"کیا آپ میٹرو میں رہتے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں وہاں ایک چھوٹے سے کلب میں سپروائزر ہوں۔ میرا نام راکسن ہے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہم وہاں کسی پرائیویٹ کالونی کی رہائش گاہ میں رہنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں ہوٹلوں میں رہائش سے نفرت ہے۔ کیا وہاں ایسا کوئی انتظام ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ کیوں نہیں۔ بے شمار لوگ پرائیویٹ رہائش گاہوں میں رہتے ہیں۔ میٹرو ٹرمینل کے قریب ہی ایک پراپرٹی ڈیلر اسٹارکس کا آفس ہے۔ آپ کو وہاں سے آسانی سے رہائش گاہ مل جائے گی"...... نوجوان نے کہا۔

"بہت شکریہ۔ اب اس ریڈ کالر کلب کے بارے میں مزید کچھ بتاؤ۔ تم نے تو اس میں تجسس پیدا کر دیا ہے"...... صفدر نے کہا تو راکسن نے ریڈ کالر کلب کے بارے میں تفصیل سے بتانا شروع کر دیا اور صفدر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اس قدر طاقتور گروپ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ میٹرو کے اصل مالک وہی ہیں اور ان کے سامنے کوئی بڑے سے بڑا بدمعاش، غنڈہ دم نہیں مار سکتا"...... راکسن نے کہا۔

"او کے۔ پھر تو واقعی وہاں ہر شخص بے حد محفوظ ہوتا ہو گا۔ بے حد شکریہ۔ ویسے میٹرو میں ایک تنظیم ہے برائٹ آئی۔ اس کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے"...... صفدر نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں نے تو یہ نام ہی کبھی نہیں سنا"...... راکسن نے جواب دیا اور پھر صفدر نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے راکسن سے ملنے والی معلومات تنویر اور جولیا کو بتا دیں۔

"ٹھیک ہے۔ وہاں رہائش گاہ لے کر اور کار لے کر سارے کلبوں میں گھومیں گے۔ کہیں نہ کہیں تو یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک تو نظر آ ہی جائے گا"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آٹھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد بس میٹرو کے ٹرمینل پر جا کر رکی تو وہ دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اترے اور پھر انہوں نے پراپرٹی ڈیلر کے آفس سے ایک رہائش گاہ حاصل کی اور پھر ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہ اس رہائش گاہ پر پہنچے تو انہیں یہ دیکھ کر بے حد اطمینان ہوا کہ وہاں ایک جدید ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں کی مارکیٹ سے اسلحہ اور میک اپ کا سامان خرید لینا چاہئے اور پھر میک اپ کر کے ہم گھومیں پھریں"...... صفدر نے کہا۔

"میں جا کر یہ سب کچھ لے آتا ہوں"۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم بیٹھو۔ میں جا کر لے آتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مس جولیا اور تنویر میرے خیال کے مطابق یہاں ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"محتاط سے تمہاری کیا مراد ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہاں ہم اجنبی ہیں اور اس نوجوان راکسن نے ریڈ کالر گروپ اور دوسرے گروپوں کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اور پھر صفدر نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعی ڈیول سٹی ہے اس لئے ہمیں یہاں اپنے طور پر اور ارد گرد کے ماحول سے بھی محتاط رہنا چاہئے تاکہ کسی کو ہم سے خواہ مخواہ الجھنے کا موقع نہ مل سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل۔ میرا خیال ہے کہ تم یہیں رہائش گاہ پر ہی رہو۔ ہم خود ہی مشن مکمل کر لیں گے"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں تمہارے مزاج کو اچھی طرح سمجھتا ہوں تنویر۔ لیکن جب تک لاڈس اور ریٹا نہیں مل جاتے ہمیں کسی اور معاملے میں نہیں الجھنا چاہئے ورنہ ہمیں مشن چھوڑنا پڑے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس لاڈس اور ریٹا کو تلاش کرنے کی۔ ہم ریڈ کالر گروپ کے کسی بڑے آدمی سے پوچھ لیں گے۔ یہ لوگ لازماً ان لوگوں کو جانتے ہوں گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور وہاں دس بارہ آدمی مار کر واپس آ جائیں گے لیکن اس سے کیا ہو گا۔ یہ سمجھتے ہو تم"...... جولیا نے کہا۔

"میں سب کچھ سمجھتا ہوں مس جولیا۔ لیکن مجھے یہ مایوسی، انتظار، معلومات یہ سب کچھ پسند نہیں ہے۔ میں کسی کی گردن پر انگوٹھا رکھ

کر وہ سب کچھ معلوم کر سکتا ہوں جو تم کئی روز کی بھاگ دوڑ کے بعد معلوم کرتے ہو اور شاید چیف کو پہلے سے معلوم تھا کہ ہمیں ڈیول سٹی جانا پڑے گا اس لئے اس نے مجھے لیڈر بنا دیا ہے۔ اب میں جیسے کہوں ویسے کرو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آ گیا۔ وہ اسلحہ اور میک اپ کے سامان کے ساتھ ساتھ ایسا لباس بھی لے آیا تھا جو یہاں کے غنڈوں کا پسندیدہ لباس تھا۔ سیاہ جینز اور براؤن چمڑے کی جیکٹس اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب مقامی میک اپ کر چکے تھے اور لباس بھی تبدیل کر چکے تھے۔ جولیا نے بھی جینز کی پینٹ اور براؤن چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ پھر جولیا نے تنویر اور کیپٹن شکیل کے درمیان ہونے والی گفتگو صفدر کو بتا دی۔

"ٹھیک ہے جیسے تنویر کہے اور مجھے یقین ہے کہ تنویر یہاں کے ماحول کے مطابق درست سوچ رہا ہے۔ میں نے اس تھوڑے سے وقت میں جو کچھ یہاں دیکھا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں طاقت کا مظاہرہ ہی کامیابی کے قریب لے جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

"تم لوگ بے فکر رہو۔ ہم کامیاب رہیں گے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

لاوس اور ریٹا دونوں ریڈ کالر کلب کے سامنے پہنچ کر ٹیکسی سے اتر گئے۔ لاوس نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اندر داخل ہو گئے۔ خاصا وسیع و عریض ہال تھا اور وہاں مسلح افراد کی تعداد بھی کافی تھی لیکن اندر غنڈوں اور بدمعاشوں کی کثرت تھی۔ البتہ اکا دکا غیر ملکی سیاح مرد اور عورتیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"یس مس"۔۔۔۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے قدر سخت لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام لاوس ہے اور یہ میری ساتھی ریٹا ہیں اور ہمیں جیفرے نے بھیجا ہے"۔۔۔۔۔۔ لاوس نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ آپ تو چیف کے خصوصی مہمان ہیں۔ خوش آمدید"۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ان کے ساتھ

ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے نکولس بول رہا ہوں جناب"...... اس نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چیف کے خصوصی مہمان لاؤس اور میڈم ریٹا تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اپنا آدمی کاؤنٹر پر بھیج دیں"...... نکولس نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس پیٹر کا آدمی ابھی آرہا ہے۔ وہ آپ کو باس پیٹر کے پاس لے جائے گا"...... نکولس نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی کاؤنٹر پر پہنچ گیا اور پھر اس نے لاؤس اور ریٹا کے بارے میں پوچھا تو نکولس نے لاؤس اور ریٹا کی طرف اشارہ کر دیا۔

"آئیے جناب"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل کے ایک آفس میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام پیٹر ہے اور میں ریڈ کالر گروپ کے ایک سیکشن کا انچارج ہوں"...... پیٹر نے اٹھ کر انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں باری باری ان دونوں سے مصافحہ کیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... پیٹر نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جو مرضی آئے منگوا لو"...... لاؤس نے کہا تو پیٹر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر کے اس نے کسی کو شراب بھیجنے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"مسٹر لاؤس اور میڈم ریٹا۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا سیٹ اپ بنایا گیا ہے"...... رسیور رکھ کر پیٹر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں تو کاؤنٹر پر بھیجا گیا اور پھر وہاں سے ہم یہاں آپ کے پاس پہنچ گئے"...... لاؤس نے کہا۔

"آپ کو ان پاکیشیائی سرکاری ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے سامنے لایا جائے گا۔ وہ یہاں میٹرو میں صرف آپ کو پہچانتے ہیں۔ میرے گروپ کے دس بارہ آدمی انتہائی خفیہ طور پر آپ کی نگرانی کریں گے اور آپ کا کام مختلف کلبوں میں آنا جانا اور تفریح ہو گا۔ پھر جیسے ہی وہ گروپ آپ کو شناخت کرے گا وہ لازماً آپ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا اور اس طرح وہ لوگ شناخت ہو جائیں گے اور ہمارے آدمی حرکت میں آ جائیں گے اور یہ لوگ دوسرا سانس نہ لے سکیں گے"...... پیٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ اچھا پلان ہے"...... لاؤس نے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں اور آپ کے آدمی کچھ نہ کر سکیں"...... ریٹا نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا تو پیٹر کا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"آپ اگر چیف کے مہمان نہ ہوتے تو اب تک آپ کی لاشیں گٹر میں پہنچ چکی ہوتیں۔ آئندہ ریڈ کالر کے بارے میں سوچ سمجھ کر بات کرنا"...... پیٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو ریٹا کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"آئی ایم سوری۔ میرا یہ مقصد نہ تھا"...... ریٹا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو بھی مقصد تھا بہرحال یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ ہے"...... پیٹر نے کہا تو ریٹا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں ایک فون کر لوں۔ پھر آپ جا کر اپنا کام شروع کر دیں"۔ پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیٹر بول رہا ہوں کارمن۔ مسٹر لاوس اور میڈم ریٹا میرے آفس میں ہیں اور تمہارے آدمی تیار ہیں ناں"...... پیٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... پیٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ اطمینان سے جا کر میٹرو میں گھومیں پھریں۔ تفریح کریں۔ زیادہ تر کلبوں میں بیٹھیں"...... پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے جیب سے دو کارڈ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ کارڈ رکھ لیں۔ ان کی موجودگی میں نہ صرف آپ کو وی وی آئی پی سمجھا جائے گا بلکہ آپ سے کوئی قیمت بھی نہ وصول کی جائے گی"...... پیٹر نے کہا تو لاوس اور ریٹا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کارڈ لے کر وہ اٹھے اور کمرے سے باہر نکل آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہال سے نکل کر باہر آ گئے اور پیدل ہی فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے طور پر نگرانی کرنے والوں کو چیک کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ایسا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور پھر وہ دونوں قریب ہی ایک کلب کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ یہ پرائیویٹ کلب تھا۔ اندر انتہائی پرشور انداز میں میوزک بج رہا تھا اور لوگ ڈانس کر رہے تھے۔ وہ دونوں ایک طرف میز پر جا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے ویٹر کو بلا کر انتہائی قیمتی شراب منگوا لی کیونکہ اب انہیں بل پے کرنے کی کوئی فکر نہ تھی۔

ٹائیگر میٹرو پہنچ چکا تھا۔ اس نے یہاں ایک متوسط درجے کے ہوٹل میں کمرہ لے لیا تھا اور پھر وہ اس ہوٹل سے باہر نکلا اور اس نے مارکیٹ سے ضروری اسلحہ خریدا۔ یہاں اسلحہ اس طرح ملتا تھا جیسے دوسرے ممالک میں کھانے پینے کی چیزیں عام ملتی ہیں اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ریڈ کالر کلب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یہاں آ کر جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق اسے ریڈ کالر کلب کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا تھا اس سے ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ اگر وہ ریڈ کالر کے کسی بڑے آدمی سے دوستی کر لے تو اس سے برائٹ آئی کے بارے میں آسانی سے معلومات مل سکتی ہیں کیونکہ جس سطح کے یہ لوگ تھے ان سے میٹرو میں کوئی تنظیم چھپی نہ رہ سکتی تھی۔ ایک ویٹر سے اسے پیٹر کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ پیٹر ریڈ کالر گروپ کے ایک سیکشن کا انچارج ہے

اور ریڈ کالر گروپ میں اسے انتہائی اہمیت حاصل ہے اس لئے اس نے پیٹر سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ریڈ کالر کلب کے سامنے اتر کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور بھاری ٹپ دی اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ ہال انتہائی وسیع و عریض تھا اور عورتوں اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا لیکن وہ سب کے سب غنڈے اور بدمعاش تھے۔ البتہ اکا دکا غیر ملکی سیاح بھی نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف کافی بڑا کاؤنٹر تھا جس پر چار نیم عریاں لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک نوجوان سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میرا نام مارشل ہے اور میں ونگٹن سے آیا ہوں۔ میں نے پیٹر سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا تو کاؤنٹر مین اس طرح چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا جیسے ٹائیگر نے دنیا کی سب سے عجیب بات کر دی ہو۔

"کیا تم پہلی بار آئے ہو"...... اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر خاموشی سے واپس چلے جاؤ اور آئندہ یہ الفاظ منہ سے نہ نکالنا۔ باس پیٹر تم جیسے تھرڈ کلاس تو ایک طرف ایکریمیا کے صدر سے نہیں ملتا۔ جاؤ دفع ہو جاؤ"...... اس آدمی نے انتہائی سخت اور غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایکریمیا کے صدر سے واقعی وہ نہ ملتا ہو گا لیکن ولنگٹن کے مارشل سے وہ ضرور ملے گا کیونکہ مارشل ولنگٹن کے بلیک ڈیتھ سینڈیکیٹ کا چیف ایجنٹ ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو گی کوئی تنظیم۔ تم جاؤ اور اگر میں نے معمولی سا اشارہ بھی کر دیا تو تمہاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جاؤ"...... اس آدمی نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"بہرحال وہ بیٹھتا تو یہیں ہے ناں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام نکولس ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو سنو نکولس۔ تم مجھے اس کے آفس کا راستہ بتا دو اور پھر زندہ سلامت یہاں کھڑے رہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم۔ تم تو ضرورت سے زیادہ ہی بیوقوف ہو"...... نکولس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ ٹائیگر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور نکولس کی گال پر اس قدر زوردار تھپڑ پڑا کہ پورا ہال گونج اٹھا اور نکولس تھپڑ کھا کر چیختا ہوا اچھل کر سروس دینے والی لڑکیوں پر جا گرا۔

"سن آف بچ۔ مارشل کو دھمکیاں دیتا ہے"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ نکولس سیدھا کھڑا ہوتا ٹائیگر کے ہاتھ

میں مشین پسٹل نظر آیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی نکولس چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ گولیاں اس کے سینے میں بارش کی طرح اتر گئی تھیں۔

"تم بتاؤ کہاں ہے پیٹر کا آفس"...... ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ لڑکیوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"اوپر۔ اوپر۔ دوسری منزل پر۔ دوسری منزل پر"...... ایک لڑکی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور اسی لمحے ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر اس کے مشین پسٹل سے گولیاں نکلیں اور ہال میں تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دو مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل کر نیچے جا گرے۔

"اور کسی نے مارشل کے منہ آنا ہو تو سامنے آ جائے۔ میں نے صرف پیٹر سے ملنا ہے اور بس"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا لفٹ کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کیا اور دوسری منزل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا۔ وہاں چار مسلح افراد موجود تھے۔

"میں نے پیٹر سے ملنا ہے۔ کہاں ہے پیٹر کا آفس"...... ٹائیگر نے جارحانہ لہجے میں کہا۔

"باس کسی سے نہیں ملتا۔ تم اوپر کیسے آ گئے ہو"...... ان میں سے ایک آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ہی تھا کہ ٹائیگر کا ہاتھ

کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے وہاں راہداری میں موجود دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے لمبے قد اور ورزشی جسم کے آدمی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ مشین پسٹل واپس اس کی جیب میں پہنچ چکا تھا۔

"کون ہو تم"...... اس نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام پیٹر ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور تم یہاں تک پہنچ کیسے گئے"...... پیٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام مارشل ہے اور میرا تعلق ونگٹن کے بلیک ڈیتھ سینڈیکیٹ سے ہے۔ میں نے یہاں میٹرو پہنچ کر سب سے تمہاری بڑی تعریفیں سنی تو میں نے سوچا کہ تم سے ملا جائے لیکن کاؤنٹر پر موجود نکولس نے میری توہین کی اور میں نے اسے گولی مار دی۔ پھر دو آدمیوں نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو میں نے انہیں بھی گولی مار دی اور یہاں باہر راہداری میں موجود چار مسلح افراد نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی اور میں نے انہیں بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور بتاؤ تم کیسے ہو"...... ٹائیگر نے آخر میں مسکراتے ہوئے کہا تو پیٹر کا چہرہ غصے کی شدت سے عنابی ہو گیا۔

"تم۔ تم نے ریڈ کالر کلب میں آدمیوں کو مار دیا۔ تم نے۔ اور تم پھر بھی زندہ ہو"...... پیٹر نے اس قدر شدید غصے میں کہا کہ اس کے منہ سے الفاظ بھی روانی سے نہ نکل پا رہے تھے۔

"سنو پیٹر۔ میں صرف تم سے ملنے آیا ہوں۔ میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ اگر یہاں میٹرو میں ریڈ کالر گروپ چھایا ہوا ہے تو ونگٹن میں بلیک ڈیتھ سینڈیکیٹ اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے اور آدمیوں کا کیا ہے وہ تو مرتے ہی رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو"...... پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اڑتا ہوا دور جا گرا۔

"بلیک ڈیتھ کے چیف ایجنٹ پر ہاتھ اٹھا کر تم نے اپنی موت مقدر کر لی ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ بولو۔ مجھ سے دوستی کرتے ہو یا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... پیٹر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے تم سے کیا چاہنا ہے۔ میں نے تمہاری تعریفیں سنیں اس لئے ملنے آ گیا۔ مل کر واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو کہ کسی سے ملتے ہی نہیں"...... ٹائیگر نے

کہا تو پیٹر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔ اسی لئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پیٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

"ان کی لاشیں غائب کر دو اور سنو۔ وہ آدمی میرا دوست ہے اس لئے اس کے خلاف اب کوئی کارروائی نہیں ہو گی"...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد پیٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تمہارے بارے میں رپورٹ دی جا رہی تھی"...... پیٹر نے کہا۔

"تم نے دوست کہہ کر اچھا کیا ہے۔ میں دوستی نبھانا جانتا ہوں۔ کبھی ولنگٹن آؤ تو میرے پاس ضرور آنا۔ پھر دیکھنا کہ سینڈیکیٹ کسے کہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو پیٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم کیا پیو گے"...... پیٹر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں پینے پلانے کا کام صرف رات کو کرتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں میٹرو میں کیسے آئے ہو"...... پیٹر نے کہا۔

"سینڈیکیٹ کا ایک کام تھا۔ وہ ہو گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں ولنگٹن کے سینڈیکیٹ کو کیا کام ہو سکتا ہے"...... پیٹر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہاں ایک تنظیم ہے برائٹ آئی۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں۔ کسی پارٹی کی بکنگ تھی"...... ٹائیگر نے کہا تو پیٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"برائٹ آئی۔ اوہ۔ لیکن اس کا کیا تعلق بلیک ڈیتھ سینڈیکیٹ سے"...... پیٹر نے کہا۔

"کہا تو ہے کسی پارٹی کی بکنگ تھی"...... ٹائیگر نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"اور تم نے حاصل کر لی ہیں معلومات"...... پیٹر نے کہا۔

"ہاں۔ پرنس روڈ پر اس کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کے چیف کا نام جانسن ہے اور یہ تنظیم انسانی اعضاء کی اسمگلنگ اور فروخت کا دھندہ کرتی ہے"...... ٹائیگر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو پیٹر بے اختیار تمسخرانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ واقعی تم نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ بہت خوب"...... پیٹر نے کہا۔

"اگر میں نے غلط معلوم کیا ہے تو تم درست بتا دو۔ تم تو بہرحال اب میرے دوست ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں تو اس لئے ہنسا تھا کہ جب یہاں برائٹ آئی نام کی کوئی تنظیم ہی نہیں ہے تو پھر برائٹ آئی کے بارے میں معلومات کیسے مل سکتی ہیں"...... پیٹر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تم سے ملاقات ہو گئی اور میں نے ابھی ولنگٹن واپس جانا ہے اس لئے اجازت دو۔ وہاں جب بھی ولنگٹن آؤ تو کنگ روڈ پر مارشل بار میں آ جانا۔ وہاں تمہارا انتہائی کھلے دل سے استقبال کیا جائے گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو پیٹر بھی

اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن "...... پیٹر نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس نے پیٹر کے چہرے کی بدلتی ہوئی کیفیت کے ساتھ ساتھ اس کا ہاتھ بھی جیب میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن اس نے بظاہر کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا تھا۔

"لیکن کیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے ریڈ کالر کلب میں قتل و غارت کی ہے مارشل اور تمہارا تعلق چاہے ایکریمیا کے صدر سے کیوں نہ ہو تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی اور تمہیں چونکہ میں نے دوست کہا ہے اس لئے تمہیں آسان موت مارا جائے گا۔ انتہائی آسان موت"...... پیٹر نے دانت نکوستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مشین پسٹل موجود تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتا ٹائیگر کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے پیٹر کے ہاتھ سے وہ مشین پسٹل نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا۔ پیٹر نے تیزی سے جھکولا کھا کر سائیڈ میں ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کا دوسرا بازو کسی آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح آگے بڑھا اور پیٹر ہوا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے سے میز کی دوسری طرف قالین پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ٹائیگر نے اس کے سینے پر مخصوص جگہ پر زور سے پیر مارا تو پیٹر کے منہ سے خرخراہٹ سی نکلی اور اس کا جسم ایک

جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ البتہ اس کے منہ اور ناک سے خون کے قطرے بہہ نکلے تھے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر سامنے صوفے کی ایک کرسی پر ڈال دیا۔ پھر اس نے بیلٹ کھول کر اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے اس کی کلائیوں کو بیلٹ میں جکڑا اور اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ انگلیوں کی مدد سے بیلٹ کھول نہ سکے۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس نے ایک طرف پڑا ہوا بھاری صوفہ اٹھا کر اسے پشت کی طرف کر کے پیٹر کے سامنے رکھ کر دبا دیا۔ پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور اسے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اس نے دوسرے ہاتھ سے پیٹر کے چہرے پر یکے بعد دیگرے زور زور سے تھپڑ مارنا شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر پیٹر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ ٹائیگر اب صوفے پر دوزانو ہو کر اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا منہ پیٹر کی طرف تھا جبکہ پیٹر صوفے کے دباؤ کی وجہ سے نہ اٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ تم۔ تم نے کیا کیا ہے یہ"...... پیٹر نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن ٹائیگر مطمئن تھا کہ ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے آواز باہر نہ جا سکے گی اور دروازہ اس نے پہلے ہی اندر سے لاک کر دیا تھا۔ ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر سے اس کی ایک آنکھ انتہائی بے دردی سے نکال دی تھی۔

"بولو۔ برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بولو۔ ورنہ اس بار دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے"...... ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کا چیف جیفرے ہے جو چیف مارٹی کا دوست ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا سیٹ اپ پاکیشیا میں ختم کر دیا گیا ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے میٹرو آ رہی ہے اور وہ لاوس اور ریٹا کے ذریعے اس تک پہنچ جائیں گے جس پر چیف مارٹی نے لاوس اور ریٹا کو یہاں منگوا لیا اور مجھے کہا کہ میں اپنے سیکشن کے آدمی ان کی نگرانی پر لگا دوں اور یہ دونوں پورے میٹرو میں گھومتے پھریں اور پھر جیسے ہی پاکیشیائی ایجنٹ لاوس اور ریٹا کو چیک کریں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... پیٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جب تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہے تو تمہیں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی معلوم ہو گا۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور پیٹر کی ناک کی نوک کٹ کر نیچے جا گری۔

"وہ۔ وہ۔ مجھے واقعی نہیں معلوم۔ چیف کو معلوم ہو گا"۔ پیٹر نے ہذیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔ ٹائیگر اچھل کر پیچھے ہٹا اور کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے

تھے کیونکہ پیٹر کے چہرے پر اچانک چھا جانے والی مردنی سے ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ پیٹر کسی ایسی بیماری میں مبتلا تھا کہ تشدد نے اس کا دل بند کر دیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے خنجر کو صاف کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اسے نیچے ہال سے تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ راہداری میں دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار تیزی سے میٹرو کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ سب چونکہ رہائش گاہ پر نہ صرف مقامی میک اپ کر چکے تھے بلکہ انہوں نے جینز اور جیکٹس بھی پہن لی تھیں۔ صفدر مارکیٹ سے اسلحہ بھی خرید لایا تھا اس لئے ان سب کی جیبوں میں ایک ایک کی بجائے دو دو مشین پسٹل موجود تھے جن کے میگزین فل تھے۔ تنویر نے میٹرو کا نقشہ ٹرمینل سے ہی لے لیا تھا اور اس نقشے کا چونکہ اس نے بغور مطالعہ کر لیا تھا اس لئے اب وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"تنویر۔ ہمیں پہلے کسی اور کلب میں جا کر بیٹھنا چاہئے کیونکہ ریڈ کالر کلب میں جا کر ہمارا مقصد صرف خالی قتل و غارت کرنا ہی نہیں

ہے بلکہ وہاں کسی بڑے کو پکڑ کر اس سے برائٹ آئی کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرنی ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ صفدر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں یوں وہاں جا کر اندھا دھند اقدامات نہیں کرنے چاہئیں۔ کم از کم ٹارگٹ کا تو علم ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار کو ایک کلب کے سامنے لے جا کر سائیڈ میں روک دیا۔ وہاں کئی کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ وہ سب کار سے اترے آئے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ اچانک ایک لمبا تڑنگا آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"رکو تم"...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو تنویر اور اس کے ساتھی بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

"اپنی کار ہٹاؤ یہاں سے۔ کیا اندھے ہو۔ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری کار کی وجہ سے ریڈ کالر کی کار کا راستہ رک سکتا ہے"۔ اس آدمی نے انتہائی توہین آمیز لہجے میں کہا۔ اس نے جو شرٹ پہنی ہوئی تھی اس کے کالر گہرے سرخ رنگ کے تھے۔

"اوہ۔ سوری جناب"...... صفدر نے تنویر کے بولنے سے پہلے کہا۔

"ہٹاؤ اسے فوراً۔ ورنہ"...... اس آدمی نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم ہم سے اس لہجے میں بات کرو"۔ تنویر نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ہم ہٹا لیتے ہیں۔ آیئے جناب میرے ساتھ۔ جہاں آپ کہیں کھڑی کر دیتے ہیں"...... صفدر نے تنویر کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم شاید اجنبی ہو یہاں۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میں ریڈ کار ہوں۔ اگر تمہارے ساتھی نہ ہوتے تو تم کسی حقیر کیڑے کی طرح کچل دیئے جاتے"...... اس آدمی نے تنویر سے کہا اور پھر وہ صفدر کی طرف مڑ گیا۔ تنویر کا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا لیکن کیپٹن شکیل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبا دیا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ادھر سائیڈ پر لے جائیں"...... صفدر نے کار کے قریب پہنچ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ کا دروازہ کھولا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ آدمی اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا اور اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ انہیں کہاں کار لے جا کر کھڑی کرنے کے لئے کہے کہ یکلخت صفدر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس آدمی کے گلے پر پڑے اور دوسرے لمحے ہچکی سی اوغ کی آواز نکال کر وہ آدمی اس طرح کار کی عقبی سیٹ پر جا گرا جیسے کسی نے بوری کو اٹھا کر اندر پھینک دیا ہو اور صفدر نے تیزی

سے اس کی ٹانگیں موڑیں اور دروازہ بند کر دیا۔

"جلدی کرو۔ ہمیں اسے کہیں ایسی جگہ پر لے جانا ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ جلدی آؤ"...... صفدر نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے کار میں بیٹھ گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ آدمی دونوں سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس کے جسم پر پاؤں رکھے سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیڈ سیٹ پر جولیا تھی۔

"تم نے حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا ہے صفدر۔ ایک لمحے میں اسے بے ہوش کر دیا اور پلک جھپکنے میں اسے کار کے اندر بھی پھینک دیا"...... جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایسا نہ کرتا تو ہم پر گولیوں کی بارش بھی ہو سکتی تھی"۔ صفدر نے کہا۔ اسی لئے تنویر نے کار سائیڈ پر موڑی اور پھر ایک طرف موجود درختوں کے گھنے جھنڈ کی طرف کار لے گیا۔ چند لمحوں بعد کار جھنڈ کے اندر پہنچ کر رک گئی تو وہ سب تیزی سے اترے اور پھر ریڈ کار کو کھینچ کر باہر نکال لیا گیا۔

"اب اسے باندھنا پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اس آدمی کو گردن سے پکڑا اور اٹھا کر کار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا۔ البتہ اس

پکڑ کر سنبھالے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر وہ آدمی چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ آدمی پہلے تو لڑکھڑایا پھر سنبھل گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ یہ میں کہاں ہوں"...... اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے تنویر کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ بے اختیار چیختا ہوا دوسرے پہلو پر جا گرا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سٹاک۔ سٹاک"...... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ اٹھنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا"۔ تنویر نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم نے ریڈ کالر پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ تم نے۔ کون ہو تم"۔ اس آدمی نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق ریڈ کالر سے ہے"...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ تم نے ریڈ کالر پر حملہ کیا ہے۔ تم نے"۔ اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اب تک اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو کہ ریڈ کالر پر بھی حملہ کیا جا سکتا ہے۔

"سنو سٹاک۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بتا دو کہ ریڈ کالر کلب میں مین آدمی کون ہے ورنہ یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہو گا"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"کلب میں مین آدمی تو چیف ہے اور کون ہو سکتا ہے"۔ سٹاک نے کہا۔

"کیا نام ہے اس کا"...... صفدر نے کہا۔

"مارٹی۔ جسے سب ریڈ ڈیتھ کہتے ہیں"...... سٹاک نے جواب دیا۔

"اس کا آفس کہاں ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نیچے تہہ خانوں میں۔ لیکن وہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔ چیف تک کوئی نہیں پہنچ سکتا"...... سٹاک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت اس طرح اچھلا کہ جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا واپس گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ تنویر نے اس کے اچھلتے ہی اس پر فائر کھول دیا تھا۔

"جلدی کی تم نے"...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس کافی ہے۔ مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف مارٹی کو یقیناً سب کچھ معلوم ہو گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ پھر چلیں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے دوبارہ کار میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے کار بیک ہو کر مڑی اور پھر تیزی سے جھنڈ سے نکل کر دوبارہ سڑک پر پہنچ کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریڈ کالر کلب پہنچ گئے۔ یہ چار منزلہ وسیع و عریض عمارت تھی۔ تنویر نے کار کو آگے لے جا کر ایک سائیڈ پر روک دیا اور وہ سب نیچے اترے۔ تنویر نے کار لاک کی اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا اور پورا ہال عورتوں اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ البتہ وہاں چار پانچ مسلح افراد بھی گھوم پھر رہے تھے۔ ایک طرف وسیع کاؤنٹر تھا جس پر چار لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا ایک آدمی سائیڈ پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے کاؤنٹر پر فون رکھا ہوا تھا۔ تنویر ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

"چیف مارٹی کے آفس کا راستہ کون سا ہے"...... تنویر نے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ آدمی اس طرح اچھل پڑا جیسے تنویر نے اسے گالی دے دی ہو۔ اس کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا تھا۔

"کیا۔ کیا۔ تم۔ تم نے کیا کہا ہے"...... اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیا تم بہرے ہو یا احمق ہو۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ تمہارے

چیف مارٹی کے آفس کا راستہ کون سا ہے"...... تنویر نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے اپنی گندی زبان سے چیف کا نام لے کر اپنے لئے موت مقدر کر لی ہے"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ تنویر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر پیچھے گرا اور پھر مڑ کر کاؤنٹر کے اندر ایک دھماکے سے جا گرا اور ہال میں یکلخت خاموشی طاری ہو گئی۔

"تم۔ تم نے ڈیوڈ کو مار دیا ہے۔ تم نے"...... اچانک ایک لڑکی نے تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی یکلخت ہال تیز فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے یکلخت ان چاروں افراد پر فائر کھول دیا تھا جو اس لڑکی کی آواز سن کر تیزی سے مشین گنیں ان کی طرف سیدھی کر رہے تھے۔ اسی لمحے تنویر مڑا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر ہال مشین پسٹل کی آواز سے گونج اٹھا۔ اس نے ایک سائیڈ پر موجود چار افراد کو گولیوں سے اڑا دیا تھا جو جیبوں سے ریوالور نکال چکے تھے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے بھی حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دیں گے"...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ہال میں موجود دس بارہ آدمی تیزی سے اٹھے اور انہوں نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر تنویر اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول دیئے۔ گو انہوں نے

اپنے طور پر انتہائی تیزی دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے
تنویر اور اس کے ساتھیوں کے لئے اتنا وقفہ ہی کافی تھی۔ نتیجہ یہ کہ
ہال ایک بار پھر تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ہال میں
موجود کئی افراد میزوں کے نیچے گھس گئے اور کچھ فرش پر پڑے ہوئے
تھے۔

"میں ٹائیگر ہوں"...... اچانک تنویر اور اس کے ساتھیوں کو
عقب سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑے اور دوسرے
لمحے انہوں نے ایک مقامی آدمی کو جس نے جینز اور جیکٹ پہنی ہوئی
تھی آخری سیڑھی سے اتر کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

"تم اور یہاں"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں اوپر ایک آدمی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا کہ فائرنگ کی
آوازیں سنائی دیں اور پھر یہاں آیا اور تم لوگوں کو پہچان گیا"۔
ٹائیگر نے کہا۔

"ہمیں چیف مارٹی کے آفس کا پتہ چاہئے۔ بولو۔ کون بتائے گا
ورنہ ہم یہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیں گے۔ بولو۔ بتاؤ"۔
تنویر نے یکلخت چیختے ہوئے ہال میں موجود افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ۔ وہ تہہ خانے میں ہے"...... ایک آدمی نے بھنچے بھنچے لہجے
میں کہا۔

"راستہ بتاؤ۔ راستہ"...... تنویر نے چیخ کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو"...... اس آدمی نے کہا

تو تنویر نے اسے کھڑے ہونے کے لئے کہا۔

"تم سب یہاں رکو۔ جب راستہ معلوم ہو جائے گا تو پھر میں
تمہیں بلا لوں گا"...... تنویر نے کہا اور پھر اس آدمی کو لے کر وہ
بائیں طرف مڑ گیا کیونکہ اس آدمی نے ادھر کا اشارہ کیا تھا۔ پھر بائیں
ہاتھ پر ایک تنگ سی راہداری میں وہ پہنچ گئے۔ راہداری کے آخر میں
ایک دروازہ تھا۔ اس دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ
پروف ہے اور بند تھا۔

"یہ دروازہ اندر سے کھلتا ہے۔ یہاں سے سیڑھیاں نیچے سپیشل
گیم ہال تک جاتی ہیں۔ وہاں صرف خاص خاص لوگ جا سکتے ہیں"۔
اس آدمی نے تنویر سے کہا۔

"چیف مارٹی وہیں ہوتا ہے"...... تنویر نے کہا تو اس آدمی نے
اثبات میں سر ہلایا تو تنویر نے ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل
کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ تنویر تیزی سے
واپس مڑا اور تیزی سے راہداری کے سرے پر آ گیا۔

"آ جاؤ سب۔ لیکن پشت کا خیال رکھنا"...... تنویر نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے ساتھی بھی دوڑتے
ہوئے راہداری میں آ گئے۔ البتہ ٹائیگر راہداری کے سرے پر ہی رک
گیا تھا۔ اس نے اب مشین گن پکڑی ہوئی تھی جبکہ صفدر اور کیپٹن
شکیل کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں۔ ایک مشین گن جولیا
کے ہاتھ میں بھی۔ ظاہر ہے یہ مشین گنیں انہوں نے ہال سے حاصل

کی تھیں۔

"یہ مشین گن لے لو۔ نجانے کتنے لوگ ہوں"...... صفدر نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین گن جھپٹ لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر نے دروازے کو دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ تنویر نے مشین گن کے دستے سے دروازے پر ابھی دو تین ضربیں ہی لگائی تھیں کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور دروازے پر ایک لمبا تڑنگا آدمی نظر آیا جس کے چہرے پر انتہائی غصے کے تاثرات نمایاں تھے لیکن دوسرے لمحے اس کے سینے پر مشین گن کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر سیڑھیوں پر کسی گیند کی طرح لڑھکتا چلا گیا۔

"دروازہ بند کر دو"...... تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اس آدمی کے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ آدمی فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا تو تنویر بھی اچھل کر اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی اٹھتا تنویر نے مشین گن کی نال کا دہانہ اس کے سینے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل، جولیا اور ٹائیگر اس دوران سیڑھیاں اتر کر تیزی سے آگے موجود ایک بند دروازے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کمرہ تھا جس میں صرف دو کرسیاں موجود تھیں۔ شاید یہ اس آدمی کے بیٹھنے کے لئے تھیں۔ ٹائیگر چونکہ سب سے آخر میں نیچے آیا تھا اس لئے

اس نے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا تھا اور پھر تنویر، ٹائیگر، صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے اس دروازے کو پار کر کے دوسری طرف ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ ہال میں میزیں لگی ہوئی تھیں اور ان پر بڑے بھرپور انداز میں جوا کھیلا جا رہا تھا۔ بے شمار عورتیں اور مرد وہاں موجود تھے البتہ مشین گنوں سے مسلح تقریباً دس کے قریب ریڈ کالر بھی وہاں موجود تھے۔ جیسے ہی صفدر، کیپٹن شکیل، جولیا اور پھر ان کے پیچھے تنویر اور ٹائیگر اندر پہنچے تو وہ سب چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کی مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔

"کون ہو تم اور اس طرح مسلح ہو کر کیوں آئے ہو"۔ اچانک ایک لمبے تڑنگے آدمی نے غضبناک انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ تمہارا چیف مارٹی۔ کہاں ہے۔ بولو"...... یکلخت صفدر نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے مشین گن اتارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے مشین گنوں کی فائرنگ سے ہال گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی گونج اٹھیں۔ ان سب نے بیک وقت مشین گنوں کے فائر کھول دیئے تھے اور اس طرح نہ صرف وہ مسلح ریڈ کالر بلکہ جوا کھیلنے والے مرد اور عورتیں بھی اس فائرنگ کی زد میں آ گئے اور یہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کی مجبوری تھی کیونکہ ہال

میں وہ لوگ اس انداز میں بکھرے ہوئے تھے کہ اگر فوری طور پر ان پر فائر نہ کھول دیا جاتا تو ان میں سے کوئی نہ کوئی ان لوگوں کی فائرنگ کا نشانہ بن سکتا تھا۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں نے اس وقت تک فائرنگ بند نہ کی جب تک کہ ہال میں موجود سب افراد فرش پر گر گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہاں قتل عام کیا گیا ہو۔ ایک طرف راہداری تھی۔ ٹائیگر اس راہداری کی طرف دوڑ پڑا۔ اسی لمحے راہداری سے دو مسلح افراد دوڑتے ہوئے سامنے آئے ہی تھے کہ ٹائیگر نے ان پر فائر کھول دیا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گر پڑے۔

"کہاں ہے مارٹی کا آفس"...... ٹائیگر نے ان میں سے ایک کی پسلیوں پر لات مارتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ۔ یہاں۔ مگر"...... اس آدمی کے منہ سے نکلا اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔

"ادھر ہے چیف مارٹی کا آفس"...... ٹائیگر نے مڑ کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں یہاں رکو گے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی ٹائیگر کے پیچھے اس راہداری کی طرف دوڑ پڑا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے اوپر دیوار پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور سرخ بلب کا مطلب تھا کہ وہ بند ہے۔

"توڑ ڈالو دروازہ"...... تنویر نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر جو دروازے کے قریب ہی رک گیا تھا یکلخت بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے بڑے بھرپور انداز میں کاندھے کی ٹکر دروازے پر ماری تو دروازہ چرچرایا تو ضرور لیکن کھلا نہیں۔ ابھی ٹائیگر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ تنویر نے اچھل کر دروازے پر کاندھے کی ٹکر ماری اور اس بار دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور تنویر اس طرح اچانک دروازہ کھلنے پر دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں صوفے پر ایک گینڈے نما آدمی جس کے چہرے پر خشونت اور سفاکی نمایاں تھی، لیٹا ہوا تھا۔ ایک لڑکی اس کی سائیڈ میں بیٹھی تھی جبکہ دوسری لڑکی اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اچانک دروازہ اس انداز میں کھلنے پر ان سب کی نظریں دروازے کی طرف اٹھیں اور پھر تنویر اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر کے اندر آنے پر وہ گینڈے نما آدمی نے سائیڈ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو ایک طرف دھکیلا اور بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے جولیا بھی اندر داخل ہو گئی۔

"تم۔ تم۔ کیا۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں لڑکیاں چیختی ہوئی نیچے گریں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئیں۔ ان پر فائرنگ جولیا نے کی تھی۔

"تمہارا نام مارٹی ہے اور تم یہاں کے چیف ہو"...... تنویر نے

آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے یکلخت جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں ابھریں اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر پیچھے صوفے پر جا گرا اور پھر گھوم کر نیچے فرش پر جا گرا۔ گولیاں اس کی دونوں ٹانگوں پر لگی تھیں اور مشین گن کی گولیوں نے اس کی دونوں ٹانگوں کو چھلنی کر دیا تھا۔

"بولو۔ تم ہو مارٹی۔ بولو"...... تنویر نے اس کے سینے پر مشین گن کی نال رکھ کر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم۔ تم کون ہو"...... اس آدمی نے جواب دیا لیکن اس کا لہجہ اس حالت میں بھی خاصا سنبھلا ہوا تھا حالانکہ اس کی دونوں ٹانگوں پر جگہ جگہ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"بولو برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بولو"...... تنویر نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے کہا اور اس بار اس کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔

"بولو کہاں ہے ہیڈ کوارٹر"...... تنویر نے انتہائی وحشیانہ انداز میں دوسری ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

"ب۔ بب۔ برسٹن روڈ پر گلیڈ سٹون ہاؤس"...... اس بار مارٹی کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلے اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کی ناک سے خون فوارے کی طرح نکلنے لگا تھا کہ تنویر نے اس کے سینے پر فائر کھول دیا۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں"...... تنویر نے واپس مڑتے ہوئے

کہا اور پھر وہ دوڑتے ہوئے واپس گیم ہال میں پہنچ گئے جہاں ابھی تک صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے جبکہ ہال میں موجود بہت سے مرد اور عورتیں سروں پر ہاتھ رکھے ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے جبکہ بے شمار لاشیں وہاں جگہ جگہ بکھری ہوئی تھیں۔

"کچھ معلوم ہوا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ادھر راستہ ہے۔ خفیہ راستہ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ان کو ختم کر دو ورنہ یہ ہمارے پیچھے آئیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اس دروازے کی دوسری طرف طویل راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے تو وہ ایک بند گلی میں تھے اور دائیں طرف مین روڈ تھا۔ یہ کلب کی عقبی سائیڈ تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گئے اور پھر انہیں کار تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ مشین گنیں وہ گلی میں ہی پھینک آئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سب کار میں سوار ہو کر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

ٹائیگر ان کے ساتھ تھا۔

"واپس رہائش گاہ پر چلو۔ ہمیں میک اپ تبدیل کرنے ہوں گے"...... صفدر نے کہا تو تنویر نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اثبات میں سر ہلایا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس رہائش گاہ پر پہنچ گئی۔

"پہلے میک اپ تبدیل کر لو بلکہ لباس بھی تبدیل کر لو"۔ صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب نئے ماسک میک اپ میں تھے اور انہوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے اور پھر وہ سب سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

"توبہ۔ کس قدر خوفناک مراحل طے کئے ہیں ہم نے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تنویر لیڈر ہے تو اس سے بھی زیادہ جان لیوا مراحل طے کرنے پڑیں گے مس جولیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بار تو لطف آ رہا ہے کام میں۔ ورنہ وہی بھاگ دوڑ۔ فون پر انکوائری"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ریڈ کالر اب پورے میپڑو میں ہمیں پاگلوں کی طرح تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کرتے رہیں۔ اب وہ ہمیں کسی صورت بھی نہیں پہچان سکتے۔ کار ہم نے پہلے ہی کافی فاصلے پر کھڑی کر دی تھی اس لئے کار سے بھی وہ ہمیں چیک نہیں کر سکتے"...... تنویر نے کہا۔

"ٹائیگر۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئے تھے اور تم نے وہاں کیا کیا

تھا"...... صفدر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا اور ٹائیگر نے انہیں پیٹر کے پاس جانے اور پھر اس سے معلومات حاصل کرنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"تو اس برائٹ آئی کے چیف کا نام جیفرے ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ پیٹر اچانک مر گیا تھا اس لئے وہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہ بتا سکا یا واقعی اسے معلوم نہ تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پیٹر کے آدمی اس لاوس اور ریٹا کو چارہ بنا کر گھوم پھر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے پھرتے رہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس جیفرے کو جب مارٹی اور پیٹر کے بارے میں معلوم ہو گا تو وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غائب ہو جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں فوری وہاں ریڈ کرنا چاہئے"۔ تنویر نے چونک کر اور قدرے پرجوش لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس وقت پورے میپڑو میں چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ ریڈ کالر کلب میں اس طرح قتل عام اور پھر اس کے چیف مارٹی کی اور پیٹر کی ہلاکت اتنی آسانی سے ہضم نہیں ہو گی اس لئے ہمیں کم از کم آج کا باقی دن اور رات خاموشی سے گزارنا ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"اور تب تک وہ جیفرے اگر غائب ہو گیا تو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ کیا وہ اپنا ہیڈ کوارٹر بھی ساتھ لے جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"ایک بات ہے کہ کیا اس جیفرے کی ہلاکت سے یہ تنظیم ختم ہو جائے گی"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں وہاں سے اس تنظیم کے سیٹ اپ کے بارے میں یقیناً تفصیلات مل جائیں گی جو ہم چیف تک پہنچا دیں گے اور چیف ان ملکوں کی حکومتوں کو یہ اطلاعات پہنچا دیں گے اور اس طرح ہر ملک میں ان کا سیٹ اپ ختم کر دیا جائے گا اور پھر یہاں ہیڈ کوارٹر کی تباہی اور اس جیفرے کی ہلاکت کے بعد یہ سیٹ اپ خود ہی افراتفری کا شکار ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر یہ طے ہوا کہ باقی آپریشن کل ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں اس طرح اندھا دھند اقدام نہیں کرنے چاہئیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو"...... تنویر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں لیکن اب میں وہاں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں کا میک اپ میں دوبارہ نہیں کرنا چاہتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تم یہیں ہمارے ساتھ ہی ٹھہر جاؤ"...... جولیا نے کہا تو

ئیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو اب کچھ دیر آرام کر لیں"...... جولیا نے کہا اور اس کے اٹھتے ی باقی ساتھی بھی بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی جیفرے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیفرے نے کہا۔

"آرتھر کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آرتھر کی کال۔ اوکے۔ کراؤ بات"...... جیفرے نے چونک کر کہا۔ وہ چونکا اس لئے تھا کہ آرتھر اس کا خاص مخبر تھا اور اس نے اسے ریڈ کالر کلب میں بھیجا ہوا تھا تاکہ لاؤس اور ریٹا کے سلسلے میں جو کچھ بھی ہو وہ اسے براہ راست کال کر کے بتا دے۔

"ہیلو۔ میں آرتھر بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک وحشت بھری آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے"...... جیفرے نے اس

کے لہجے پر چونکتے ہوئے کہا۔

"غضب ہو گیا چیف۔ ریڈ کالر کلب میں قتل عام کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیفرے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے"...... جیفرے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس بات کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ریڈ کالر کلب میں بھی کچھ ہو سکتا ہے۔

"چیف۔ ریڈ کالر کلب میں ایک عورت اور تین مرد داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں پہلے کاؤنٹر مین کو گولی ماری اور پھر انہوں نے وہاں اوپن فائرنگ کر دی۔ وہ چیف مارٹی کے آفس کا راستہ پوچھ رہے تھے۔ پھر سیڑھیوں سے ایک اور آدمی اتر کر ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس نے اپنا نام ٹائیگر بتایا اور پھر وہ سب نیچے تہہ خانوں میں پہنچ گئے اور پھر عقبی راستے سے نکل کر غائب ہو گئے۔ باہر ہال اور پھر نیچے تہہ خانوں میں بے شمار آدمی مارے گئے اور چیف مارٹی کو بھی انہوں نے آفس میں ہلاک کر دیا ہے اور باس اب پتہ چلا ہے کہ ایکشن سیکشن کا چیف پیٹر جس کا آفس دوسری منزل پر ہے اسے بھی اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سینکڑوں ریڈ کالر مارے جا چکے ہیں۔ پورے شہر میں ہنگامے ہو رہے ہیں۔ ریڈ کالر جو شہر میں تھے وہ بھی اس خبر کو سنتے ہی اوپن فائرنگ پر اتر آئے ہیں اور وہ ہر اس آدمی اور عورت کو ہلاک کر رہے ہیں جن پر انہیں معمولی سا

شک پڑتا ہے۔ پورے شہر میں حالات تیزی سے خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ پولیس انتظامیہ نے اب سے چند لمحے پہلے کرفیو لگا دیا ہے اور میٹرو شہر کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے اور لاس اینجلس سے اعلیٰ حکام یہاں پہنچ رہے ہیں"...... آرتھر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ لیکن یہ حملہ آور کون لوگ تھے۔ انہوں نے کیسے ریڈ کالر کلب پر اس طرح حملے کی جرأت کی"...... جیفرے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ چہروں سے تو وہ مقامی لگتے تھے اور انہوں نے لباس بھی عام سے پہنے ہوئے تھے لیکن باس ان کے انداز دیکھ کر میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ عام لوگ نہیں تھے۔ وہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ تھے اور میرا خیال ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اور یہ وہی لوگ تھے باس جن کی تلاش کے لئے آپ نے لاوس اور ریٹا کو ریڈ کالر کلب بھجوایا تھا"...... آرتھر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر وہ ریڈ کالر کلب کیسے پہنچ گئے۔ ان کا ریڈ کالر کلب سے کیا تعلق"...... جیفرے نے کہا۔

"باس۔ وہ شاید مارٹی سے آپ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہوں گے کیونکہ آپ کے بارے میں مارٹی ہی جانتا ہے۔ وہ آپ کا دوست تھا"...... آرتھر نے کہا تو جیفرے کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

"یہ تم ایسی بات کر رہے ہو آرتھر کہ جیسے انہیں الہام ہو گیا ہو کہ مارٹی مجھے جانتا ہے اور وہ مارٹی کے پاس پہنچ گئے۔ نہیں۔ یہ کوئی

اور سلسلہ ہو گا"...... جیفرے نے کہا۔

"میں نے تو صرف اندازہ لگایا ہے باس"...... آرتھر نے کہا۔

"لاوس اور ریٹا کہاں ہیں"...... جیفرے نے پوچھا۔

"معلوم نہیں باس۔ میں تو ریڈ کالر کلب میں ہی تھا۔ وہ یہاں سے چلے گئے تھے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا خیال رکھو"...... جیفرے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب کیا ہے۔ حیرت ہے۔ یہ کون سا گروپ ہو گا جو اس قدر دلیری سے ریڈ کالر کلب میں قتل عام کر دے۔ حیرت ہے"۔ جیفرے نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیفرے بول رہا ہوں ماسٹر"...... جیفرے نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ریڈ کالر کلب میں قتل عام کیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا کیا گیا ہے یا مجھ تک پہنچنے والی اطلاع غلط

ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"اطلاع درست ہے جیفرے اور یہ شاید اس صدی کی سب سے دلیرانہ واردات ہے۔ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال وہ لوگ جو بھی تھے انتہائی تربیت یافتہ، بے حد بچے نشانہ باز اور انتہائی دلیر لوگ تھے۔ ریڈ کالر کے سیکنڈ چیف روڈی نے چارج سنبھال لیا ہے اور وہ یقیناً انہیں ٹریس کر لے گا"۔ ماسٹر نے کہا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ پورے شہر میں ہنگامے ہو رہے ہیں اور ریڈ کالر کے لوگ ویسے ہی ہر مشکوک آدمی کو گولی مار رہے ہیں"۔ جیفرے نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہوا ہے۔ اس لئے کرفیو لگا دیا گیا ہے اور فوج نے میٹرو کا انتظام سنبھال لیا ہے اور اب قدرے سکون ہے اور پھر روڈی نے سب ریڈ کالرز کو فوری کال کر کے کلب میں بلا لیا ہے اور اس نے انہیں کنٹرول میں کر لیا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... جیفرے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ماسٹر نے ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہو سکتے ہیں لیکن وہ مارٹی کے پاس کیوں گئے"...... جیفرے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ کہیں مارٹی نے میرے بارے میں تو انہیں نہیں بتا دیا۔ لیکن نہیں۔ مارٹی ایسا نہیں کر سکتا۔ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے"۔ جیفرے نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہی ہو گا۔ وہ تربیت یافتہ خصوصی ایجنٹ ہی ہو سکتے ہیں۔ عام غنڈے تو ریڈ کالر کلب پر حملے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اوہ۔ انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ میری مارٹی سے دوستی ہے"...... جیفرے مسلسل بڑبڑا رہا تھا اور ایک بار پھر وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اس کے ذہن میں کوئی نیا خیال آ گیا ہو۔

"وہ پیٹر۔ وہ پیٹر تو مارٹی کا رازدان تھا اور پھر لاوس اور ریٹا کی نگرانی بھی پیٹر کا سیکشن کر رہا تھا اور اس پیٹر کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"...... جیفرے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب سارا کھیل سمجھ میں آ گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو کرفیو ختم ہوتے ہی سیدھے میری گردن آ دبوچیں گے۔ ویری بیڈ۔ پیٹر نے انہیں بتایا ہو گا کہ میں مارٹی کا دوست ہوں اور پھر وہ مارٹی کے پاس پہنچ گئے۔ مارٹی نے یقیناً انہیں میرے ہیڈ کوارٹر اور میرے بارے میں بتا دیا ہو گا۔ جو لوگ اس انداز میں کام کر سکتے ہیں وہ بغیر مجھ سے ٹکرائے واپس نہیں جا سکتے۔ اوہ۔ مجھے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر کو کلوز کر کے انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا"...... جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر

پریس کر دیئے۔

"گریگ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ گریگ ہیڈ کوارٹر کا انچارج تھا۔

"جیفرے بول رہا ہوں گریگ"...... جیفرے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... گریگ نے کہا۔

"سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم برائٹ آئی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے اور مجھ سمیت ہم سب کو ہلاک کرنے میزو پہنچ چکی ہے اور اس نے ریڈ کالر کلب پر حملہ کر کے پیٹر سے معلوم کر لیا ہے کہ مارٹی سے میری دوستی ہے اور مارٹی کو ہمارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم تھا۔ پھر یہ لوگ مارٹی کے پاس پہنچ گئے اور اس سے انہوں نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اور میرے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے ریڈ کالر کلب میں بے شمار لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے شہر میں پھیلے ہوئے ریڈ کالر گروپ کے لوگ مشتعل ہو کر بے شمار لوگوں کو ہلاک کرنے پر تل گئے ہیں جس کی وجہ سے حکومت نے کرفیو لگا کر شہر کو فوج کے حوالے کر دیا ہے لیکن یہ کرفیو ظاہر ہے زیادہ دیر تک نہیں لگایا جا سکتا اور یہ لوگ اس کرفیو کی وجہ سے ابھی دبے ہوئے ہوں گے۔ جیسے ہی کرفیو ختم ہو گا یہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر فوری طور پر متبادل پوائنٹ پر شفٹ کر دیں۔ یہاں

انڈ کا ایک پرزہ تک نہیں رہنا چاہئے اور نہ کوئی مشینری۔ تمام افراد بھی ساتھ ہی متبادل پوائنٹ پر شفٹ ہو جائیں گے البتہ میں انڈر گراؤنڈ رہوں گا اور میں خود تم سے متبادل پوائنٹ پر رابطہ کروں گا"...... جیفرے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ لیکن ایسا کب تک ہو گا"...... گریگ نے کہا۔

"ریڈ کالر کا نیا چیف جلد ہی ان لوگوں کا سراغ لگا لے گا اور پھر وہ خود ہی ان سے نمٹ لے گا۔ ہم نے سامنے نہیں آنا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ہم فیلڈ کے لوگ نہیں ہیں"...... جیفرے نے کہا۔

"یس باس۔ اچھا فیصلہ ہے۔ اس طرح کام بھی جاری رہے گا اور متبادل پوائنٹ کے بارے میں آپ کے اور میرے علاوہ اور کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ آپ بھی انڈر گراؤنڈ ہوں گے اور میں خود بھی اس وقت تک متبادل پوائنٹ پر ہی محدود رہوں گا جب تک ان لوگوں کے خاتمے کی اطلاع نہیں مل جاتی اور ہیڈ کوارٹر کے باقی افراد کو بھی محدود کر دیا جائے گا"...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اوکے۔ فوری طور پر تمام اقدامات کرو اور سنو۔ انہیں یہاں پہنچ کر کسی طرح بھی ہماری تنظیم کے سیٹ اپ اور ہمارے متبادل پوائنٹ کے بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے"...... جیفرے نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیفرے نے رسی

رکھ کر بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اب اسے یقین تھا کہ یہ لوگ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں اب وہ اس تک کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔

برسٹن روڈ پر گلیڈ سٹون ہاؤس خاصی بڑی اور دو منزلہ عمارت تھی۔ اس کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا اور باہر بڑا سا تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا جبکہ تنویر اور اس کے ساتھی سڑک کی دوسری طرف کھڑے انتہائی حیرت بھری نظروں سے اس تالے کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں رات کو ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ کالر کے بدمعاشوں نے شہر میں بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے شہر میں کرفیو لگا کر فوج کے حوالے کر دیا گیا تھا اور یہ کرفیو ساری رات اور دوسرے روز بھی دیر تک لگا رہا۔ اس کے بعد فوج واپس چلی گئی اور پھر کرفیو ہٹا دیا گیا اور پھر آہستہ آہستہ شہر کی رونق بحال ہونے لگ گئی۔ چنانچہ تنویر نے بھی مشن کو مکمل کرنے کی غرض سے گلیڈ سٹون ہاؤس پر ریڈ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ نئے میک اپ اور نئے لباس میں کار میں سوار ہو کر برسٹن روڈ پہنچ

گئے ۔ کار انہوں نے کچھ فاصلے پر واقع پارکنگ میں روکی اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے ۔ لیکن یہاں پھاٹک پر تالا دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئے ۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس مارٹی نے مرتے ہوئے جھوٹ بولا ہے" ...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ مارٹی کی موت کی اطلاع یہاں پہنچ گئی اور یہ لوگ خوف کی وجہ سے کہیں اور شفٹ ہو گئے ہیں" ۔ صفدر نے کہا۔

" آپ اجازت دیں تو میں عقبی طرف سے اندر جا کر چیکنگ کروں" ...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہم سب جائیں گے ۔ شاید کوئی کلیو مل جائے " ...... تنویر نے کہا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے سڑک کراس کر کے سائیڈ گلی سے ہوتے ہوئے اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گئے ۔ اس طرف تنگ سی گلی تھی جس میں کوڑے کے ڈرم موجود تھے ۔ ادھر ایک دروازہ بھی موجود تھا۔ ٹائیگر سب سے پہلے دیوار پر چڑھ کر اندر کودا اور اس نے دروازہ کھول دیا تو وہ سب اس دروازے سے اندر داخل ہو گئے تو ٹائیگر نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ عمارت واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ عمارت میں گھومتے رہے لیکن وہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ کوئی مشینری ۔ البتہ فرنیچر موجود تھا اور دو تین کمرے آفس کے انداز میں سجے ہوئے تھے ۔ وہاں فون بھی موجود تھا۔

انہوں نے تہہ خانے چیک لئے لیکن وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ دیواروں میں موجود خفیہ سیف تلاش کئے گئے ۔ الماریاں کھول کر چیک کی گئیں، میزوں کی درازوں کی تفصیلی تلاشی لی گئی لیکن کہیں سے بھی کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو سکی جس سے وہ آگے بڑھ سکتے تھے۔

"یہاں واقعی ہیڈ کوارٹر تھا اور اسے ابھی خالی کیا گیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" اب کیا کیا جائے ۔ اب نہیں کہاں تلاش کیا جائے " ...... جولیا نے کہا۔

" یہ تو واقعی مشکل مرحلہ بن گیا ہے ۔ نجانے یہ لوگ کہاں جا چھپے ہوں گے" ...... تنویر نے کہا جبکہ اس دوران کیپٹن شکیل نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" برسٹن روڈ پر گلیڈ سٹون ہاؤس کا فون نمبر دیں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور یہ وہی نمبر تھا جو فون کے اوپر موجود چٹ پر لکھا ہوا تھا۔

" کال ٹرانسفر نمبر بھی دے دیں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے جبکہ انکوائری آپریٹر نے فوراً ہی دوسرا نمبر بتا دیا اور کیپٹن شکیل نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"یہ دوسرا نمبر جہاں نصب ہے وہیں پر یہ لوگ موجود ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ تمہاری ذہانت واقعی قابل داد ہے"...... صفدر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں بات"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ یہ ایک تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے اور جس طرح بتایا گیا ہے اس تنظیم کا سیٹ اپ پوری دنیا میں ہے تو ظاہر ہے ہر جگہ سے یہاں کالیں آتی رہتی ہوں گی۔ اب اگر انہوں نے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر خالی کر کے کہیں اور شفٹ کیا ہو گا تو لامحالہ انہوں نے یہ بندوبست بھی کیا ہو گا کہ یہاں آنے والی کالوں کو ایکس چینج سے ہی دوسرے نمبر پر ٹرانسفر کر دیا جائے اور کیپٹن شکیل نے وہ نمبر معلوم کر لیا"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ تنویر اور ٹائیگر تینوں کے چہروں پر بھی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"ذہانت کے لحاظ سے تم واقعی عمران سے کم نہیں ہو اس لئے عمران اب تمہاری ذہانت سے خوفزدہ ہونے لگ گیا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایسی کوئی بات نہیں مس جولیا۔ عمران صاحب تو واقعی سپر مائینڈ ہیں۔ چونکہ اس انکوائری آپریٹر نے میری آواز سن لی ہے اس

لئے میں نے اس سے اس بارے میں معلوم نہیں کیا کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ صفدر صاحب یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"سنیٹ آفس سے بول رہا ہوں۔ چیف آفیسر"...... صفدر نے لہجے کو سرد اور تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں اور چیک کر کے مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے۔ خوب اچھی طرح چیک کرنا کیونکہ یہ انتہائی اہم حکومتی معاملہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے نمبر بتا دیا۔

"ہولڈ کریں سر۔ میں کمپیوٹر سے چیک کر کے بتاتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... صفدر نے کہا۔

"سر۔ یہ نمبر گارڈن روڈ پر اورینٹ چیمبرز میں نصب ہے اور مسٹر

جیفرے کے نام پر نصب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک نمبر اور نوٹ کرو اور اس کے بارے میں بھی چیکنگ کر کے بتاؤ کہ یہ کس کے نام پر نصب ہے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی نمبر بتا دیا جس فون سے وہ کال کر رہا تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں چیک کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس"...... صفدر نے کہا۔

"جناب یہ نمبر بھی مسٹر جیفرے کے نام پر ہے اور برسٹن روڈ پر گلیڈ سٹون ہاؤس میں نصب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از سٹیٹ سیکرٹ"...... صفدر نے کہا۔

"نو سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہاں کا نمبر بتا کر پوچھنے کی کیا ضرورت تھی"...... جولیا نے کہا۔

"میں چیک کرنا چاہتا تھا کہ یہاں کا نمبر کس کے نام پر ہے اور

اب یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ دونوں نمبر جیفرے کے نام پر ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ برائٹ آئی کے چیف کا نام جیفرے ہے"۔ صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو اب ہمیں اورینٹ چیمبرز جانا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں چلو"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ اسی عقبی دروازے سے نکل کر باہر گلی میں آئے اور پھر سائیڈ گلی سے ہو کر سامنے سڑک پر پہنچ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گارڈن روڈ پر پہنچ گئے۔ انہوں نے کار ایک بار پھر پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ پیدل آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے سے گزرے جس پر اورینٹ چیمبرز کا نام درج تھا۔ البتہ یہ ایک کاروباری پلازہ تھا اور بے شمار لوگ اندر آ جا رہے تھے۔

"یہ تو بزنس پلازہ ہے۔ اب اس ہیڈ کوارٹر کو کہاں تلاش کریں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ نیچے تہہ خانوں میں ہو گا ان کا سیٹ اپ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر صاحب۔ اگر یہ سیٹ اپ تہہ خانوں میں ہے تو پھر لازماً اس کا راستہ اس پلازہ میں سے نہیں ہو سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹائیگر درست کہہ رہا ہے۔ لیکن اب یہ راستہ کیسے

تلاش ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

" میں معلوم کر سکتا ہوں۔ ایسے خفیہ راستے تلاش کرنا میری ہابی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

" او کے۔ تم جا کر معلوم کرو ہم ساتھ ہی واقع ریستوران میں بیٹھتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" ویسے ہمیں علیحدہ علیحدہ گروپوں کی صورت میں بیٹھنا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے باہر کوئی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو اور وہ لوگ پھر اچانک غائب ہو جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ"...... جولیا نے کہا اور وہ سب اس ریستوان کی طرف مڑ گئے جبکہ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا پلازہ کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران میں جا کر تنویر اور جولیا ایک علیحدہ میز پر بیٹھ گئے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل علیحدہ میز پر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہاٹ کافی منگوا لی کیونکہ وہاں اکثر میزوں پر ہاٹ کافی کے برتن نظر آ رہے تھے۔

ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا پلازہ کی طرف بڑھا اور پھر دروازے کے قریب موجود دربان کے پاس جا کر رک گیا۔ دربان اسے اس طرح رکتے دیکھ کر چونک پڑا۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور دربان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

" مم۔ مم۔ مگر سر"...... دربان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس نے نوٹ لے کر جلدی سے جیب میں ڈال لیا۔

" تہہ خانوں کا راستہ کس طرف سے ہے"...... ٹائیگر نے دوسرا بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا تو دربان کی آنکھوں میں یکلخت چمک آ گئی تھی۔

" تھرڈ ایونیو سے جناب۔ سرخ رنگ کا دروازہ ہے۔ مگر جناب۔ تہہ خانے تو خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں تو کوئی نہیں ہوتا۔ وہ تو طویل عرصے سے خالی ہیں"...... دربان نے کہا تو ٹائیگر نے دوسرا

نوٹ بھی اس کی طرف بڑھا دیا جسے دربان نے بجلی کی سی تیزی سے
لے کر اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔
" مجھے اطلاع ملی ہے کہ رات کو یہاں لوگ پہنچ گئے ہیں۔ کیا
واقعی۔ کیا تم کسی طرح معلوم کر سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔
" جناب۔ مجھے ڈیوٹی چھوڑ کر جانا پڑے گا۔ ویسے آپ خود بھی
چیکنگ کر سکتے ہیں۔ اگر سرخ دروازے کے باہر تالا موجود ہو تو
سمجھیں کہ تہہ خانے خالی ہیں اور اگر تالا نہ ہوا تو پھر وہاں لوگ
موجود ہوں گے"...... دربان نے کہا۔
" اوکے ۔ یہ تھرڈ ایونیو کس طرف ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو
دربان نے اشارے سے بتا دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر
ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ ایک اور چھوٹی سی سڑک پر پہنچ گیا۔ یہ تھرڈ
ایونیو کی سڑک تھی۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا وہ وہاں دروازوں کو
چیک کر رہا تھا۔ پھر ایک سرخ رنگ کا دروازہ اس کی نظروں میں
آ گیا۔ دروازے پر کوئی تالا موجود نہ تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو ٹائیگر کو
خیال آیا کہ وہ واپس جا کر تنویر اور اس کے ساتھیوں کو اطلاع دے
دے لیکن دوسرے لمحے اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
چیکنگ کا یہاں کوئی نظام بنا رکھا ہو اس لئے اگر وہ اکیلا ہو گا تو اس
پر کسی کو شک نہ پڑ سکے گا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں
بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود تھا اس لئے اس نے
اطمینان سے جیب سے پسٹل نکالا اور پھر اس سرخ دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ دروازے کو اس نے دبایا تو دروازہ اندر سے لاک تھا۔
ٹائیگر نے پسٹل کی نال کی ہول پر رکھی اور پھر ٹریگر دبانا شروع کر
دیا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ دروازہ تہہ خانوں کا ہے اس لئے وہ
سمجھتا تھا کہ گیس چند ہی لمحوں میں تہہ خانوں میں پھیل جائے گی۔
اس نے چار بار ٹریگر دبایا اور پھر پسٹل کو واپس جیب میں ڈال کر وہ
اس طرح آگے بڑھ گیا جیسے اس نے کہیں اور جانا ہو۔ تقریباً پانچ
منٹ گزارنے کے بعد وہ واپس مڑا اور پھر واپس اسی سرخ دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ یہاں صرف کاریں ہی آ جا رہی تھیں اور
یہاں پیدل افراد سرے سے موجود ہی نہ تھے اس لئے ٹائیگر اطمینان
سے آگے بڑھتا ہوا اس سرخ دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے اس
دوران کوٹ کی چھوٹی جیب میں رکھی ہوئی ایک مڑی ہوئی تار نکال
لی تھی۔ اس نے تار کو کی ہول میں ڈال کر مخصوص انداز میں گھمانا
شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر
نے تار باہر نکال لی۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا
گیا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا اور اس نے عقب میں دروازہ بند کر کے
اسے باقاعدہ لاک کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ گیس کا اثر اب ختم ہو
چکا ہو گا اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر
تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانوں کو چیک کر چکا تھا۔ وہاں تین افراد موجود
تھے جن میں سے دو ایک کمرے میں موجود تھے۔ وہاں باقاعدہ فائلوں
کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور ایک آدمی ایک آفس نما کمرے میں میز

کے پیچھے کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے ان فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ یہ فائلیں برائٹ آئی کے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے سیٹ اپ کے بارے میں تھیں۔ فائلوں کی تعداد تقریباً پچیس کے قریب تھی۔ اس نے فائلیں واپس رکھیں اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کمرے میں گیا جہاں اکیلی آفس کرسی پر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی آدمی ہیڈ کوارٹر کا انچارج جیفرے ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اسے ہوش میں لا کر اس سے مکمل معلومات حاصل کرے اور پھر اسے دوبارہ بے ہوش کر کے وہ اپنے ساتھیوں کو اطلاع دے گا اور یہاں لے آئے گا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس میں کافی دیر لگ جاتی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی ریستوران میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے ہوں گے جبکہ گیس کی وجہ سے یہ لوگ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آسکتے تھے اس لئے ان کی طرف سے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ چنانچہ وہ مڑا اور پھر سرخ دروازہ کھول کر باہر آگیا اور اس نے دروازے کو بند کر دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ دروازے کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ جب ریستوران میں داخل ہوا تو اس نے تنویر اور جولیا کو علیحدہ میز پر اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو علیحدہ میز پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو وہ مسکراتا ہوا تنویر اور جولیا کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

۔معلوم ہوا راستہ"...... تنویر نے کہا۔

"نہ صرف راستہ معلوم کر لیا ہے بلکہ میں ہیڈ کوارٹر کے اندر سے بھی ہو آیا ہوں۔ آپ آئیے میرے ساتھ"...... ٹائیگر نے کہا تو تنویر اور جولیا بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر جولیا کے اشارے پر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر ان کے پیچھے باہر آگئے۔

"کیا ہوا"...... صفدر نے پوچھا۔

"ٹائیگر کہہ رہا ہے کہ اس نے نہ صرف راستہ معلوم کر لیا ہے بلکہ وہ ہیڈ کوارٹر کے اندر سے بھی ہو آیا ہے"...... تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"ٹائیگر ساتھ ساتھ بتاتے چلو۔ تم نے عجیب بات کر دی ہے"۔ صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے ساری کارروائی دوہرا دی اور سب نے بے اختیار طویل سانس لئے۔

"گڈ شو۔ تم واقعی عمران کے صحیح شاگرد ہو"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس سرخ دروازے تک پہنچ گئے تھے۔ ٹائیگر نے دروازے کو دبایا اور پھر اسے کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے تو ٹائیگر نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا اور پھر انہیں ساتھ لے کر سب سے پہلے اس کمرے میں آیا جہاں فائلیں موجود تھیں۔

"وہ جیفرے کہاں ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ ادھر آفس میں ہے۔ آئیے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم ان فائلوں کو چیک کرو صفدر اور کیپٹن شکیل میں اور جولیا اس جیفرے کا انٹرویو کر لیں"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ اور جولیا، ٹائیگر کے پیچھے اس آفس میں داخل ہو گئے۔ وہ آدمی ابھی تک کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"تو یہ ہے اس انسانیت سوز تنظیم کا چیف"...... تنویر نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے باندھ دینا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"کیوں۔ اس سے ہم نے کیا معلوم کرنا ہے۔ فائلیں موجود ہیں۔ وہ ساتھ لے لیں گے اور یہاں موجود سب کا خاتمہ کر کے واپس چل پڑیں گے۔ مشن مکمل ہو گیا"...... تنویر نے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ یہی جیفرے ہو"...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ ہاں۔ جیفرے کا حلیہ تو ہمیں معلوم ہی نہیں۔ بہرحال اسے باندھنے کی ضرورت نہیں۔ ٹائیگر تم اسے ہوش میں لے آؤ"۔ تنویر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کی جیبوں میں کچھ نہ تھا۔

"اسے اٹھا کر میز کے پیچھے سے یہاں لاؤ اور کرسی پر ڈال کر پھر

اسے ہوش میں لے آؤ"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور پھر اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی، اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ اس نے اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے شیشی جیب میں رکھ لی۔ اسی لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل کمرے میں آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر بے اختیار اچھل پڑا لیکن ٹائیگر اس دوران اس کرسی کی پشت پر جا کر کھڑا ہو گیا تھا اس لئے اس نے اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہاں۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... تنویر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"گریگ۔ مگر تم کون ہو"...... اس آدمی نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہارا نام جیفرے ہے اور تم نے غلط نام بتا کر اپنی موت مقدر کر لی ہے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"اوہ نہیں۔ میرا نام گریگ ہے۔ جیفرے تو باس ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"تم دوسرے کو [illegible] ہوش میں لے آؤ اور اس

سے اس کے بارے میں پوچھو"...... اچانک جولیا نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر جولیا کی بات سمجھ کر سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اگر تم جیفرے نہیں ہو تو جیفرے کہاں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ انڈر گراؤنڈ ہو چکا ہے"...... گریگ نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ تنویر کا بھرپور تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا۔

"بتاؤ کہاں ہے جیفرے۔ بتاؤ"...... تنویر کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پہلے تھپڑ سے گریگ ابھی سنبھلا ہی نہ تھا کہ دوسرا تھپڑ کھا کر اس کے حلق سے چیخ نکلی اور تنویر نے اسے واقعی سنبھلنے کا معمولی سا موقع بھی نہ دیا تھا۔

"بتاؤ کہاں ہے جیفرے۔ بتاؤ"...... تنویر نے مسلسل تھپڑ مارنے کے ساتھ ساتھ انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ انجلا گرین کے پاس ہے۔ انجلا گرین کے پاس"۔ گریگ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے گال پھٹ گئے تھے اور تمام دانت باہر آگرے تھے۔ اس کی حالت انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"یہ واقعی گریگ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس آدمی کا کیا ہوا جسے تم ہوش میں لائے تھے"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اسے گولی مار دی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک کیا ہے۔ دوسرے کا بھی خاتمہ کر دینا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"وہ بے ہوش تھا اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ تنویر نے ایک بار پھر اس آدمی کے گالوں پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد ہی گریگ چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔

"بتاؤ کہاں رہتی ہے انجلا گرین۔ بتاؤ ورنہ اس بار گولی مار دوں گا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا اندازہ ہے کہ باس وہیں ہو گا۔ میں حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ باس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کال کرے گا لیکن ابھی تک اس نے کال نہیں کیا"...... گریگ نے کراہتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے انداز سے فیلڈ کا آدمی نہیں لگتا تھا کیونکہ اس کی طرف سے اب تک معمولی سا مزاحمتی رد عمل بھی سامنے نہ آیا تھا۔

"پتہ بتاؤ اس انجلا گرین کا"...... تنویر نے کہا۔

"وہ نیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر بارہ میں رہتی ہے۔ اس کوٹھی کا نام چیری فائن ہے۔ وہ باس جیفرے کی خاص عورت ہے"...... گریگ نے کہا۔

"وہاں کا فون نمبر تو تمہیں معلوم ہو گا"...... جولیا نے کہا
"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... گریگ نے کہا۔
"بتاؤ"...... جولیا نے کہا تو گریگ نے نمبر بتا دیا۔
"تنویر۔ نمبر پریس کر کے رسیور اس کے کان سے لگا دو اور سنو گریگ۔ اگر تم یہ بات کنفرم کرا دو کہ واقعی جیفرے وہاں موجود ہے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے ورنہ تمہاری لاش یہاں پڑی سڑتی رہے گی"...... جولیا نے کہا۔
"م۔ م۔ مجھے مت مارو۔ میں کنفرم کرا دیتا ہوں"...... گریگ نے کہا جبکہ اس دوران تنویر نے رسیور اٹھا کر گریگ کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا اور اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے رسیور گریگ کے ہاتھ میں دے دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔
"کسی قسم کا اشارہ نہ کرنا ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے"۔ جولیا نے کہا تو گریگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"ہیلو"...... دوسرے لمحے رسیور اٹھائے جانے کے ساتھ ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں گریگ بول رہا ہوں۔ چیف اگر یہاں ہو تو میری بات کرائیے۔ اٹ از ٹاپ موسٹ ایمرجنسی"...... گریگ نے کہا۔
"ہولڈ کرو میں دیکھتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو گریگ۔ تم نے یہاں کیوں فون کیا ہے اور تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میں یہاں ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"چیف۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھ سے رابطہ کریں گے لیکن آپ نے رابطہ نہیں کیا۔ میں نے اندازاً یہاں فون کیا ہے کیونکہ پال باہر گیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ پلازہ میں ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ ہمارے بارے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے"...... گریگ نے کہا۔
"ہمارے بارے میں۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
"برائٹ آئی کے بارے میں باس"...... گریگ نے کہا۔
"یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارا ہیڈ کوارٹر یہاں شفٹ ہو گیا ہے۔ کہیں تم نے وہاں اس ہیڈ کوارٹر میں کوئی کلیو تو نہیں چھوڑا تھا"...... جیفرے نے کہا۔
"اوہ نہیں چیف۔ میں وہاں کیسے کوئی نشان چھوڑ سکتا تھا"۔ گریگ نے کہا۔
"پھر وہ یہاں کیسے پہنچ گئے"...... جیفرے نے کہا۔
"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف"...... گریگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تم متبادل پوائنٹ کو بھی لاک کر دو اور فون کالز [illegible] اور جگیر تینوں کو یہاں میرے فون؛

انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ اب یہی ہو سکتا ہے"...... جیفرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... گریگ نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ کہے بغیر رابطہ ختم کر دیا گیا تو ٹائیگر نے گریگ کے ہاتھ سے رسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ جیفرے مشکوک ہو گیا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے بھی نکل جائے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے فون کالز وہاں ٹرانسفر کرنے کا کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہیں رہے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر چلو ختم کرو ان لوگوں کو"...... جولیا نے کہا تو تنویر کا ہاتھ اس کی سائیڈ جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گریگ کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی اور اس کا جسم دو جھٹکے کھا کر ساکت ہو گیا۔

"ان فائلوں کو بھی ساتھ لینا ہو گا۔ یہی اصل کام کی چیز ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں اٹھاؤ اور یہاں کی بھرپور تلاشی لے لو۔ شاید اور فائلیں بھی ہوں اور پھر دوسرے آدمی کو بھی ختم کر دو۔ وہاں صرف میں، جولیا اور ٹائیگر جائیں گے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل یہ فائلیں یہاں سے لے جا کر انہیں کسی کوریئر سروس سے چیف کو بھجوا دیں گے"...... تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا

دیئے۔

"لیکن کار تو ہم لے جائیں گے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کس چیز پر جائیں گے فائلیں لے کر"...... جولیا نے کہا۔

"ہم ٹیکسی میں چلے جائیں گے"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے نیو ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ نیو ٹاؤن نو تعمیر شدہ کالونی تھی کیونکہ یہاں موجود تمام کوٹھیاں بالکل جدید ساخت کی تھیں اور پھر انہوں نے چیری کاٹیج کو تلاش کر لیا۔

"یہاں ڈائریکٹ ایکشن ہو گا"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار لے جا کر اس چیری کاٹیج کے پھاٹک کے سامنے روک دی۔

"ٹائیگر۔ تم اتر کر کال بیل بجاؤ اور پھر جو بھی باہر آئے اسے اندر لے جا کر پھاٹک کھول دو"...... تنویر نے عقبی سیٹ پر موجود ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان جیسے ہی باہر آیا ٹائیگر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور وہ اس نوجوان کو گلے سے پکڑے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب"...... اس نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اندر پہنچتے ہی ٹائیگر کا ہاتھ مخصوص انداز میں گھوما اور اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان چیختا ہوا

میں اچھلا اور ایک دھماکے سے سائیڈ پر جا گرا جبکہ ٹائیگر نے تیزی سے مڑ کر بڑے پھاٹک کا کنڈا کھولا اور پھر پھاٹک کھول کر وہ سائیڈ پر ہو گیا تو تنویر کار اندر لے آیا۔ ٹائیگر نے تیزی سے پھاٹک بند کر دیا اور دوبارہ کنڈا لگا دیا۔ تنویر نے کار پورچ میں موجود کار کے پیچھے روک دی تھی اور وہ اور جولیا دونوں نیچے اتر آئے جبکہ ٹائیگر بھی دوڑتا ہوا ان کے پیچھے آیا ہی تھا کہ اچانک تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یکلخت سینکڑوں برچھیاں اترتی چلی گئی ہوں۔ اسی لمحے اس نے تنویر اور جولیا کو بھی چیخ کر اچھلتے ہوئے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت کسی کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا۔ ٹائیگر کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ وہ مشن کے آخری مرحلے میں ہٹ ہو گیا ہے۔

جیفرے نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے کمرے میں ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر البتہ مناسب لباس تھا لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"کک۔ کک۔ کیا ہوا۔ یہ تمہیں کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ کس کا فون تھا"...... اس لڑکی نے چیختے ہوئے کہا اور دوڑ کر کرسی پر بیٹھے ہوئے جیفرے کی طرف بڑھی لیکن جیفرے نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا۔

"یہ لوگ واقعی مجھے مار ڈالیں گے۔ یہ بھوت ہیں۔ یہ موت کے فرشتے ہیں"...... جیفرے نے قدرے ہذیانی سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے تو تم کبھی اس قدر خوفزدہ نظر نہیں آئے۔ کیا ہوا ہے۔ تمہارا چہرہ تو اس قدر زرد پڑ گیا ہے کہ جیسے اچانک کسی ویمپائر نے تمہارے جسم کا سارا خون چوس لیا ہو۔ مجھے

بتاؤ۔ کیا ہوا ہے۔ کھل کر بتاؤ" ...... لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل جیفرے کے منہ سے لگا دی۔ جیفرے نے بے اختیار لمبے لمبے گھونٹ لے کر شراب پینا شروع کر دی۔ جب آدھی سے زیادہ بوتل اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو اس کا زرد پڑا ہوا چہرہ دوبارہ سرخ نظر آنے لگ گیا اور لڑکی نے بوتل ہٹا لی۔

"بتاؤ کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ۔ مجھ پر اعتماد کرو" ...... اس لڑکی نے کہا۔

"انجلا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میں نے برائٹ آئی نام کی تنظیم بنائی ہوئی ہے اور اس کے سیٹ اپ پوری دنیا میں موجود ہیں اور اس تنظیم کے تحت ہم انسانی اعضاء اور خاص طور پر انسانی آنکھ کے قرنیے اسمگل کر کے فروخت کرتے ہیں اور پورے یورپ اور ایکریمیا میں ان کی بے پناہ مانگ ہے اور ہم اس دھندے سے نہ صرف انتہائی کثیر سرمایہ کما رہے ہیں بلکہ ہمارا مدمقابل بھی کوئی نہیں ہے کیونکہ باقی تنظیمیں اسے گھٹیا دھندہ سمجھتی ہیں" ...... جیفرے نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے اور تم واقعی ناقابل یقین دولت کما رہے ہو اور میں بھی اس لئے خوش ہوں کہ تم وعدے کے مطابق آدھی دولت میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیتے ہو" ...... انجلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب نہ صرف اس دھندے کے خاتمے کا وقت آگیا ہے بلکہ وہ لوگ اب مجھے بھی ختم کر دیں گے" ...... جیفرے نے کہا تو انجلا بے اختیار چونک پڑی۔

"کون لوگ۔ کن لوگوں کی بات کر رہے ہو تم" ...... انجلا نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس" ...... جیفرے نے کہا تو انجلا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب۔ یہ پاکیشیا کہاں ہے" ...... انجلا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا براعظم ایشیا کا ایک ملک ہے۔ کافرستان کا ہمسایہ ملک ہے" ...... جیفرے نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن وہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ میں تمہاری مدد کروں گی" ...... انجلا نے کہا۔

"تم کیا مدد کرو گی انجلا۔ میں نے ہر ممکن کوشش کر لی ہے لیکن یہ بھوت کسی طرح بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔ حتیٰ کہ میں نے ریڈ کالر گروپ کے چیف مارٹی سے بھی کہا تھا لیکن پتہ ہے کیا ہوا۔ الٹا ریڈ کالر گروپ کا چیف مارٹی اور اس کا خاص آدمی پیٹر بھی ان کے ہاتھوں مارے گئے۔ ان لوگوں نے ریڈ کالر کلب میں لوگوں کا قتل عام کر دیا" ...... جیفرے نے کہا تو انجلا کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ وہی گروپ ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے تمہارے خوفزدہ ہونے کی سمجھ آرہی ہے۔ لیکن کیا وہ یہاں آرہے ہیں۔ کس کا فون تھا"...... انجلا نے کہا۔

"میں نے ہیڈ کوارٹر گلیڈ سٹون ہاؤس سے اورینٹ پلازہ کے نیچے تہہ خانوں میں شفٹ کر دیا اور کسی کو اس کا علم نہیں اور میں خود یہاں تمہارے پاس آگیا کسی کو بتائے بغیر اور ابھی چند لمحے پہلے گریگ کا فون آیا ہے۔ اس نے اندازہ لگایا ہے کہ میں یہاں ہوں۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ اورینٹ پلازہ پہنچ کر ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کر رہے ہیں جس پر میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر بند کر کے وہاں سے چلے جائیں۔ میں اور کیا کر سکتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اس قدر تیزی سے کام کر رہے ہیں کہ جب تک گریگ اور اس کے ساتھی وہاں سے نکلیں گے وہ لوگ یہاں میرے سر پر پہنچ جائیں گے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ کسی سے بھی نہیں روکے جا سکتے"...... جیفرے نے کہا۔ وہ واقعی اس گریگ کے فون پر بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"یہاں۔ مگر کیسے۔ یہاں کے بارے میں انہیں کیسے علم ہو گا"...... انجلا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پلازہ کے بارے میں کسی کو بھی نہیں معلوم تھا اور وہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں تو یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ میں کہاں جاؤں"...... جیفرے نے کہا۔

"تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ میں کیا ہوں اور اگر یہ لوگ یہاں آئے تو حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... انجلا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو تم۔ کیا کرو گی تم۔ وہ ریڈ کالر کے قابو نہیں آ سکے تو تم ان کا کیا بگاڑ لو گی"...... جیفرے نے کہا۔

"تم میرے ساتھ آؤ تو سہی"...... انجلا نے کہا تو جیفرے ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ انجلا اسے وہاں سے لے کر مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک تہہ خانے میں پہنچ گئی۔ یہ خاصا وسیع و عریض تہہ خانہ تھا جس میں دو بڑی بڑی مشینیں دیوار کے ساتھ نصب تھیں۔ وہاں میزیں اور کرسیاں بھی موجود تھیں۔ ایک طرف ایک دیوار کے ساتھ ایک ریک تھا جس میں مختلف برانڈ کی شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

"یہ کیا ہے۔ یہ کیسی مشینیں ہیں۔ تم نے پہلے تو کبھی نہیں بتایا کہ یہاں تہہ خانہ بھی ہے اور یہ مشینیں بھی ہیں"...... جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو انجلا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم مجھے صرف ایک ہوٹل میں رقص کرنے والی رقاصہ ہی سمجھتے ہو جبکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اور تم بھی مجھ سے محبت کرتے ہو۔ میری خاطر بھاری دولت میرے اکاؤنٹ میں جمع کراتے رہتے ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تربیت یافتہ ایجنٹ بھی ہوں۔ میرا

تعلق کارمن سے ہے اور میں یہاں ان کے مخصوص مفادات کی نگہبان ہوں اور میرا ایک آفس ہے اور چونکہ کسی بھی لمحے میں ٹریس ہو سکتی ہوں اور ایکریمین ایجنٹ میرے خلاف حرکت میں آسکتے ہیں اس لئے میں نے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت اور آنے والے ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے فول پروف انتظام کیا ہوا ہے اور میں یہاں بیٹھ کر آنے والوں کو لاشوں میں تبدیل کر سکتی ہوں اس لئے تم بے فکر رہو۔ ہم اب اس وقت تک یہاں نیچے رہیں گے جب تک خطرہ ٹل نہیں جاتا۔ یہاں ہر قسم کی سہولیات موجود ہیں"...... انجلانے کہا۔

"حیرت ہے۔ میں تو آج تک تمہیں صرف ایک رقاصہ ہی سمجھتا رہا۔ لیکن باہر تمہارے ملازم بھی تو موجود ہیں۔ وہ کیا کریں گے"...... جیفرے نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ایک ملازم آرتھر کے علاوہ باقی کو چھٹی دے دیتی ہوں اور آرتھر کو اس خفیہ سیٹ اپ کا علم ہے اور وہ بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ تم بیٹھو۔ میں آ رہی ہوں"...... انجلانے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی اور اس نے دروازہ بند کر کے سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ پینل پر موجود بٹن پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کے سامنے دیوار آ گئی اور اب وہاں دروازے کا نشان تک موجود نہ تھا۔

"اب ہم مکمل طور پر محفوظ ہو گئے ہیں"...... انجلانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارا باہر سے رابطہ کیسے رہے گا"...... جیفرے نے کہا۔

"ابھی ہو جاتا ہے"...... انجلانے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پہلے ایک مشین کو آن کیا اور اس پر موجود نابوں کو گھما کر اس نے ایڈجسٹ کیا تو سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی جس میں کوٹھی کا بیرونی اور اندرونی حصہ علیحدہ علیحدہ خانوں کی صورت میں نظر آ رہا تھا اور یہ دونوں خانے سکرین کے نصف حصے تک تھے جبکہ اس سے نیچے پانچ خانے تھے جن میں ہر ایک خانے میں ایک ایک کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔

"اب دیکھو۔ یہاں بیٹھے بیٹھے ہم اوپر کوٹھی کے اندرونی حصوں اور بیرونی حصوں کو دیکھ سکتے ہیں"...... انجلانے کہا۔

"حیرت انگیز۔ تم تو میرے تصور سے بھی مختلف عورت ہو"۔ جیفرے نے کہا۔

"ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے"...... انجلانے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوسری مشین کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے اسے آن کیا اور پھر اس کی نابیں ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیں۔ آخر میں اس نے ایک بٹن پریس کیا اور پیچھے ہٹ آئی۔ البتہ اس مشین کے نچلے حصے میں ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی۔ اس نے اسے اٹھا لیا اور پھر اسے لا کر اس نے میز پر رکھا اور پھر وہ ایک ریک کی طرف بڑھ گئی جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور ریک کے سب سے نچلے خانے میں موجود گلاس اٹھا کر وہ

میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔
"کیا ان کی کوئی خاص نشانی بھی ہے"...... انجلا نے کہا۔
"نہیں۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ گروپ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے"...... جیفرے نے کہا۔
"مگر یہ تو کوئی نشانی نہ ہوئی"...... انجلا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ اچانک میز پر پڑی ہوئی چھوٹی سی مشین سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو انجلا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس نے تیزی سے مشین کا ایک بٹن دبایا تو سکرین پر موجود کوٹھی کا بیرونی منظر یکلخت بدل گیا اور اب وہاں ایک کار کھڑی نظر آ رہی تھی جس میں ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت موجود تھی جبکہ ایک آدمی کال بیل کا بٹن پریس کر رہا تھا۔

"یہ کون ہو سکتے ہیں"...... انجلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ کہیں یہ وہی ایجنٹ نہ ہوں۔ اوہ۔ وہ یہاں تک بھی پہنچ گئے"...... جیفرے نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ ایک عورت اور چار مرد ہیں۔ یہ تو دو مرد ہیں اور ہیں بھی مقامی"...... انجلا نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے آرتھر کو تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔
"ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ دو گروپوں میں کام کر رہے ہوں"۔ جیفرے نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر انہیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کرنا پڑے گا تاکہ ان سے باقی لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں"...... انجلا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جیفرے کوئی جواب دیتا وہ دونوں ہی یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ کال بیل بجانے والے نے چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر نکلنے والے آرتھر کو یکلخت گردن سے پکڑ کر اندر دھکیلا اور خود بھی اچھل کر اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی آرتھر یکلخت ہوا میں قلابازی کھا کر ایک طرف جا گرا۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ انہیں ہلاک کر دو"...... جیفرے نے چیختے ہوئے کہا۔
"گھبراؤ نہیں جیفرے۔ ہم محفوظ ہیں"...... انجلا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے اسے ان حالات میں بھی اس قدر مطمئن دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسی لمحے اس اندر آنے والے آدمی نے بڑا پھاٹک تیزی سے کھول دیا اور باہر موجود کار تیزی سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور سیدھی پورچ میں کھڑی کار کے پیچھے رک گئی۔ ادھر اس آدمی نے پھاٹک بند کر دیا اور پھر وہ بھی پورچ کی طرف بڑھنے لگا جبکہ کار میں موجود ایک مرد اور ایک عورت بھی باہر نکل کر کھڑے ہو گئے تھے۔ انجلا نے تیزی سے مشین پر موجود دو نابیں گھمائیں اور ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔ جیفرے منہ پھاڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی بچہ پہلی بار ڈزنی لینڈ کی سیر کر رہا ہو۔ اسی لمحے انجلا نے بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مشین میں سے گونج پیدا

ہوئی اور جیفرے بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے ان تینوں آنے والوں کو لڑکھڑا کر زمین پر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ تینوں چند لمحے اس طرح تڑپتے رہے جیسے پانی سے نکلنے والی مچھلی تڑپتی ہے اور پھر ساکت ہو گئے۔

"مارے گئے۔ اوہ۔ گڈ گاڈ۔ انجلا تم نے کمال کر دیا"۔ جیفرے یکلخت اچھلا اور تیزی سے اس طرح انجلا کی طرف بڑھا جیسے اسے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر ابھی ناچنا شروع کر دے گا۔

"ارے۔ ارے۔ رکو۔ یہ ابھی ہلاک نہیں ہوئے صرف بے ہوش ہوئے ہیں"...... انجلا نے کہا۔

"بے ہوش ہوئے ہیں۔ اوہ نہیں۔ ہلاک کر دو انہیں۔ ایک لمحہ ضائع مت کرو"...... جیفرے نے بوکھلا کر کہا۔

"گھبراؤ مت جیفرے۔ یہ اب میری مرضی کے بغیر ہوش میں نہیں آسکتے۔ میں نے انہیں اس لئے بے ہوش کیا ہے تاکہ ان سے ان کے باقی ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے پھر ان کو بھی شامل کر کے ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا تاکہ تم ہمیشہ کے لئے اس خوف سے آزاد ہو جاؤ۔ اگر میں انہیں ہلاک کر دیتی تو باقی دونوں ہماری گردن پر موجود رہتے۔ آخر ہم کب تک اس تہہ خانے میں رہ سکتے ہیں"...... انجلا نے کہا تو جیفرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم حیرت انگیز ہو۔ انتہائی حیرت انگیز"...... جیفرے نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ انہیں اٹھا کر ایک اور تہہ خانے میں لے جانا ہو گا تاکہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے"...... انجلا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر کے ذہن پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے میں ستارہ سا چمکا اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ہٹ ہونے والے مناظر گھوم گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ جولیا اور تنویر کے پاس جو کار سے اتر کر کھڑے تھے پہنچا ہی تھا کہ اچانک تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے سینکڑوں برچھیاں اس کے جسم میں اترتی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوب گیا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر اور پھر اپنے آپ کو دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرا سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں ایک لکڑی کی کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اور جولیا بھی اسی طرح رسیوں سے بندھے

ہوئے موجود تھے لیکن ان دونوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ وہ بے ہوش تھے اور سب سے زیادہ اطمینان ٹائیگر کو یہ دیکھ کر ہوا تھا کہ اس کا جسم بالکل صحیح سلامت تھا۔ جولیا اور تنویر بھی صحیح سلامت تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ عمران کی طرح مسلسل ذہنی مشقیں کرنے کی وجہ سے وہ بغیر کسی اینٹی گیس کے ہوش میں آگیا تھا کیونکہ اب اپنی حالت دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا تھا کہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں فائرنگ کی نہ تھیں بلکہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول پھٹنے کی تھیں اور اپنے جسم میں سینکڑوں برچھیاں اترنے کا جو احساس اسے ہوا تھا وہ ٹی ایس تھری نامی گیس کی خصوصیت تھی۔ اس گیس کے جسم میں داخل ہوتے ہی ایسا احساس پیدا ہوتا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹی ایس تھری گیس ان پر استعمال کی گئی تھی لیکن وہ اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ یہ گیس کارمن کی ایجاد ہے اور زیادہ تر وہاں کے لوگ اسے استعمال کرتے تھے جبکہ کارمن سے ہٹ کر دوسرے ممالک میں اس کا استعمال بے حد کم تھا اس لئے کہ اس گیس میں ایک خامی تھی کہ اگر کسی کو کوئی بیماری ہو تو اس پر یہ گیس زیادہ دیر اثرات نہ ڈال سکتی تھی اور گیس استعمال کرنے والے کو یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جس پر یہ گیس استعمال کر رہا ہے اسے کوئی بیماری ہے۔ اس لئے بعض اوقات اس گیس کا استعمال الٹ نتائج پیدا کر دیتا تھا جبکہ کارمن میں اسے زیادہ اس لئے استعمال کیا جاتا تھا کہ کارمن کے لوگ پانی کم اور شراب زیادہ

پینے کے عادی تھے اور یہ گیس چونکہ وہاں بنتی تھی اس لئے وہاں یہ بے حد سستی ملتی تھی۔ ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے ان رسیوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے جائزہ کے بعد اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ انہیں انتہائی اناڑیوں کے انداز میں باندھا گیا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو پنڈولم کے انداز میں جھلانا شروع کر دیا کیونکہ اس کے ہاتھ کہنیوں تک رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے لیکن ہاتھ ہلانے کی وجہ سے رسیاں کچھ اوپر کو سمٹ گئیں اور اس کے دونوں ہاتھ اب بخوبی حرکت کرنا شروع ہو گئے تھے اور پھر جیسے ہی اس کے ہاتھ حرکت میں آئے اس نے بڑے اطمینان سے گانٹھ کو جو سائیڈ پر تھی کھول لیا۔ گانٹھ کھلتے ہی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور اس نے تیزی سے بازوؤں کو سائیڈ پر کھینچ کر اوپر جسم کے ساتھ لگایا تو رسیاں بالکل ہی ڈھیلی پڑ گئیں اور ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے رسیاں ہٹانا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد ہی وہ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن اس کی جیبوں سے ہر چیز غائب تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے ان کی باقاعدہ تلاشی لی گئی تھی پھر انہیں رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ جولیا اور تنویر دونوں بے ہوش تھے اور ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جب تک انہیں اینٹی گیس نہ سونگھائی جائے گی یہ ہوش میں نہ آسکیں گے اس لئے وہ دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھولا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے دوسری طرف ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا جیفرے ——یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے"۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"غضب ہو گیا انجلا۔ وہاں ہیڈ کوارٹر میں گریگ اور اس کے دونوں ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور وہاں سے ساری فائلیں غائب ہو چکی ہیں"....... ایک وحشت بھری مردانہ آواز سنائی دی۔

"فائلیں۔ کیسی فائلیں"....... انجلا کی آواز سنائی دی۔

"پوری دنیا میں پھیلے ہوئے برائٹ آئی کے سیٹ اپ کی فائلیں۔ اگر یہ فائلیں حکومت کے ہاتھ لگ گئیں تو برائٹ آئی مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی"....... جیفرے نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فائلیں ان کے ان دو ساتھیوں کے پاس ہوں گی جو ان کے ساتھ نہیں آئے۔ تم نے دیکھا جیفرے۔ اگر میں انہیں ہلاک کر دیتی تو پھر فائلیں کبھی نہ مل سکتیں۔ اب یہ خود بتائیں گے کہ فائلیں کہاں ہیں۔ آرتھر کو بلاؤ اور اسے کہو کہ کوزا اٹھا

لائے۔ میں ابھی ان کی روحوں سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گی"۔ انجلا نے کہا۔

"میں بلاتا ہوں"...... جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے فوری طور پر حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس وقت وہ انجلا اس کمرے میں اکیلی تھی۔ ٹائیگر نے یکلخت دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا۔

"تم۔ تم۔ مم۔ مم۔ مگر"...... کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی نے بے اختیار اچھلتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی ٹائیگر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ لڑکی جو یقیناً انجلا تھی بے اختیار چیختی ہوئی فضا میں اٹھی اور قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری۔ نیچے گر کر اس کا جسم معمولی سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا جبکہ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو انجلا کا انتہائی مسخ ہوتا ہوا چہرہ یکلخت نارمل ہونا شروع ہو گیا اور ٹائیگر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اسے دروازے کے باہر قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے ایک سائیڈ پر ہو گیا اور دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ بے ہوش انجلا بھی ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی تھی اور جب تک

کوئی کمرے میں داخل ہو کر اندر نہ آئے اسے انجلا نظر نہ آ سکتی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ آنے والے جیفرے اور آرتھر ہیں اور چونکہ وہ خالی ہاتھ تھا اس لئے وہ پوری طرح چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پہلے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی تھا جس نے پھاٹک کھولا تھا اور جسے ٹائیگر نے مخصوص انداز میں اچھال دیا تھا۔

"ارے یہ کیا"...... دونوں نے ہی انجلا کو دیکھتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ان کی سائیڈ پر موجود ٹائیگر حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر سامنے میز پر جا گرے اور پھر میز سمیت پلٹ کر نیچے گرے ہی تھے کہ ٹائیگر نے اچھل کر بیک وقت دونوں لاتیں ان دونوں کی پشتوں پر جما دیں اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ دونوں ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے گرے اور ٹائیگر نے ایک بار پھر اچھل کر انہیں ضربات لگائیں اور اس بار دونوں کے جسم جھٹکا کھا کر ساکت ہو گئے تو ٹائیگر نے ایک لمحہ رک کر انہیں دیکھا اور پھر وہ تیزی سے اس دروازے سے باہر نکل گیا جدھر سے وہ دونوں آئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اب آدھے گھنٹے سے پہلے یہ تینوں ہوش میں نہیں آ سکتے اور وہ ان کے ہوش میں آنے سے پہلے باہر چیکنگ کر لینا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک مشین پسٹل موجود تھا۔ یہ اس کا اپنا مشین پسٹل تھا کیونکہ ایک کمرے میں اسے اپنی، جولیا اور تنویر کی

جیبوں سے نکالا جانے والا سامان پڑا نظر آ گیا تھا۔ چونکہ اس کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے صرف اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور واپس اس کمرے میں آ گیا۔ البتہ اس نے تہہ خانے کو چیک کر لیا تھا جس میں مشینری موجود تھی۔ اس نے جھک کر آرتھر کی تلاشی لی تو اس کی جیب میں ایک لمبی گردن والی نیلے رنگ کی شیشی تھی۔ شیشی کو دیکھ کر ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے سب سے پہلے جیفرے کو اٹھایا اور اسے کاندھے پر لاد کر وہ اس کمرے میں آ گیا جہاں جولیا اور تنویر ابھی تک رسیوں میں جکڑے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے جیفرے کو اس کرسی پر بٹھا دیا جہاں پہلے وہ خود جکڑا ہوا تھا اور فرش پر پڑی ہوئی رسیاں اٹھا کر اس نے اسے رسی کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اس نے جیفرے کو اس لئے پہلے اٹھایا تھا کیونکہ ان کا اصل ٹارگٹ جیفرے ہی تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پلٹا اور اس کمرے میں جا کر اس نے آرتھر اور انجلا دونوں کو اٹھا کر دونوں کاندھوں پر لادا اور اس کمرے میں لا کر انہیں فرش پر ڈال دیا اور پھر جیب سے نیلے رنگ کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی ناک سے لگا دی اور چند لمحوں بعد اسے ہٹا کر اس نے شیشی کا ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ کچھ دیر کے بعد یکے بعد دیگرے دونوں کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔

"ٹائیگر تم اس حالت میں۔ یہ سب کیا ہے"...... جولیا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر یہی سوال تنویر نے بھی کیا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پہلے جولیا کی رسیاں کھولیں اور پھر تنویر کی اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اب تک ہونے والے تمام واقعات بھی اس نے سنا دیئے۔ ساتھ ہی اس نے تہہ خانے میں موجود مشینری کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"ویری گڈ ٹائیگر۔ تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ ویری گڈ"۔ جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن ظاہر ہے اس کی جیبیں خالی تھیں۔

"میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے پوچھ گچھ کریں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے جھک کر آرتھر کو اٹھایا اور اس کرسی پر ڈال دیا جس پر تنویر بندھا ہوا تھا جبکہ جولیا نے آگے بڑھ کر انجلا کو اٹھایا اور اسے اس کرسی پر ڈال دیا جس کرسی پر وہ چند لمحے پہلے خود موجود تھی اور پھر ٹائیگر اور تنویر نے مل کر ان دونوں کو رسیوں سے باندھ دیا۔

"انہیں باندھنے اور ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا مشین پسٹل نہیں ہے۔ میں لے آتا ہوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ٹائیگر تم سے زیادہ عقلمند ہے"...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہی ہو تم"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہی ہوں۔ اگر ٹائیگر کی جگہ تم ہوتے تو یقیناً تم ان تینوں کو ہلاک کر چکے ہوتے"...... جولیا نے کہا۔

"تو اور کیا تم نے ان کا اچار ڈالنا ہے"...... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لاوس اور ریٹا ابھی تک زندہ ہیں۔ ان کا پتہ بھی یہ بتائے گا اور یہ وہی ہیں جنہوں نے عمران پر قاتلانہ حملہ کرایا اور ہو سکتا ہے کہ جیفرے کو ہلاک کرنے کے بعد ہم واپس چلے جائیں تو وہ دونوں اس تنظیم پر قبضہ کر لیں اور اس انسانیت سوز کاروبار کو دوبارہ جاری کر دیں"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ واقعی لاوس اور ریٹا کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ میں تو بھول ہی گیا تھا"...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق فوراً ہی اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"...... جولیا نے کہا اور ایک طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم ان سے پوچھ گچھ کرو میں باہر چیکنگ کر لوں"...... تنویر نے کہا۔

"میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر نے سب سے پہلے جیفرے کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور آگے بڑھ کر اس نے یہی کارروائی پہلے انجلا اور پھر آرتھر پر دوہرائی اور پھر وہ مڑ کر ان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم تو بے ہوش تھے"...... جیفرے نے ہوش میں آتے ہی چونک کر انتہائی حیرت اور خوف سے ملے جلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انجلا بھی ہوش میں آ گئی اور پھر اس نے بھی ہوش میں آتے ہی تقریباً ایسا ہی فقرہ کہا جبکہ آرتھر ہوش میں آ کر کچھ بولنے کی بجائے خاموش رہا تھا۔ البتہ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"تم جیفرے ہو۔ برائٹ آئی کے چیف"...... جولیا نے جیفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں تو جیفرے نہیں ہوں۔ میرا نام تو مائیکل ہے۔ بے شک انجلا سے پوچھ لو"...... جیفرے نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم جیفرے نہیں ہو"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تو مائیکل ہوں"...... جیفرے نے کہا۔

"پھر تو تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اس لئے تم چھٹی کرو۔ ہمیں تو جیفرے سے کام تھا"...... جولیا نے کہا اور اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ جیفرے کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں جیفرے ہوں"...... جیفرے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم جیفرے ہو تو پھر بتاؤ کہ لاوس اور ریٹا کہاں ہیں"...... جولیا نے کہا تو جیفرے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ وہ تو ریڈ کالر کلب گئے تھے۔ اس کے بعد تو ان کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوا"...... جیفرے نے کہا۔

"سنو جیفرے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ان دونوں کو یہاں کال کرو۔ سمجھے"...... جولیا نے کہا۔

"یہاں۔ مگر کیسے۔ میں انہیں کیسے کال کر سکتا ہوں"۔ جیفرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹائیگر اسے گولی مار دو"...... جولیا نے کہا۔

"رک جاؤ۔ یہ کام میں نے کرنا ہے۔ اس انسانیت کے قاتل کو میں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔ مشین پسٹل مجھے دو ٹائیگر۔ یکلخت تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے مشین پسٹل تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ مجھ سے ساری دولت لے لو۔ مجھے مت مارو"...... جیفرے نے یکلخت رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو لاوس اور ریٹا کو یہاں کال کرو۔ ابھی اور اسی وقت"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میں ٹرانسمیٹر پر انہیں کال کرتا ہوں"۔ جیفرے نے کہا۔

"یہاں ٹرانسمیٹر ہو گا۔ کہاں ہے وہ"...... جولیا نے انجلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوپر کمرے کی الماری میں ہے لیکن ہم لوگ تو بندھے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کیسے کال کریں گے"...... انجلا نے کہا۔

"ٹائیگر جا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ"...... جولیا نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم نے یہاں باقاعدہ ایک نظام قائم کر رکھا ہے۔ تہہ خانوں میں مشینری ہے۔ تم کس ملک کی ایجنٹ ہو"...... جولیا نے ٹائیگر کے جانے کے بعد انجلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کارمن کی ایجنٹ ہوں"...... انجلا نے کہا۔

"اس جیفرے سے تمہارا کیا تعلق ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ احمق اپنی تمام کمائی میں سے آدھی مجھے دے دیتا ہے۔ بس

اتنا تعلق ہے"...... انجلا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جیفرے نے چونک کر انجلا کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"یہ واقعی احمق آدمی ہے۔ نجانے یہ کس طرح اتنی بڑی تنظیم کا سیٹ اپ چلاتا رہا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کاروباری طور پر بے حد تیز آدمی ہے"...... انجلا نے کہا۔

"تم بھی اس انسانیت سوز جرائم میں حصہ دار ہو۔ تم بھی"۔ تنویر نے یکلخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انجلا کوئی جواب دیتی تنویر نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ انجلا اور آرتھر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ دونوں رسیوں میں بندھے ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے جبکہ جیفرے خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے تنویر۔ کیا ضرورت تھی انہیں ہلاک کرنے کی"...... جولیا نے کہا۔

"ان سے ہم نے کیا لینا تھا اور یہ عورت ہو کر اس قدر خوفناک جرم کی کمائی کھاتی تھی۔ اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا"۔ تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا تو وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا تھا۔ کیا انہوں نے کوئی غلط حرکت کی تھی"...... ٹائیگر

نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ان کا وقت آ گیا تھا"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے دوبارہ ہوش میں لے آؤ"...... جولیا نے جیفرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر جیفرے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا دیئے اور چند لمحوں بعد جیفرے چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"تم نے۔ تم نے انجلا کو مار دیا۔ تم نے"...... جیفرے نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور اب سنو۔ اگر تم نے لاوس اور ریٹا کو یہاں نہ بلایا تو تمہارا حشر بھی یہی ہو گا لیکن میرا وعدہ کہ اگر تم نے ان دونوں کو یہاں بلوا لیا تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ بولو کیا ہے ان کی فریکونسی"...... جولیا نے کہا تو جیفرے نے جلدی سے فریکونسی بتا دی۔

"میں فریکونسی ایڈجسٹ کرتی ہوں لیکن تم نے کوئی غلط بات کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے"...... جولیا نے کہا۔

"میں کوئی غلط بات نہیں کروں گا"...... جیفرے نے کہا تو جولیا نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اسے آن کیا اور لے جا کر بندھے ہوئے جیفرے

کے منہ سے لگا دیا۔
"ہیلو۔ ہیلو۔ جیفرے کالنگ۔ اوور"...... جیفرے نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
"یس چیف۔ لاوس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ریٹا کہاں ہے لاوس۔ اوور"...... جیفرے نے کہا۔
"وہ میرے ساتھ ہے باس۔ ہم نے تو ہیڈ کوارٹر کال کی تھی اور ہم وہاں گئے بھی تھے لیکن ہیڈ کوارٹر خالی تھا۔ اوور"...... لاوس نے کہا۔
"سنو۔ میں تمہیں ایک ایڈریس بتاتا ہوں۔ میں وہاں موجود ہوں۔ تم فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت تاکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کی پلاننگ کی جاسکے۔ اوور"...... جیفرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایڈریس بھی بتا دیا۔
"یس چیف۔ ہم خود آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے۔ جلدی آؤ۔ اوور اینڈ آل"...... جیفرے نے کہا تو ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"اب تم اور تنویر باہر جاؤ اور ان دونوں کو بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ۔ میں اس دوران اس انجلا اور آرتھر کی رسیاں کھولتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"انہیں بے ہوش کر کے یہاں لانے کا کیا فائدہ۔ آخر تم کیا کر رہی ہو"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ آباد جگہ ہے تنویر۔ باہر ہونے والی فائرنگ کے بعد ابھی پولیس یہاں پہنچ جائے گی"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو اور پھر وہ ٹائیگر سمیت باہر چلا گیا۔
"تم۔ تم مجھے چھوڑ دو گی۔ سنو۔ جس قدر دولت چاہو مجھ سے لے لو لیکن مجھے چھوڑ دو۔ مجھے مت مارو"...... جیفرے نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا لیکن جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے اٹھ کر پہلے انجلا اور پھر آرتھر کی رسیاں کھولیں اور ان دونوں کی لاشیں ایک طرف کر کے پھینک دیں۔
"تم بے فکر رہو جیفرے۔ تمہاری دولت واقعی تمہارے بے حد کام آئے گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیفرے کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹائیگر اور تنویر اندر داخل ہوئے تو ان کے کاندھوں پر ایک عورت اور ایک مرد لدے ہوئے تھے۔
"ان دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر باندھ دو"...... جولیا نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر نے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔
"انہیں ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پہلے لاوس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر

دیئے اور چند لمحوں بعد جب لاوس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور آگے بڑھ کر اس نے یہی کارروائی ریٹا کے ساتھ دوہرائی اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ اوہ چیف۔ آپ اور یہاں اس حالت میں۔ کیا مطلب"...... ان دونوں نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام لاوس ہے اور تم ریٹا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے"...... لاوس نے کہا۔

"تم نے پاکیشیا کے علی عمران پر قاتلانہ حملہ کرایا تھا۔ تم نے"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی لاوس اور ریٹا کے جسموں میں گولیاں بارش کی طرح اترتی چلی گئیں اور ان دونوں کو پوری طرح چیخنے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"اس منحوس کو تم نے آخر کیوں اب تک زندہ رکھا ہوا ہے"۔ تنویر نے جیفرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ جا کر صفدر کو فون پر کال کرو اور اس سے پوچھو کہ اس نے فائلیں بھجوا دی ہیں یا نہیں"...... جولیا نے تنویر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر مڑ کر تیزی سے

باہر چلا گیا۔

"ہاں تو جیفرے۔ اب بتاؤ کہ کتنے ممالک میں تمہارا سیٹ اپ ہے"...... جولیا نے جیفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بارہ ممالک میں۔ لیکن اب پاکیشیا میں یہ سیٹ اپ ختم ہو چکا ہے اس لئے اب گیارہ ممالک میں ہے"...... جیفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دولت تم اب تک اکٹھی کر چکے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"میرے پاس بہت دولت ہے اور میں وہ سب تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے مت مارو"...... جیفرے نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"صفدر صاحب نے بتایا ہے کہ انہوں نے فائلیں بھجوا دی ہیں لیکن انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے رہائش گاہ پر جا کر فائلوں کو چیک کیا ہے۔ فائلوں میں آدمیوں اور بزنس کی تفصیلات تو موجود ہیں لیکن ممالک کی نشاندہی موجود نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے یہی خدشہ تھا کہ یہ کاروباری آدمی ہے اس لئے یہ سب کچھ ایک ہی جگہ پر نہیں رکھے گا۔ ہاں تو جیفرے۔ بتاؤ کہ فائلوں کے دوسرے حصے کہاں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ وہی فائلیں ہیں اور تو نہیں ہیں"...... جیفرے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخری بار کہہ رہی ہوں کہ بتاؤ ورنہ"...... جولیا نے انتہائی سرد

لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ فائلیں یہاں انجلا کے پاس ہیں۔ اوپر بیڈ روم کی الماری کے خفیہ خانے میں۔ انجلا نے مجھ سے علیحدہ بنوا کر اپنے پاس رکھ لی تھیں"...... جیفرے نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

"تو تم نے اس لئے اسے اب تک زندہ رکھا ہوا تھا۔ کیا تمہیں پہلے سے اس بات کا علم تھا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ بس مجھے شک تھا کہ کہیں یہ فائلیں نامکمل نہ ہوں"۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں فائلیں موجود تھیں۔

"میں نے چیک کر لی ہیں۔ یہ واقعی ان فائلوں کے حصے ہیں۔ ان میں ممالک اور سرکردہ افراد کی مکمل تفصیل موجود ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اب یہ مشین پسٹل لو اور اس مشن کو مکمل کرو کیونکہ اگر تم ہوش میں نہ آتے اور کارروائی نہ کرتے تو شاید مشن مکمل نہ ہو سکتا"...... جولیا نے ٹائیگر کی طرف مشین پسٹل بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ یہ تنویر صاحب کا حق ہے۔ وہ اس مشن کے

لیڈر ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور مشین پسٹل تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ تم نے واقعی یہاں کام کیا ہے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے یکلخت مشین پسٹل کا رخ جیفرے کی طرف کر دیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میری ساری دولت لے لو"۔ جیفرے نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہم لعنت بھیجتے ہیں تمہاری دولت پر جو تم نے انسانوں کو ہلاک کر کے اور ان کے اعضاء فروخت کر کے جمع کی ہے"...... جولیا نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ جیفرے کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز اور یادگار ناول

مکمل ناول

واٹر میزائل

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

واٹر میزائل ایک ایسا میزائل جو یقینی طور پر پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر سکتا تھا۔ پھر --------؟

واٹر میزائل جس سے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی سازش ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر کی اور --------؟

وائٹ اور جیکوئی کرانس کی ایجنسی بلیک سٹار کے دو مین ایجنٹ جو عمران اور سیکرٹ سروس کے مقابل آئے اور عمران کو مجبوراً ان سے دوستی کرنا پڑی۔ کیوں -----؟

کارٹ اور ساجورا۔ بحر ہند میں واقع دو جزیرے جہاں بیک وقت واٹر میزائل مشن پر کام ہو رہا تھا لیکن اصل میزائل کہاں ہے اس کا علم کسی کو بھی نہ تھا۔ پھر -----؟

جولیا جس نے صالحہ سے مل کر واٹر میزائل مشن ناکام بنانے کے لئے انتہائی جان توڑ کوشش کی لیکن ان کی کامیابی کا یقین سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو نہ تھا۔ کیوں۔

کیا واٹر میزائل مشن کامیاب ہو گیا۔ کیا پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات تباہ ہو گئیں۔ یا ؟

انتہائی حیرت انگیز اور منفرد انجام

دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور

ایک ہنگامہ خیز یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹارگٹ مشن

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

ٹارگٹ مشن ایسا ٹارگٹ جسے تلاش کرنا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ یہ ٹارگٹ کیا تھا ———؟

سپیشل ایجنسی ایکریمیا کی ایسی ایجنسی جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی۔ پھر ———؟

ہاٹ ایک ایسا ایجنٹ جو صلاحیتوں کے لحاظ سے عمران سے برتر نہیں تو کم بھی نہ تھا۔ ہاٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی خوفناک اور جان لیوا جسمانی فائٹ۔ فتح کس کے حصے میں آئی۔

وہ لمحہ جب عمران نے ٹارگٹ ٹریس کر لیا لیکن یہ ٹارگٹ یکلخت آگ کے شعلے کا روپ دھار گیا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اس خوفناک آگ کی لپیٹ میں آ گئے۔ پھر ———؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی ٹارگٹ کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو گئے۔ یا۔؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹارگٹ مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو سکے ؟— یا یہ ان کا آخری مشن ثابت ہوا ———؟

تیز رفتار ایکشن اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور ایک یادگار اور منفرد انداز کا ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد کہانی

کراکون

انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات جس کی تھوڑی سی مقدار پاکیشیا میں بھی دریافت ہو گئی لیکن اسے چوری کر لیا گیا۔

کراکون

جس کی چوری کا علم حکومت کو ہوا تو حکومت کے کئی ادارے اس کی بازیابی کے لئے حرکت میں آ گئے لیکن وہ سب ناکام رہے۔

کراکون

جس کے حصول کے لئے غیر ملکی تنظیمیں میدان میں کود پڑیں لیکن کراکون عام غنڈوں اور سمگلروں کے ہاتھ لگ گئی۔ کیسے؟

کراکون

جسے پاکیشیا کے بدمعاشوں اور سمگلروں نے کافرستان سمگل کر دیا اور غیر ملکی تنظیمیں اور پاکیشیائی حکام منہ دیکھتے رہ گئے۔ کیوں اور کیسے؟

سیٹھ پرشاد گروپ

کافرستان کے زیر زمین مجرموں کا ایک ایسا گروپ جس کے تعلقات پوری دنیا کے مجرموں اور سمگلروں سے تھے اور کراکون اس کے قبضے میں تھی۔

سیٹھ بابو

سیٹھ پرشاد گروپ کا سرغنہ لیکن بظاہر ایک عام سا کاروباری آدمی تھا۔ پھر؟

وہ لمحہ

جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا کی دولت کراکون کی بازیابی کے لئے کافرستان پہنچ گئی۔ لیکن؟

وہ لمحہ

جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ

جب عمران اور اس کے ساتھی زہریلے پھل کھا کر سمندر میں تیرتی ہوئی کشتی میں موت کا شکار ہونے لگے اور انہیں بچانے والا کوئی نہ تھا۔ پھر؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سیٹھ پرشاد گروپ کا مقابلہ کر سکے یا عام غنڈوں اور سمگلروں سے شکست کھا گئے۔ حیرت انگیز انجام

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کراکون واپس حاصل کر سکی یا نہیں؟

وہ لمحہ

جب عمران کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کو فون کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں؟

عمران سیریز میں ایک اور ناقابل فراموش ناول

خاص نمبر

کاغذی قیامت

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- پوری دنیا پر کاغذی قیامت کے خوفناک سائے موت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔
- پوری دنیا کا نظام معیشت یکلخت مفلوج ہو گیا۔ کرنسی نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ کیوں ——؟
- کروڑوں اربوں نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے کے لئے ترس گیا تھا۔ کیوں ——؟

کاغذی قیامت ایک ایسی خوفناک قیامت جو اپنے جلو میں موت کے سوا اور کچھ نہ رکھتی تھی۔

- مجرموں کا ایک ایسا خوفناک اقدام جس سے دنیا بھر کی حکومتیں اور افراد بری طرح بوکھلا اٹھے۔
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا ——؟
- عمران اور پوری سیکرٹ سروس خوفناک مجرموں کے چنگل میں پھنس کر موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور کر دی گئی۔
- کیا کاغذی قیامت کے برپا ہونے پر دنیا تباہ ہو گئی ——؟
- کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس خوفناک تنظیم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔
- انتہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والی ایسی کہانی جو صفحہ قرطاس پر پہلی بار نمودار ہوئی۔

سطر سطر میں خوفناک ایکشن

لفظ لفظ میں اعصاب شکن سسپنس

ایک ایسا منفرد پلاٹ جو اس سے پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان